UNIVERSAL
LIBRARY

OU_232132

UNIVERSAL
LIBRARY

ہدایت شریف جناب مولوی وحید الدین صاحب سلیم پروفیسر اردو

دردِ باقی و دردِ ساقی

یہ ایک ایسا نادر مجموعہ ہے جس میں ہندوستان کے ولی کامل صاحبدل فیوض مین نادر فرد حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمہ کے

رباعیات ہین

کا منظومہ ترجمہ علاوہ مضامین و رباعیات مصنفہ خود موحد کامل عالیجناب علی الالقاب راجہ گردھاری پرشاد منشی راجہ محبوب نواز دنت بہادر المتخلص بہ باقی درسر رشتہ دار جمعیت باقاعدہ و بقاعدہ و مشرف باوریجنانہ و خانسامانی سرکار عالی

(فرمایا ہے)

مرتبہ
راجہ نرسنگھ راج بہادر خلف اکبر راجہ صاحب مرحوم و مغفور
۱۳۲۴ھ
مطبوعہ
سردار پریس حویلی قدیم حیدرآباد
۱۹۲۶ء

دردِ باقی
و
دردِ ساقی

یہ ایک ایسا نادر مجموعہ ہے جس میں ہندوستان کے ولی کامل
صاحبدل فیوض مین نادر فرد حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمہ کے

رباعیات ہین

جنکا منظومہ ترجمہ علاوہ مضامین و رباعیات مصنفہ خود موحد کامل عالیجناب
معلی الالقاب راجہ گردھاری پرشاد منشی راجہ محبوب نواز دنت بہادر المتخلص باقی
صدر سررشتہ دار جمعیت باقاعدہ و بیقاعدہ و مشرف باودیخانہ و خانسامانی سرکار عالی

(فرمایا ہے)

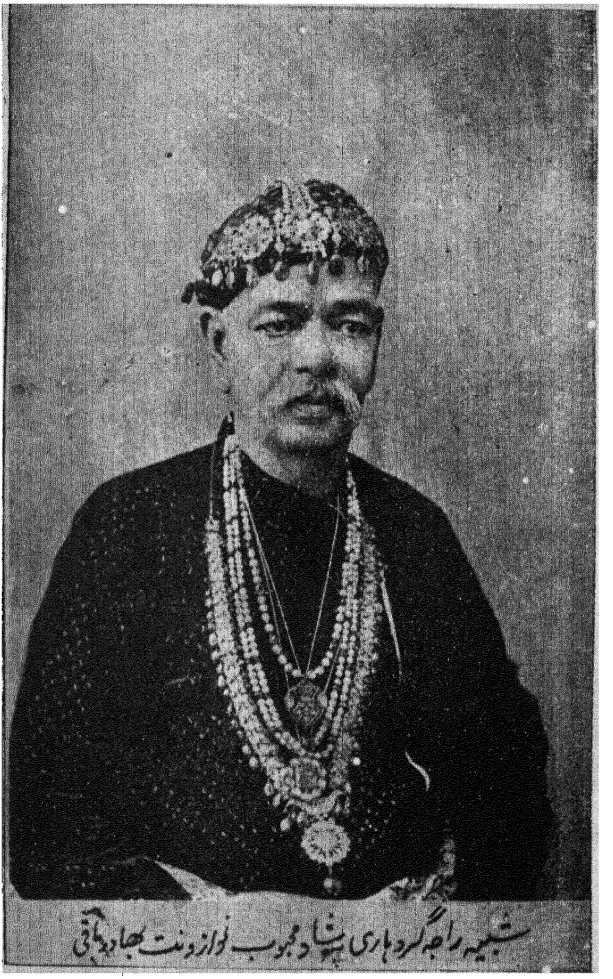
مرتبہ

راجہ نرسنگھ راج بہادر خلف اکبر راجہ صاحب مرحوم و مغفور

مطبوعہ
سرداد پریس حویلی قدیم حیدرآباد

فہرست مضامین درد باقی و درد ساقی

نمبر شمار	نام مضمون	نمبر صفحہ
۱	تمہید	۱
۲	سوانحعمری راجہ گردھاری پرشاد محبوب نوازدنت باقی	۱۱
۳	کلام عالیجناب باقی بیکنٹھ باشی نظم و نثر در معرفت	۴۱
۴	رباعیات خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ معہ ترجمہ منظومہ حضرت باقی مرحوم	۶۹
۵	رباعیات مصنفہ راجہ باقی بیکنٹھ باشی۔	۱۲۸



شبیہ راجہ گردھاری پرشاد محبوب نواز دنت بھادر باقی

تمہید

رباعی حضرت میر درد علیہ الرحمۃ

گر دعوئ ہستی ست بہتان ست این
ور شکوہ نیستی ست کفران ست این
اے حضرتِ انسان تحیر انجام
خود را نشناختی چہ عرفان ست این

موت اور زیست کا سوال نہایت نازک اور اہم ہے۔ اس کے سمجھنے سے اپنی ذات کی خبر ملتی ہے۔ اور اس خوشخبری کے حصول سے خیالات کی حالت بدلجاتی ہے۔ انسان کا دل ایک ایسا پلٹا کھاتا ہے کہ جس کے بعد پھر کوئی سوال حل طلب نہیں رہتا۔ اس مسئلہ کی لاپروائی دنیا و مافیہا سے بیخبر رکھتی ہے۔ اور عذاب و ثواب خوف و خطر ادائی فرائض کی کوتاہی ایسکی نافہمی کا موجب ہے۔ البتہ اس کے متعلق وہ دوسری روحانی حالت ضرور قابل تعظیم ہے جو انتہائی معراج کہی جاسکتی ہے اور جو شاذ و نادر اکا دکا افراد خلق کو نصیب ہوا کرتی ہے۔ ایک مرتبہ مہاراجہ یدھشٹر سے جن کا نام دھرم راج بھی تھا اور جن کا ذکر خیر مہابھارت میں جا بجا ملتا ہے یہ پوچھا گیا تھا کہ کونسی چیز دنیا میں عجیب و غریب ہے تو اس یکتائے زمانہ مہاراجہ نے یہ جواب دیا کہ انسان موت کے متعدد سانحات دیکھتا ہے اور متاثر ہو کر بھی فراموش ہو جاتا ہے۔

یہی ایک عجیب بات ہے۔ اس سے بڑھکر کوئی اعجوبہ نہین ،، مگر ایسے شخص کی جس نے دنیا اور اوس کے میدان کارزار مین قدم رکھا ہے بغیر اس سوال کے سوچے سمجھے آنکھین نہین کھلتین کیا دنیوی امور کی ادائی اور کیا دینی فرائض کی سرباہی بجز اس نازک مسئلہ کی معلومات کے ناممکن ہے انسان چاہے لاکھ ثابت کرنے کی کوشش کرے کہ وہ اس دریا کا تیراک ہے اور ہزار طرح سے اپنی تحریر و تقریر یا جد و جہد ظاہری سے یہہ بتلائے کہ اُس نے اِس رمز کو پالیا ہے جو منشاء زندگی ہے۔ ہرگز عرصہ دراز تک اس راز کو پردۂ خفا مین نہین رکھہ سکتا۔ ہر ایسا کام جو دانائی راستی اور راست بازی و فراست سے مبرا ہو نمایشی ہوگا اور ہوا ہوگا اور نام و شہرت کی خواہش روڑے اٹکائے گی۔ اور آخر کار اس کا یہ انجام ہوگا کہ سعی لاحاصل ثابت ہوگی اور سب تدبیرین بے سود۔ ہم دیکھتے ہین کہ سیکڑون کام آغاز ہوئے اور ہوتے رہتے ہین اور شاندار طریق سے ان کا افتتاح ہوتا رہتا ہے۔ لیکن آج اکثر ان مین سے نابود ہین نام و نشان تک نہین ملتا۔ ان کے وجوہ نیستی کی تحقیقات کیجائے تو صرف اسی ایک نتیجہ پر پہونچ سکتے ہین کہ نامکمل زندگی۔ خواہش نام و شہرت اور عدم موجودگی صداقت نے ایسے کامون کو ملیامیٹ کر دیا اور آج وہ جامۂ نیستی مین روپوش ہین۔ امیر ہو یا غریب دانا ہو یا نادان جب تک اِس بات کو اچھی طرح نہ سمجھہ لے وہ کسی کام کے لایق نہین رہتا نہ اس کا کوئی کام بار آور ہو سکتا ہے۔ صرف سمجھہ لینا یا کسی چیز کا ظاہری علم رکھنا کافی نہین ہے بلکہ عمل کرنا ظاہر و باطن مین صفائی اور یکرنگی پیدا کرنا نہایت لازمی اور ضروری ہے۔ یہ ایک مسلمہ بات ہے کہ پاک اور اعلیٰ زندگی ہی دوسرونکی

فلاح کرسکتی ہے اور ایک مقدس عملی زندگی ہزارون زندگیون کو راہ راست پر لاسکتی ہے۔ ظاہر ہے کہ جو خود نہ سنبھلے دوسرونکو کیا سنبھالیگا۔ جو خود نہ عمل کرے کسی اور سے کیا عمل کی توقع رکھہ سکتا ہے جس دل مین خود درد نہ ہو وہ کسی اور کے درد کو کیا جانے۔

ہر کسے ناصح برائے دیگران		ناصح خود یافتم کم در جہان	
درد بسمل کو غیر کیا جانے	عالی	جو کہ گھائل کبھی ہوا ہی نہو	

کسی کو یہ کہنے کا ہرگز استحقاق نہین ہے کہ دنیا ایسے شخصیتون سے خالی ہے جو ان معاملات کے رازدان کہے جاسکتے ہین یا جنہون نے اپنے فرایض زندگی کی تکمیل مین کوئی دقیقہ نہین اٹھا رکھا۔ بغیر اعمال نیک اور صفائی قلب بے غرضانہ خلق کی خدمت دشوار ہے اور اس کے لیئے بزرگان دین کی صحبت یا معلم روحانی کی ضرورت ہے۔ قلب کی صفائی اور عملی زندگی کے بغیر دینی اور دنیوی فرائض مین کوئی سرخرو نہو سکا۔ نہ اہل دنیا نے ایسے شخص کی عزت کی۔ جس نے اس جگہہ آنے جانے کے سلسلہ کو غور سے دیکھکر خود کر جانا اور پہچانا وہی کامل ہوا اور اوسی نے دنیا مین ایسے کام کیئے جو آج تک ہیکڑون ہزارون برسون کے بعد بھی بالکل ایسے ہی تازہ ہین جیسے کہ اوائل مین تھے۔ اب تک ان کا نیک نام نہایت عزت و محبت سے لیا جاتا ہے جنہون نے جیتے جی خلق خدا کی بے مثل خدمت کی۔ اور مرنیکے بعد بھی

نادر تصانیف رہنمائی شایقین اور طالبین کے لیئے چھوڑ گئے۔ وہ
بے شک زندہ رہین گے اور ہمیشہ زندہ رہین گے ان کا کلام
ان کی دائمی زندگی ہے اور ایسا بیش قیمتی خزانہ ہے کہ جو باوجود تصانیف
کبھی نہین گھٹتا اور نہ اوس مین کوئی کمی ہوتی۔ ان کا بے نظیر کام
نصائح و پند کی صورت مین اب بھی ہر وقت دستگیری کرتا ہے۔
اور متلاشی دین و دنیا کو رہبری کا کام دیرہا ہے۔ مبارک ہین ایسے
بزرگ جنہون نے احسان عام کیا ہے۔ اور مبارک ہے وہ قوم اور
سرزمین جہان ایسے متبرک اور مبارک شخصیین پیدا ہوکر اپنے وجود
مسعود کی غیر موجودگی کے باوجود دیگر ہزارہا مخلوق خدا کے حق مین
کارآمد اور مفید ثابت ہورہے ہین۔ صفائی باطن کے حاصل کرنے
مین کسی تخصیص کا دخل نہین ہے نہ یہ کسی خاص مذہب و ملت کا
ورثہ ہے۔ قدرت سب کے لیئے یکسان رحیم و کریم ہے۔ اُس کے میزان
عدل مین کبھی کسی کے ساتھہ سختی یا رعایت بیجا نہین ہوتی اور نہ کوئی
متنفس یہ کہنے کا مجاز ہے کہ وہ مالک حقیقی کسی پر زیادہ رحم کرم کرتا ہے
اور کسی پر کم۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ جو اس کی بے ریا اور بے غرضانہ
خدمت کرے وہ اس کا پیارا ہے۔ اور جو اوسکی مخلوق اور بندون
سے بے تعصب محبت اور الفت برادرانہ کا برتاؤ کرے وہی اسکا
لاڈلا ہے۔ اس مسئلہ مین زیادہ طوالت دیکر مین اپنی محدود و ناچیز
معلومات سے تضیع اوقات نہین کرنا چاہتا۔ میرا مطلب اُن بندگان
خدا سے ہے جو عامل و کامل تھے اور خدمت خلق کی ادائی کے اہل
اور قابل مانے گئے۔ چنانچہ ان مین سے مین دو کامل شخصیتون کا ذکر

آپ کے روبرو کرنا چاہتا ہوں۔ جن کو یہ سعادت دارین حاصل تھی
میری مراد اس سے حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ سے ہے کہ جنکے
پرمغز تصانیف اور صفائی قلب کا نمونہ اس کتاب میں پیش ہوگا۔ اور
دوسرے بزرگ میرے محترم و واجب التعظیم والد بزرگوار راجہ
گردھاری پرشاد محبوب نواز دنت باقی جن کے مشاغل زندگی
کا اندازہ اسی کتاب سے ہوسکتا ہے۔ میں نے اس تمہید میں
جس مسئلہ کے خوبو کا ذکر کیا ہے وہ ایسے مقبول اور ذخار سیرت
بزرگوں سے متعلق ہے کہ جن کا کلام اپنے صوفیانہ اور مستانہ
حالات کا اظہار کر رہا ہے اور محبت و خلوص سے پڑھنے والے
کے لئے بے ریا و بے تعصب ذخیرۂ معلومات مہیا کر سکتا ہے۔
صاحب اول الذکر کا مختصر حال میں ناظرین کتب کی دلچسپی و معلومات
کے لئے کتاب تاریخ شعرا موسومہ آبحیات مصنفہ محمد حسین صاحب
آزاد پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور سے اقتباس کرتا ہوا پیش کرتا ہوں
اور راقم کے واجب التعظیم والد بزرگوار کے مختصر مگر ضروری
حالات زندگی بھی اسی کتاب میں مندرج کئے گئے ہیں۔

حضرت خواجہ میر درد خواجہ محمد ناصر عندلیب کے فرزند تھے۔
نالۂ عندلیب ابھی تک مقبول عام و اہل دل حضرات کے لئے وحدت
اور تصوف کا جام بنا ہوا ہے۔

خواجہ میر درد دہلی میں رہتے تھے اور سلسلہ پیری و مریدی کے
باعث خاص وقعت رکھتے تھے۔ بڑے صوفی منش متوکل مستغنی
المزاج تھے۔ چنانچہ آپ نے ایک دفعہ شاہ عالم کو سخت جواب دیا تھا۔

تعزیت آمیز فقرے سننے کے یہ مناسب معلوم ہوا کہ مین سابقہ خیال
کی تکمیل مین وقت کا بجا مصرف کرون۔ خدا نے مجھہ مین صبر و شکر کی توفیق
دی ہے اور مین رنج و راحت سے متاثر ہونا فہم کا قصور سمجھتا ہون۔
اس لئے مینے اِس تصنیف کی تکمیل مین روزانہ تا ختم کار تین چار گھنٹہ وقف
کر دئے اور میرا وقت ان کلامون کے دیکھنے اور جمع کرنے مین بہت
اچھا گذرا۔ مجھے ہندی فارسی اور اردو شاعری سے بہت دلچسپی ہے
اور مین خصوصاً صوفیانہ کلام کا ہمیشہ شایق رہا ہون۔ میرا ناقص
خیال ہے کہ ایک کامل اور صاحبدل شاعر کی تصنیف چاہے کسی زبان
مین ہو نہایت دلکش اور موثر ہوتی ہے اوس کی خوبی نفاست مطالب
کا اندازہ اور اوس کی بلند خیالی اور اعلیٰ مضامین کا توازن اور لطف
وہی شخص پا سکتا ہے جو اُس زبان کا ماہر ہو۔ اور اُس کے
مذاق فہم کے موافق شاعر کے خیالات کا مقصد واضح ہو سکے۔
اس کتاب مین سب سے پہلے والد مرحوم کی سوانح عمری اور اسکے
بعد وہ تحریر ہدیہ ناظرین ہوگی جو والد مرحوم کی جدت طبع اور زور
قلم کا نمونہ ہے۔ اور جس سے حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کی
تصنیف کا معائنہ اور اُس کے نسبت پُر درد خیالات کا اظہار
فرمایا گیا ہے۔ والد مرحوم اکثر فارسی کلام فرمایا کرتے تھے اور
اُس کے فاضل بھی تھے۔ اُردو بہت کم کہتے تھے اور وہ بھی محض
مذاق طبع اور خاص احباب کی خاطر۔ چنانچہ خواجہ صاحب کی مصنفہ
علم الکتاب کو دیکھنے کے بعد آپ نے صوفیانہ کلام ہونے کی
وجہ رباعیات مین ترجمہ فرمایا ہے جو بجنسہ پیش کیا جاتا ہے۔ آمین

ناظرین صرف مضامین اور مطالب کی خوبی پر نظر رکھین - محاورات
و بندش وغیرہ پر نہین - کیونکہ یہ زبان اُن کے لیئے اُس وقت
مروجہ نہ تھی - آپ نے اس کتاب کی جو تاریخ ختم رباعیات پر فرمائی
ہے اُس مین اس طرح ذکر فرماتے ہین - ؎

اُنکی جو رباعیات فارس مین تھین اردو مین کیا گو کہ نہ تھی مشاقی

البتہ اسکے بعد جو فارسی رباعیات خود کی مصنف ہین وہ ضرور بنظر تعمق و شوق ملاحظہ فرمائیگا مین
حضرت خواجہ صاحب کا کلام نہایت واضح اور عام فہم ہے اور اُسکے
دیکھنے سے اس بات کا پورا علم ہوتا ہے کہ آپ کس پایہ کے صاحب کشف
بزرگ تھے - آپ کا کلام باموقع و محل ہوتا ہے اور اپنا اثر کئے بغیر
نہین رہتا - اگرچہ ایندنون فارسی کا رواج بمقابلہ سابق بہت کم
ہوگیا ہے تاہم ابھی وہ زمانہ بہت دور ہے - جبکہ قدردانان کلام
فارسی نہین یا فارسی کلام نظرون سے غایب ہوجائے - مین نے
اس وجہ سے اس تصنیف کے طبع کرانے کی خاص جرات کی ہے
اعلیحضرت حضور پرنور بندگانعالی متعالی مدظلہم العالی
کہ ہمارے بادشاہ ذیجاہ وحشمتہ
ہز اکذالٹڈ ہز ہائینس نواب میر عثمان علیخان بہادر خلد ملکہ دام اللہ دولتہ
عثمانیہ یونیورسٹی کے قیام اور سرپرستی سے علوم مشرقیہ کے جسم مین
تازہ جان ڈالدی ہے اور خود قادر و حامی کلام فارسی مین اور والی
ملک معانی نیز امرائے ملک مین فاضل اجل عالیجناب راجایان راجہ
مہاراجہ سرکشن پرشاد بہین السلطنتہ بہادر سابق مدار المہام ثیسکار سرکار عالی
جیسے خوش قسمتی سے قدردانان اور واقفان حضرت باقی مرحوم مین

موجود ہین جن سے فارسی۔ اردو اور ہندی شاعری کو بجا ناز ہے۔
علاوہ ازین بعض ایسے معزز اور قدیم عنایت فرما اصحاب موجود ہین
جو شایق کلام فارسی ہین اور جن کو اب تک اس ناچیز کے والد متوفی کے
کلام اور ان کی خوبیون کی یاد تازہ ہے۔

مجھے کتب مصنفہ خواجہ میر درد و حالات وغیرہ کی فراہم کرنے اور
اس کتاب کے متعلق قیمتی مشورہ دینے مین میرے والد کے قابل دوست
عالم باعمل عالیجناب مولانا مولوی عبدالجبار خان صاحب آصفی سنیر منتظم
محکمۂ صدر المہامی صرف خاص مبارک نے بیحد امداد فرمائی و نیز جناب
ہنمنت راؤ صاحب ہتہم ہاتک راؤ صاحب جاگیردار نے نہ صرف وقتاً
فوقتاً زحمت دہی کو قبول فرمایا بلکہ اس کے متعلق پُر تجربہ مشورہ و دیگر علم دوستی کا
ثبوت دیا۔ مین اصحاب موصوف الصدر کا تہ دل سے مشکور ہون۔

میری یہ استدعا بیجا نہو گی کہ عجلت مین کوئی سہو کتابت یا سہو نظری ہو گئی ہو
تو براہ کرم اصلاح فرما کر مجھے مشکور فرمایا جائے۔

مین اپنے اس تمہیدی مضمون کو ختم کرتا ہوا متمنی ہون کہ معزز ناظرین
کی تفریح طبع اور علمی شوق پورا کرنے کے لیئے یہ کتاب مفید ثابت ہو اور
میری یہ ناچیز خدمت کسی حد تک مقبول ہو کر رہے۔ فقط

خادم ملک

نرسنگھ راج

مختصر سوانح عمری عالیجناب راجہ محبوب نواز دنت مرحوم باقی

حالات ابتدائی و خاندانی

ہے میکدۂ دہر مین نام باقی	ساقی نہ سہی مگر ہے جام باقی
عالی نہ مٹے گا کبھی نام باقی	زندہ جاوید ہے کلام باقی

راجہ گردھاری پرشاد بنسی راجہ محبوب نواز دنت التخلص بہ باقی بتاریخ غرۂ رجب ۱۲۴۴ھ ہجری بمقام حیدرآباد دکن تولد ہوئے۔ آپ رائے نرہری پرشاد صاحب کے فرزند اکبر تھے۔ آپ نے حالات خاندانی اور خدمات کا مختصر تذکرہ اسی کتاب مین فرمایا ہے۔ علاوہ ازین حیات باقی منظوم مصنفہ رائے دوارکا پرشاد صاحب افق مین آپ ہی کے حالات کا تذکرہ ہے۔ اس لیئے یہان تحریر کرنا غیر ضروری سمجھا گیا۔ آپ کے جد اعلیٰ رائے دولت رائے بکینڈ باشی حضرت نواب آصفجاہ نظام الملک کے ہمراہ اورنگ آباد آئے اور تا قیام شاہی وہین رہکر پھر حیدرآباد تشریف لائے۔ آپ کے جد رائے راجارام صاحب متوفی ۱۱۹۸ھ مین محلہ حسینی علم مین مکان خرید کر کے تعمیر عمارت ذاتی کی بنا ڈالی تہی۔ آپکے خاندان مین سب صاحب خطابات اور مناصب تھے۔ اور علم شاعری اور تصوف کا مذاق وراثتاً چلا آرہا تہا۔ آپ کے والد رائے نرہری پرشاد صاحب علم سنسکرت مین اتنا کافی اور معقول دخل رکھتے تھے کہ بسہولت و آسانی گفتگو فرما سکتے تھے۔ عالم ہی نہ تھے بلکہ عامل بہی تھے۔ آپ کے والد رائے نرہری پرشاد جیو نے معروف و مستند کتاب سنسکرت بجویوگ واششٹ

(جو معرفت مین بیظیر کتاب ہے) نظم ہندی مین ترجمہ فرمایا تھا۔ اور پنڈتان بنارس سے تحقیق اور تصدیق کے بعد بصرفہ آٹھہ دس ہزار روپیہ یہ کتاب عام مین مفت تقسیم کرائی گئی تھی بلکہ رائے نرہری پرشاد مرحوم کے تصانیف سے نرہری مال مجموعہ بنجن ہائے متعدد و نرہری گیان اُپدیش وغیرہ ہین صاحب ممدوح نے انتقال کے پندرہ سال قبل گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی۔ اور عمل شغل روحانی مین بالکل مصروف رہتے تھے۔ اور اپنے فرزند اکبر راجہ گردھاری پرشاد کو جملہ کاروبار سرکاری اور خانگی تفویض فرماکر بے فکری حاصل کی اور بقیہ عمر یاد الٰہی مین گزاری آپ کا انتقال بتاریخ ۴ صفر ۱۳۹۷ھ ہوا۔

حالات تعلیم خانہ آبادی وغیرہ

راجہ گردھاری پرشاد صاحب مرحوم کے چودہ بھائی بہن تھے۔ آپ کی ایک رباعی مصنفہ مندرجہ ذیل اس کی وضاحت کرتی ہے۔

رباعی

از جمع برادران بجز من باقی
نقد این عمر شد ہمہ خرچ عبث

مشمر کہ یکم ز چار دہ تن باقی
باقی باقیست ہمچو روشن باقی

آپ نے حضرت محمد علی صاحب عاشق سے فارسی تعلیم پائی تھی جو فی الحقیقت سچے عاشق خدا تھے۔ آپکو شاعری فارسی مین بھی حضرت

عاشق صاحب قبلہ اور اُردو مین حضرت فیض صاحب قبلہ سے تلمذ تھا۔ آپ عرس اوّل الذکر استاد کا بڑی شان اور عقیدت سے فرمایا کرتے تھے جو ابھی تک ہوتا ہے۔ آپ کی ایک رباعی مین آپنے اُستاد کی شان مین اس طرح تحریر فرمایا ہے۔

	رباعی	
عاشق اُستاد کامل باقی شد از مصقلہ ذکر و ز تربیت فکر		زان مایۂ عشق حاصل باقی شد آئینۂ معرفت دل باقی شد

آپ ذہین تھے کم عمری ہی مین فارغ التحصیل ہو چکے تھے والبتہ بظاہر ہوتا ہے کہ مطالعہ اور عالمون کی صحبت کے باعث ابتداسے شعر و سخن کا بہت شوق تھا۔ اور تصنیف و تالیف مین کم عمری ہی سے منہمک رہے تھے۔ آپ کی تعلیمی زندگی کے حالات کافی بدست نہو سکے اس لیئے زیادہ صراحت نہ کی گئی۔

آپ کی شادی اول بعمر چودہ سال ۱۲۵۸ھ مین ہوئی۔ اکثر آپ کی اولاد نرینہ زندہ نہ رہتی تھی۔ چنانچہ منجملہ (۶) چھ لڑکے اور لڑکیون کے جو محل اوّل سے تھے صرف رائے کیشو پرشاد صاحب مددگار صدر محاسبی سرکار عالی اور ایک دختر جو رائے رام پرشاد صاحب کو منسوب تھین، یادگارون سے رہے تھے۔ آپ کے پہلے محل کا انتقال ۱۲۹۱ھ ہجری مین ہوا تھا۔ اور آپ کی دوسری شادی عالیجناب راجایان راجہ مہاراجہ نرندر پشکار بہادر کے بے حد اصرار و خاص توجہ

عنایات کے باعث رائے بنسی دہر صاحب فرزند رائے عالم چند
بکیفٹ باشی معتمد پیشکاری کے صاحبزادی خورد سے قرار پائی جو راقم
کی والدہ ماجدہ ہین۔ مہاراجہ ممدوح بیکنٹ باشی نے رسم منگنی باغ
گیشو گری مین بہ نفس نفیس تشریف فرما ہوکر انجام دلوائی۔ آپ کو
موجودگی اولاد کی وجہ شادی کرنے سے قطعی انکار تھا۔ مگر اس
اصرار و تقرر نے مجبور کر دیا۔ اس کے بعد بھی آپ نے بوجہ مختاری
کاروبار خانہ داری رقمی اخراجات کی ادائی و عدم گنجایش کا عذر فرمایا
مگر عالیجناب نواب تراب علیخان سر سالار جنگ مختار الملک بہادر
اولے نے حکماً شادی کی تاکید فرمائی اور بقایا تنخواہ تعدادی
بارہ ہزار روپے (۱۲۰۰۰) کرا نظام شادی مین صرف کرنے کا خاص حکم صادر
فرمایا۔ اب تو آپ اسی سال حسب منشاء والد خود شادی کرنے پر
مجبور ہوئے۔ اس شادی مین عالیجناب نواب مدار المہام و مہاراجہ
پیشکار بہادر سرکار عالی نے شرکت فرماکر رونق دوبالا کی تھی۔ اس
کے بعد آپ کو پانچ لڑکے اور پانچ لڑکیان تولد ہوئین۔ جن مین سے
یہ راقم، اور عزیز محبوب راج صاحب موجود ہین۔ اور اناث سے
تین دختر ہین۔ آپ کے جوان نیک بخت اور صاحب اقبال صاحبزادہ
رائے کیشو پرشاد صاحب عین عنفوان شباب مین بتاریخ ۵ ر
محرم ۱۳۰۵ھ ہجری بروز لنگر مبارک ہاتھی سے گر کر انتقال کر گئے۔
اور شدید دماغی ضرب کے باعث جانبر نہو سکے۔ آپ کو ہمیشہ اولاد کا
غم رہا۔ اور اکثر حادثات کے موقع پر آپ کو مایوسانہ
یقین ہوتا تھا۔ کہ آپ لاولد رہین گے۔ کیونکہ بعض موقعون پر اولاد ذکور سے

کوئی زندہ باقی نہ رہتا تھا۔

حالات ملازمت و ترقی مدارج

آپکے تعلیم پانے کے بعد ایک اہم کام آپ کے ہاتھون انجام پایا جو آپ کی بیدار مغزی اور شہرت کا باعث ہوا۔ کام یہ تہا کہ عالیجناب نواب رونق علیخان شاہ یار الدولہ شاہ یار الملک بہادر کی فوج نے حضرت نواب غفران منزل علیہ الرحمتہ کے حکم کے باوجود بھی آپنے رجوعات نہ کی تہی۔ سوار اور پیادگان دکہنی بالکل آمادہ خدمتگزاری نواب صاحب موصوف نہ تہے اور اس وجہ سے راجہ شنبو پرشاد کے ذریعہ تقسیم تنخواہ کا حکم شاہی صادر ہوچکا تھا۔ راجہ گردہاری پرشاد ہی کے خاص کوششون اور ایصال تنخواہ بقایا کی ذمہ داری کے سبب فوج نے سر اطاعت خم کی۔ اور یہ اہم کام بآسانی طے ہوگیا اس کے صلہ مین نواب صاحب معزبذات خود راجہ گردہاری پرشاد کو اپنے یہان کی سررشتہ داری فوج پر (۱۵۰) پانصد روپیہ ماہانہ سنہ ۱۲۶۲ھ مین اصرار مقرر فرمایا۔ یہان بہت عزت و نیکنامی سے آپنے خدمت انجام دی۔ اور حسن اتفاق سے محفل شعر و سخن اور مشاعرہ وغیرہ گرم رہتی تہی کیونکہ نواب صاحب ممدوح خود ان مشاغل کے شایق تہے۔ اسکے کچہ عرصہ بعد ہی آپ کا تعلق خدمات سرکاری سے ہوا۔ آپ کو خدمات سرکاری آبائی اپنے والد کے حسب منشا اور بباعث ضعیفی والد

انجام دینی پڑین۔ آپ کی جدت اور موزونیت طبع پر نواب مختار الملک بہادر
اولے کی بالغانہ اور دور اندیشانہ نظر پڑی اور آپ کا انتخاب
کرکے آپ کے ذمہ فوج باقاعدہ کی ترتیب کا اہم کام سپرد فرمایا۔
آپ نے نہایت استقلال جانفشانی اور عرق ریزی سے اس نظم
ونسق مین ذمہ دارانہ حصہ لیا۔ اور افواج باقاعدہ کی استاد ۱۲۷۹ھ
مین آپ ہی کے ہاتھون ہوئی جس کے اخراجات بیس لاکھ روپیہ
سالانہ مقرر تھے۔ اس کی تفصیلی حالت اور تاریخ بھی ایک تفصیلی
نظم مین تحریر فرمائی ہے جو مندرجۂ کنوز التواریخ ہے۔

سال استادش بگو فوج دغا باقاعدہ

۱۲۷۹ھ

اس عظیم الشان کام کی انجام دہی کے صلہ مین صدر سررشتہ داری
فوج باقاعدہ کے عہدۂ جلیلہ سے معاہوار تحریر سررشتہ داری
سرفراز فرمائی گئی۔ اس کے بعد بعض جمعداران عروب کے
مظالم وسختیان باعث تخلل انتظام ریاست ہونے لگین۔
اس کے انسداد کی غرض سے نواب مختار الملک بہادر اولے نے
ایک باقاعدہ جمعیت عروب قایم فرمانا چاہی۔ اس اہم کام کے
انصرام کے لیئے بھی آپ ہی کا انتخاب فرمایا گیا اور آپ کو ہر طرح
موزون سمجھا گیا۔ اس کام مین آپ کو بہت زحمتین اُٹھانی پڑین۔
اور سخت مقابلے کرنے پڑے۔ بعض اوقات مخالفین کی
جانب سے آپ کی جان کو خطرہ پہونچانے کا اہتمام کیا گیا تھا۔
اور حملے کیے گئے تھے۔ آپ نے استقلال اور ہمت کو ہاتھ سے

جانے نہ دیا اور مفوضہ کام انجام دے کر ہی رہے۔ چنانچہ آپ کی کوششوں سے ۱۲۸۸ھ مین جمعیت نظام محبوب کا قیام ہوا۔ اور ان نمایان کامون کی وقعت و قدر فرماکر اس کی سررشتہ داری بھی سرفراز ہوئی۔ آپ نے اس فوج کی تفصیلی کیفیت کنوز التواریخ مین درج فرمائی ہے۔ جس سے استاد کی دو تاریخین آخذ کرکے بدیہ ناظرین کیجاتی ہین۔ ع فوج سلطان نظام محبوب۔ (۲) عدیم البدل داب فوج نظامی

۱۲۸۸ ہجری ۱۲۸۸ ہجری

ان کے علاوہ کارخانہ بنادیق موسومہ صنائع دکن کارخانہ پٹاخہ بارود سازی کارخانہ چرمی اور کاغذسازی وغیرہ کا قیام آپ کے خاص جدت پسند طبیعت کا نتیجہ تھا۔ اول الذکر کارخانہ سے بنادیق و نیز جملہ سامان اسلحہ بطریق احسن تیار ہوکر پسند عام ہوا۔ افواج و پولیس اضلاع وغیرہ مین ان کی بیس ہزار تک سربراہی ہوا کرتی تھی۔ بجز کارخانہ کوٹھ بارود جہان ابھی تک بارود تیار ہوتی ہے دیگر کارخانہ جات باقی نہین ہین۔ مرحوم کی زندگی ہی مین بعض بوجہ عدم ضرورت توڑ دیگئے۔ اور چند بعد مین۔ کنچہ جات داماگنڈم و مڑمیال آپ ہی کے زیر نگرانی و انتظام تھے۔ آپ نے ان کو رسالہ جات سرکاری کے لیئے محفوظ فرمایا تھا۔ اس طرح سرکاری ہزارون لاکھون روپیے کی بچت ہوئی۔ آپ کے بلحاظ خدمت آبائی جملہ تقاریب سرکاری سے تعلق تھا۔ چنانچہ ہر تقریب کے انصرام مین آپ ہمہ تن مصروف رہتے تھے اور حسب منشاء خداوند نعمت انجام دیا کرتے تھے۔ آپ اکثر کارہائے سرکاری کے باعث عدیم الفرصت رہتے تھے۔ آپ حسب الحکم نواب سالار جنگ بہادر اولے

اتالیق اور مقرب شاہی ہوئے تھے۔ اور سیاق کے بعض نازک اور اہم عمل عملیات حضرت غفران مکان علیہ الرحمتہ کے ملاحظہ مین بغرض وقعیت پیش فرماتے تھے۔ علاوہ تقاریب سالانہ کے جو تقاریب آپ نے انجام دین تہین اون مین تسمیہ خوانی مبارک اور رسم علی بند حضرت مرحوم تہین جو ۱۲۸۷ھ ہجری و ۱۳۰۱ھ ہجری مین انصرام پائین۔ یہ نہایت شاندار اور اولوالعزم تقاریب تہین جنمین تمام ملازمین ورعایائے ملک کو شرکت فیضرسی اظہار مسرت اور شادمانی کا موقعہ ملا۔ آپ کے زمانہ کارگذاری مین شادی نواب سرآسمانجاہ مرحوم و شادی نواب سروقارالامرا مغفور و شادی نواب آصف یاور الملک مرحوم و عالیجناب نواب خورشید الملک بہادر ۱۲۸۳ھ ۱۲۸۹ھ سنہ ۱۳۱۰ ہجری ۱۲۹۶ سنہ ہجری انصرام پائی۔ جن کی تاریخین درج کردی گئی ہین۔ آپ کو بلحاظ تعلق بادرچیخانہ مبارک و سربراہی ہمراہیان و اسٹاف سرکاری ہر سفرمین ہمراہی کا شرف حاصل رہا ہے۔ سفر دہلی و کلکتہ و گلبرگہ شریف ۹۳ھ ۱۳۰۱ھ ۱۳۰۰ھ اور نگ آباد و راپچور وغیرہ مین آپ ہی کا انتظام تھا۔

سنہ ۱۳۰۰ ہجری۔

اور بلحاظ پروگرام ایسا انتظام ہوتا تہا کہ اوقات معینہ مقررہ پر بلاشکایت پوری سربراہی ہوتی تہی۔ آپ کے کام ہمیشہ مقبول شاہی رہے ہین اور عام نظرون مین پسندیدہ۔ سرکار مرحوم و مغفور نے بمراحم خسروانہ آپ کو بسفر ورنگل سنہ ۱۳۱۰ ہجری مین ہمراہ سواری مبارک چلنے کا حکم صادر فرمایا اور اسپشل خاص مین ایک ڈبہ دے کر عزت افزائی

فرمائی۔ آپ پر سرکاری اعتماد کلی تھا۔ چنانچہ اکثر موقع پر بحکم شاہی قرار داد رسوم کا تصفیہ حضرت بیگم صاحبہ قبلہ مرحوم سے آپ حاضر ہوکر فرمایا کرتے تھے۔ آپ کو عالیجناب نواب مختار الملک بہادر اولے نے اپنے اور عالیجناب نواب شمس الامرا امیر کبیر کے درمیان معاملات ریاست مین حسب تحریک نواب شمس الامرا بہادر سفیر مقرر فرمایا تھا۔ آپ نے ہرچند اس نازک کام کی ذمہ داری لینی نہ چاہی۔ مگر نواب صاحب ممدوح نے آپ ہی کو اہل و موزون سمجھکر یہ کام تفویض فرمایا۔ چنانچہ جمادی الاول سنہ ۱۲۹۷ ہجری سے آپ نے اس کام کو بائین بہین دو سال تک انجام دیا۔ اور ایسا۔ البطہ اتحاد ہر دو امرائے سلطنت مین قایم رہا کہ کبھی کوئی سوئے مزاجی کا موقع نہ آیا۔ آپ بزمانہ نواب مختار الملک اولے روزآنہ باریابی کا شرف حاصل کرتے تھے اور اکثر مہام سلطنت کا بالمشافہ ارشاد پر تصفیہ و عمل ہوتا تھا۔ آپ حضرت غفرانمکان علیہ الرحمتہ کی خدمت مین ہر ضروری اور مفید ملک معاملہ پیش فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ بموقعہ جلوس تقریب سرکاری کسی شریر النفس شخص نے آپ پر پتھر پھینک کر سر مین ضرب پہونچائی۔ اور بہت خون نکلا۔ مراحم شاہانہ و عنایات خسروانہ کا ثبوت اس سے ملتا ہے کہ بفور اطلاع بصدور عنایت نامہ مصدرہ ۹ ر ذیحجہ سنہ ۱۳۰۰ ہ مزاج پرسی فرماکر اعزاز بخشا گیا۔ دوسرے عنایت نامہ مین یاد فرمائی ہوئی تھی ہر دو کے نقل سے ہویدا ہوگا۔

نقل فرمان مبارک مزینہ ۹ ر ذیحجہ سنہ ۱۳۰۰ ہ

گردہاری پرشاد۔

مین نے سنا کہ تمہارے کو کسی نے پتھر مارا اور تمہارے سر مین چوٹ آئی۔ اب تمہارا درد سر کیسا ہے۔

شرحد ستخط مبارک
اعلیحضرت غفرانمکان

نقل۔ فرمان مبارک ... ب المرجب ۱۳۰۲ سنہ ہجری۔

گردھاری پرشاد

تمہارے سے کچھ کام ہے۔ بمجرد دیکھنے اس خط کے دیوڑھی پر حاضر رہو۔

شرحد ستخط مبارک
اعلیحضرت غفرانمکان

ایک دفعہ بوقت ادخال رقم خاصہ بتقریب شادی بنبی خود بمراحم خسروانہ پذیرائی فرمائی گئی اور تاریخ ۴ شوال ۱۳۰۱ سنہ ہجری امرا اور مصاحبین کی یاد فرمائی سے مفتخر و مغرز فرمایا گیا۔ حکم اجرا شدہ حسب ذیل تھا۔ "حکم حضور است کہ بتاریخ چہارم شوال روز شنبہ حاضر شدہ در ضیافت گزرانیدہ گردھاری پرشاد شریک شوند۔"

وقتاً فوقتاً متعدد فرامین بضمن کارسرکاری و غیر سرکاری صادر ہوتے رہے ہین۔ جس سے ناچیز مفوضہ خدمات کی پسندیدگی اور قبولیت ظاہر ہوسکتی ہے۔ آپ کی سرکاری کاروباری زندگی کی ابتدا عالیجناب نواب سالار جنگ مختار الملک اولے نے بہمت افزائی قدر فرمائی اور وہی اس خاندان کے باعث ترقی تھے۔ آپکی زندگی کا

انتہائے عروج اور آخری زمانہ حضرت غفران مکان علیہ الرحمتہ کی
قدما پروری و ذرہ نوازی کے طفیل مین بعزت و آبرو گذرا۔ آپ
ہمیشہ کار سرکاری مین خیرخواہانہ اور بیباکانہ معروضہ پیش فرمانے
کی جرأت رکھتے تھے۔ آپ کو سرکاری خیرخواہی کے مقابلہ مین
اپنے معتوب ہونے کا کبھی خوف نہین رہتا تھا۔ آپ کے تفویض
خاص سرکار کے درازی عمر وغیرہ کے لیئے برہمنون کا تقرر اور روپیہ
وخیرات وغیرہ کا کام تہاجس کا باطلاع و منظوری آپ انصرام
فرماتے تھے۔ دربارہائے انگریزی۔ صاحب عالیشان بہادر نواب
والسرائے بہادر اور دیگر گورنران وغیرہ مین آپ سربراہی یا نیابت
اور عطردان کی خدمت انجام دیا کرتے تھے جو بطفیل تفضلات شاہی
اب تک جاری و برقرار ہے۔ مقربان شاہی مین آپ کی جرأت
کسی سے کسی حالت مین کم نہ تھی۔ آپ کو اکثر مدار المہامان و قت
امرایان و معززین سلطنت کے اکثر ارشادات خانگی پر بالمشافہ
پیشی حضور پرنور مین معروضہ کرنا پڑتا اور عموماً امور متذکرہ مین آپ
کے معروضون کو شرف قبولیت عطا ہوتا تھا۔ شادی کے بعد
تمامی امرایان اور معززین سلطنت کو سرپیچ کی سرفرازی بموقعہ دربار
منعقدہ آپ ہی کے ذریعہ ہوتی تھی۔ آپ نے کبھی کسی کی حق تلفی
یا شکوہ و شکایت مین حصہ نہین لیا بلکہ متعدد موقعون پر راستبازی
اور صاف گوئی سے سفارشین فرمائین۔ اکثر غربا اور بیکسون کے
معاملات اور حالات گوشگذار سمع ہمایون فرماتے رہے جس سے
اکثر کام بآسانی طے ہوتے تھے۔ آپکی نشست کا مکان خلوت مبارک مین تھا

اور بزمانہ تقاریب اور یادفرمائی رات دن وہین قیام رکھنا پڑہتا تھا - اکثر بمقام سرورنگر و کوہ مولا بزمانہ نہضت افروزی سرکار آپ کی یادفرمائی ہوتی تہی - اور آپ کی وہان حاضری رہتی تہی اپنی سہولت کی خاطر آپ نے ان مقامات پر مکانات بنوائے اور خرید فرمائے تہے - آپ کو سنہ ۱۳۰۱ ہجری مین بوقت دربار حکمرانی راجہ بہادری کا خطاب معہ لوازمہ سرفراز ہوا - ۲۹ رجمادی الاول سنہ ۱۳۰۱ ہجری کو بربناء تحریک نواب عماد السلطنت مدار المہام وقت پیشی سرکار سے نوبت روشن چوکی اور عماری کی سرفرازی ہوئی - ۷ رجمادی الاول سنہ ۱۳۱۲ ہجری بتقریب دربار جشن سالگرہ مبارک محبوب نواز دنت کے بیش بہا خطاب سے آپ نے عزو وقار پایا -

تذکرہ تصانیف و مشاغل علمی

آپ باوجود عدیم الفرصتی مصروفیت کاروبار سرکاری اور سفرہائے متعدد تصنیف و تالیف کے کام مین مصروف رہا کرتے تہے - اکثر اساتذہ و علامۂ وقت آپ کے کلام کو بہت پسند فرماتے تہے - رائے بچولال صاحب تمکین اور مولانا مولوی آغا سید علی شوستری طوبی سناد الملک و مولانا حضرت عباس رفعت بہوپالی مرحوم و مغفور نے آپ کے کلام پہ تقریظین تحریر فرمائی تہین - رباعیات بابرکات پیرایہ عروض وغیرہ مین یہ موجود ہے - خود حضرت اقدس جہان پناہی و عالیجناب نواب مختار الملک اولے و نواب عماد السلطنت بہادر و عالیجناب راجایان راجہ

مہاراجہ نرندر بہادر و عالیجناب مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر یمین السلطنت
پیشکار و سابق مدار المہام سرکار عالی و دیگر عمائدین اور امرائے
سلطنت آپ کے کلام کو نظر پسندیدگی و وقعت سے ملاحظہ فرماتے تھے۔
آپ کا کلام تصوف معرفت سے پر ہوتا تھا۔ مضامین اونچے اور
نازک ہونے کے علاوہ رنگین و نفیس اور دلکش ہونے کے باعث
بعض تصانیف ایران تک گئے ہین اور اکثر ممالک ہندوستان مین تقسیم
ہوئے ہین۔ آپ کے جملہ تصانیف (۳۰) تیس ہین۔ جن مین سے
فارسی نظم کے (۲۰) ہین اور فارسی نثر مین (۳) تین ہین اُردو کلام مختصر ہے
اور ان مین بھی نظم و نثر کے تین (۳) تصانیف ہین۔ ہندی زبان
بھاکھا مین (۴) تصانیف ہین۔ آپ کے تصانیف کا اسواری تذکرہ
حسب ذیل ہے۔ کتب مصنفہ فارسی نظم یہ ہین (۱) پیرایہ عروض
(۲) یادگار باقی یعنی دیوان غزلیات فارسی (۳) قصائد باقی (۴)
بہار عام (۵) مثنوی صنائع بدائع (۶) پرس نامہ (۷) تہنیات باقی
(۸) ضرب الامثال (۹) مکتوبات منظومہ (۱۰) زمزمۂ باقی
(۱۱) بھاگوت شریف (۱۲) رامائن سیجا مولفہ حضرت باقی (۱۳)
رباعیات با برکات (۱۴) رباعیات مناجات باران رحمت۔
(۱۵) باقی نامہ (۱۶) باغ رزاق (۱۷) مثنوی شمع منور (۱۸)
نشاط باقی (۱۹) کنوز التواریخ (۲۰) کلام متفرقات۔ کتب فارسی نثر
(۲۱) افضل التصحیح لغت (۲۲) توشۂ عاقبت یعنی سفرنامہ طبع شدہ
(۲۳) مہابھارت نامکمل غیر طبع شدہ۔ تصانیف اردو نظم نثر (۲۴)
بقائے باقی دیوان اردو (۲۵) تحقیقات سیاق باقی (۲۶) بیتی چرتر

سوانح عمری سوامی بہاسکرانند سرسوتی - تصانیف بہاکہا (۲۷)
تیرتھہ مال مجموعہ سبھن ہائے بہاکہا - (۲۸) شنبھو پران - (۲۹)
کیشو پران (۳۰) بہاگوت سار - تصانیف نمبر ۲۲ و ۲۳ طبع
نہو سکین - اس کی وجہ یہ ہوئی کہ سفرنامہ انتقال تک مراحتاً تکمیل
پاتا رہا - یہ ضخیم کتاب ہے نمبر (۲۳) بھی مکمل نہو سکی منجملہ اٹھارہ پرب
مہابھارت کے صرف دو پرب ختم ہونے پائے تھے کہ آپکا انتقال
ہوگیا - آپ کا متفرق کلام فارسی اردو اور بھاکھا مین بہت ہے
جو قصائد - غزلیات اور عرائض منظومہ کی شکل مین منضبط ہے اور
زیر ترتیب ہے - آپ فی البدیہ فرمانے کے بہت عادی تھے
عموماً بوقت حضوری و حاضر باشی بموقعہ دربار یا پیشی سرکار کوئی
مصرع زبان مبارک سے فرمایا جاتا - اور آپ اُسی وقت مصرع
ثانی عرض کردیا کرتے - چنانچہ ایک موقعہ پر حضرت غفران مکان
علیہ الرحمتہ نے پیشی مین حاضر ہوتے ہی یہ مصرع آپ سے ارشاد
فرمایا کہ اس پر مصرع اولےٰ کہو - میر محبوب علیخان کو نہین جانتے کیا -
مرحوم نے فی البدیہ یہہ مصرع موزون کرکے عرض کیا ع

پوچھتے کیا ہو کہ صحف ہی تخلص کسکا		میر محبوب علیخان کو نہین جانتے کیا

حضرت جہان پناہی نے سن کر بے حد اظہار مسرت و خوشنودی
فرمایا اور اس مصرع کو اپنی غزل مین شریک کرنیکا اعزاز بخشا -
سفر اورنگ آباد مین آپنے مختلف موقعون پر حسب حال جو اشعار

فی البدیہ فرمائے تھے اور جس سے حضرت پیر و مرشد اور نواب سالار جنگ بہادر محظوظ ہوئے تھے وہ درج کئے جاتے ہین ۔

اشعار فی البدیہ متعلقہ سفر اورنگ آباد

نظم کا کھیت بنے دیکھا آج	اور کیا ہو ترقی مانی
ز شاخ تاک چو انگور شہ بدست کشید	فتاد خوشہ پروین بہ پنجۂ خورشید
دعوت شاہ بہ مختار مبارک باشد	میزد رخانۂ سالار مبارک باشد

اکثر رسومات اور تقاریب کے موقع پر اور کسوف خوف وغیرہ کے اوقات مین حصول منظوری و احکام کے لیئے منظومہ عرائض پیش فرمایا کرتے تھے ۔ آپ کی خط و کتابت شاعری مین اکثر ہند کے اہل علم و فضل سے رہا کرتی تھی ۔ چنانچہ مولوی سید صدیق حسین خان صاحب نواب ملک بھوپال ۔ مولانا مولوی حضرت عباس صاحب رفعت و راجہ درگا پرشاد صاحب مہر ۔ راجہ صاحب سندیلہ رائے جوگل کشور صاحب سیراب بھوپال ۔ رائے دوارکا پرشاد صاحب افق ملک الشعراء لکھنوی ۔ رائے رام سہائے صاحب تمنا اور رائے کانتا پرشاد صاحب دانا مالک اخبار کائستھ ہتکاری وغیرہ سے عموماً نظم مین خط و کتابت رہتی تھی اور ہمیشہ سلسلہ اتحاد و ارتباط تازہ رہتا تھا ۔ آپ نے رائے جے پرکاش لال صاحب کے ۔ سی ۔ ای ۔ ای ۔ دیوان ریاست ڈمراون کی دعوت مین بموقعہ کائستھ کانفرنس ۱۳۱۲ھ

فارسی مین قصیدہ فرمایا تھا اور اسی طرح دہلی اور کلکتہ کے سفر مین آپنے
مشاعرہ کے لیئے دو دو غزلین تصنیف فرمائین۔ چند اشعار مشاعرہ
کلکتہ اور تحفہ دربار دہلی ہدیۂ ناظرین کئے جاتے ہین۔

اشعار غزل مشاعرہ کلکتہ

وچند اشعار نمونہ لطیفہ دربار دہلی مصنفہ حضرت باقی

اشعار

کوئین برشنیدم شہنشاہ شد — دلم زین حقیقت ناگاہ شد
شہنشاہ یورپ شدن مشکل است — اگر ہند ہند است بے حاصل است
شہنشاہ را تاج بخشی سزاست — ز شاہان اگر باج گیرد رواست
در آن وقت این نام با نامی است — وگرنہ فقط لفظ بے معنی است

غزل دیگر

ہست محراب حرم ابروئے تو — کعبۂ ارباب ایمان کوئے تو
منت بیجا ز رضوان کے کشم — ہست فردوس برین چون کوئے تو
اہل ہفتاد و دو ملت اے حبیب — سلسلہ جنبان شد از گیسوئے تو
در حساب دین و ارانش شمار — باقی زار ست یک ہندوئے تو

باز گو باقی غزل گشتند شاد
اہل کلکتہ ز گفت و گوئے تو

ان مقامات پر آپ کے کلام کی بہت قدر و مانگ ہوئی۔ بلدہ مین بھی

پہلے فارسی مشاعرے بہت ہوا کرتے تھے۔ بالخصوص بارہ دری عالیجناب
سرمہاراجہ بہادر مین آپ شریک ہوتے اور غزل فرمایا کرتے تھے
اور باوجود کثرت کار آپ کا سلسلہ تصانیف کبھی نہین رکا۔
روز صبح چار بجے سے سات بجے تک یہی تصنیف اور تالیف کا مشغلہ
رہا کرتا تھا۔ اور شب مین بھی اکثر آپ کی بعض تصنیفین اس قدر مقبول
ہوئین کہ معتقدین و شایقین اب تک ان کو روزانہ پاٹ یعنی ورد
کے لئے اپنے پاس رکھتے ہین۔ ہندوستان مین بھی شنبھو پران
اور بھاگوت سار بزبان ہندی کا بہت مرغوب ہوئے۔ فارسی کلام مین
رباعیات بابرکات یعنی نودونہ نام اسماء الٰہی اور باغ رزاق جس
مین ہر خوردنی و ضروری اشیاء کے خواص از روئے اصول حکمت
نظم مین بیان ہوئے ہین۔ بہت پسندیدہ اور کارآمد ثابت ہوئی ہین
آپنے اپنے زمانہ مین لایق شعرا کو پیشگاہ سرکار مین پیش کرنے سے کبھی
احتراز نہین فرمایا۔ بلکہ پیشقدمی فرمائی۔ چنانچہ بلبل ہندوستان حضرت
داغ صاحب و مولانا حضرت عباس رفعت و ملک الشعرا رائے آدوا کا پرشاد صاحب
افق و رائے رام سہائے صاحب تمنا و رائے کنہولال صاحب تائب
لکھنو وغیرہ وغیرہ کو آپ نے پیشگاہ اعلیحضرت مین پیش فرماکر ان کے
کلام اور تصانیف کے اظہار کا موقعہ دیا۔ چنانچہ بارگاہ خداوندی سے
ان حضرات کو جیغہ سرپیچ و خلعت سے قدردانی اور سرفرازی فرمائی گئی
اور صاحب اول الذکر کو ملازمت سرکاری اور استادی کا فخر نصیب ہوا
آپ ہر موقعہ و محل پر تواریخ اور نظمین تحریر فرماتے تھے بعض کنوز التواریخ مین
موجود ہین۔ اس کے علاوہ اکثر عمارات فلک نما جہان نما وغیرہ وغیرہ کی

و پیدایش اور شادی وغیرہ کی تاریخین بھی آپ کی کہی ہوئی ہین - آپ نے انشارائے چمنا لال صاحب جید منشی عالم و فاضل جو آپکے ہی قرابت مین تھے طبع کرائی شہنشاہ جہانگیر کے مشہور شاعر ملا مسیح کی رامائن کو آپنے ہی زیور طبع پہناکر پبلک مین پہونچایا - اپنے انتقال کے ایک دو مہینہ قبل بزمانہ علالت ایک رباعی فرمائی تھی جو درج ذیل کیجاتی ہے - تتمہ متفرق کلام کسی وقت ہدیہ ناظرین کیا جائے گا -

رباعی

از درد مفاصلم نہایت دل شاد	زین درد مرا نام خدا آید یاد
بے دردی باعث فراموشی ہست	گر درد دہد خدا بکن شکر زیاد

تذکرۂ کارہائے خیر

آپ کے ہاتھون نہایت بڑے اور اعلیٰ مذہبی کام انجام پائے - اور اسی طرح خیراتی کام بھی جن کا تام و نشان ابھی تک باقی ہے اور لفظ باقی کے قیام تک باقی رہے گا - دیول چندرائن گنٹہ عرف کیشو گیری کو آپ نے حسب الحکم و اجازت نواب سالار جنگ بہادر مدار المہام وقت ۱۲۷۵ھ ہجری مین اپنے زیر انتظام و نگرانی لیا اور اپنی ذات سے لکھو کہا روپیہ صرف کرکے اس غیر آباد مقام کو آباد فرمایا - باؤلیات - باغات ذاتی تیار کئے - اور اکثر

عمارات عالیشان کی تیاری فرمائی - اس موضع کو محصور فرمایا -
دیگر چودہ پندرہ دیولات بھی تعمیر کرائے - آپ کو اولاد کے پیاپے
ضائع ہونے سے اُن قدیم اُفتادہ دیولات کا دلی شوق ہوگیا تھا
جو ویران اور کس مپرسی کی حالت مین پڑے ہوئے تھے - چنانچہ
آپ نے زینات قولی اپنے نام سے بتقرین حاصل کرکے کیشوپیٹے
عرف کیشوگیری یا چندرائن گٹہ کو آباد فرمایا - دیگر معززین وامرایان
سے آمدنی زینات ویومیہ محاصلی مقرر فرمائے - آپ نے اس دیولکی
پوجاپاٹ موقوف شدہ کو از سر نو جاری کراکے جاترا کا آغاز
فرمایا - اور پوجاری کو جو کہ رہزنی اور ڈاکہ وغیرہ سے ازبس تنگ تھا
اور جس نے آیندہ کے لیئے کاروبار مین عدم مداخلت کا اقرارنامہ
دیدیا تھا بلوا کر مکانات بصرفہ ذاتی تیار کرادئے اور اقامت و
حفاظت کا انتظام فرمایا - ان کی مسدود شدہ تنخواہین جاری
کرائین اور بے حد سلوک کرکے دوسرون سے بھی سلوک کرایا -
اور پھر وہ ذریعہ آپ نے اختیار فرمایا جس سے آبادی و ترقی
دیول مین کوئی کمی نہ ہو - جاترا بڑی شان سے آغاز کی - اور اس
دیول کے لیئے جملہ آمدنی و اخراجات بشمول آمدنی رقم نذر ذاتی خود
چھ ہزار چار سو روپے مخصوص فرمائے جسمین ذاتی تین ہزار دو سو روپیے
اور بقیہ رقم دیگر امرا کے عطیہ اراضیات اور مقطعہ جات دیول
وغیرہ کی شامل ہے - ایک مرتبہ آپ نے اپنی ذات سے چودہ ہزار
روپیے اس دیول کے لئے نذر کئے جس مین دو مقطعہ ابھی تک
محاصلی ایک ہزار سے زاید سالانہ کی رہن اور انکی آمدنی دیول کے لئے

مخصوص ہے۔ اب بھی یہ جاترا خاص بلدہ کی جاتراؤن مین ممتاز ہے
اور اسی جاترا سے نمایش مصنوعات ملکی کا آغاز ہوا ہے۔ اسیطرح
آپ نے دیول مالونت عرف پھٹک شلا واقع اناگوندی کے
افتادہ و بیچراغ دیول کو ۱۳۰۴ھ ہجری مین تعمیر کرایا اور اس کیلئے
بہ نفس نفیس پھر کر چندہ فراہم کیا اور متعدد مغززین اور ساہوکارون سے
سالیانے بھی مقرر کرائے گئے جن مین بعض ابھی تک جاری ہین۔
دیول دامگنڈم بھی جو بوجہ ضبطی معاش بالکل ہی ناقص حالت مین تھا
آپنے اپنی نگرانی اور اہتمام مین لیکر ۱۲۸۷ھ ہجری سے جاترا اور
پوجا وغیرہ کا آغاز فرمایا۔ چنانچہ یہ کام ابھی اب تک اسی خاندان سے
متعلق و جاری ہے۔ یہ پُر فضا مقام وقار آباد سے تین چار
کوس پر واقع ہے۔ اُس اطراف و اکناف مین یہ بہت پر لطف
اور مشہور دیہاتی جاترا تہوار ہولی کے دسوین روز انجام پاتی ہے
آپ نے بمقام مرزا پور عرف بندھیا چل دریائے گنگ پر
ایک گھاٹ بنام کیشو گھاٹ بنظر سہولت و آرام زائرین سال
۱۳۰۳ھ ہجری مین تیار کرایا۔ اس کے قبل کوئی گھاٹ نہین تھا۔
آپ نے اپنے ایک مقطعہ موسومہ توپرہ خورد عرف ہری نگر مین
باقی ساگر نامی ایک تالاب پندرہ ہزار روپئے سے تیار کرایا
جس سے ہزارہا مخلوق اور جانورون کو تشنہ لبی و قلت آب سے
نجات ملی۔ آپ نے اپنی انا یعنی دایہ کے نام ایک باؤلی کندہ
کرائی جس کا نام گنگا باؤلی ہے۔ آپ ہر سال حضرت
حسین شاہ ولی صاحب قدس سرہٗ واقع کبوتر خانہ قدیم کا عرس روشنی

علاوہ دیگر اعراس کے اپنی ذات سے فرمایا کرتے تھے۔
آپ ہر سال ماہ صیام مین روزہ داروں کے افطاری کا
اہتمام فرماتے تھے۔ اور ہر بڑے مرشد کامل کے آنے پر
اُن کی تواضع خاطر داری مین ہزار ہا روپیہ صرف فرماتے تھے
عموماً ہر زبان کے عالم و فاضل بی بغیر آپ سے ملاقات کئے
واپس نہ ہوتے تھے۔ آپ نے تلپا گرو مہاراج جو مرشد
مشہور و معروف تھے ہزار ہا روپئے اور سیکڑون من غلہ
کی فراہمی اور چندہ سے خدمت کی اور یہ اہتمام کیا کہ صبح سے
شام تک لوگ روزآنہ تا قیام گرو مہاراج بمقام کیشوگری الموسوم
حسب منشاء مہاراج موصوف کھائین۔ اسی طرح آپ کے حیات مین
دو ایک بڑے کام مثل یگیہ وغیرہ ہوئے۔ آپ بلدہ کے
دو دیولات کے متصل مساجد کے جھگڑے کے موقعہ پر بھی
منجانب سرکار تصفیہ کرنے کے لئے مقرر فرمائے گئے تھے اور
بلا کسی فساد و طوالت کے ان مذہبی نزاعات کا خاتمہ ہو گیا۔
بمقام جیرکل ایک کمان اور مکان سنگ بست بغرض آرام زائرین
و معتقدین خاص طور پر تیار کیا گیا جو کثرت جاترا مین عام سہولت
پہونچاتا ہے۔ آپ اپنے والد رائے نرہری پرشاد صاحب مرحوم
کے نام رود موسیٰ پر ایک دھرم شالہ بنوا دیا جو باوجود طغیانی
اب تک قایم ہے اس کی تعمیر سے موسم بارش و گرما مین
جنازہ کے ساتھ آنے والون کو بہت آرام ملا کرتا ہے۔
اس کی تاریخ آپ کی مصنفہ یہ ہے۔ دار باقی ز نرہری پرشاد
۱۲۹۷ھ

ملاقات بزرگان دین و حالات سیاحت و زیارات

رباعی

دنیا چو سرائے است سفر باید کرد	از رہگذر دہر گزر باید کرد
این جائے مقام نیست اے راہرو ان	پس ماندۂ راہ را خبر باید کرد

آپ فقیر کامل اور بزرگان دین کے بڑے معتقد تھے۔ آپ کی خوش نصیبی سے سری مانک پربھو مہاراج ساکن مانک نگر ہمناباد دوسری ملیاگرو ساکن اوسہ دوسری برہمانند سرسوتی ساکن پیری ضلع اورنگ آباد دکھنی باداساکن بلدۂ حیدرآباد دوسری بہاسکرانند سرسوتی مرتاض کامل ساکن بنارس سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا تھا اور سب نے عند الملاقات آپ کی ترقی دینی و دنیوی اور نجات کے لیئے دلی دعا فرمائی تھی۔ جبکہ آپ کی متعدد اولاد ضائع ہوچکی اور راقم کے تعمر پانچ سال سخت علیل ہونے پر سری بہاسکرانند سرسوتی سے بنارس جاکر ملاقات فرمائی بغیر اظہار حالات سری سوامی مہاراج نے راقم کے لئے اظہار اطمینان دلایا اور فرمایا کہ اس لڑکے سے اطمینان رکھو۔ یہ ہمارے ذمہ ہے چنانچہ مثنوی شمع منور فارسی اور تیج چہ تر اردو سوانح عمری سوامی جی ممدوح مین اس کا تفصیلی ذکر ہے اور اسی وجہ سے راقم کی رسم مکتب خوانی شادی وغیرہ بنارس ہی مین انجام پائی۔ اور آپ

بلحاظ عقیدتمندی ہر سال و دو سال مین بغرض ملاقات و قدمبوسی
مہاراج موصوف بنارس تشریف لیجاتے تہے - سری مانک پربھو مہاراج
نے بھی آپ کو دو عصا اور دو طوطے سرفراز فرمائے تہے جس کا
یہ نشان رہتا کہ آپ کے اولاد ذکور سے دو یادگار رہین گی - آپنے
اکیس (۲۱) سفر کئے تہے - جو آپ کے سفرنامہ موسومہ توشہ عاقبت سے
مفصلاً ظاہر ہے - آپ کلکتہ - دہلی - آگرہ - متھرا - بندرابن -
پونہ - بمبئی - مدراس - بالاجی - بہ سریرنگ - شوکانچی - جگناتھ جی -
سندیلہ ڈمراون بنارس - مرزاپور - الہ آباد - جبل پور - لکھنو -
کانپور - نیمسارن - اجودہیا - گیا جی - امرتسر لاہور - جوالامکھی
جالندہر - ملجاپور - پنڈہرپور - اجمیر شریف - پشکر راج - جے پور -
بھوپال - اجین - ملکارجن - ناسک - ترنبک - اونکارناتھ -
مالونت بیجاپور - ہلاری - بہدراچل - داماگنڈم - اناگوندی
اور دیگر اکثر مقامات علاقہ سرکار عالی مین تشریف لیجاچکے تہے -
اور ہر جگہ آپ نے خیرات و مبرات مین ایسا حصہ لیا تہا کہ
آج تک اون مقامات مین نام روشن ہے - اور لوگ نہایت
محبت و احسان سے یاد کرتے ہین - آپ ہر جگہ بلا لحاظ قوم و ملت
قابل دید مقامات متبرکہ سے فیض حاصل فرمایا کرتے تہے -
آپ بنارس بلحاظ مقام متبرک نو مرتبہ تشریف لے گئے تہے -
آپ کے ہمراہ ہمیشہ متعدد اقربا و ملازمین رہتے تہے - اور
بوقت شادی راقم جو سفر آخری تھا متعدد بے مخصوص اور منتخب
اور ہر لوازمہ مثل نوبت و روشن چوکی ساتھ تہے - مذہبی فرائض

ورسومات کی ادائی جملہ مقامات متبرکہ مین نہایت شاندار طریق پر کرتے رہے۔ اور آپ نے اپنے والد ماجد رائے آزہری پرشاد کے نام ہزارون کا سلوک و خیراتی کام کئے۔ آپ ۱۳۰۱ھ مین سواری سرکار کے ساتھہ جب بنارس تشریف لے گئے تھے تو آپ نے بنارس کی شان مین جو نظم تحریر فرمائی ہے اس سے چند اشعار ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہین۔

نظم در بنارس

محبوب شہ آمد بہ تماشائے بنارس
جہانی او ساختہ راجائے بنارس

آن ایسری پرشاد کہ مشہور جہانست
حسرت وہ ہند است ازو جائے بنارس

یوسف زذکن آمدہ باحسن و تجمل
تا عاشق او گشتہ زلیخائے بنارس

آبش کہ زگنگ است مگر آبحیاتست
جان دادہ بہر مردہ مسیحائے بنارس

ہم راجہ نراندر کہ بہمراہی شہ بود
اشنان او اکرد بہ گنگائے بنارس

دیگر چہ کنم وصف بنارس کہ ہمیشہ
باقی سرمن باشد و سودائے بنارس

دیگر مشاغل و مصروفیت عام

آپ بخت و نیز مین لاجواب مہارت و دخل تامہ رکھتے تھے

آپ بارہا حضرت غفران مکان علیہ الرحمتہ و عالیجناب نواب
سالار جنگ اولے و عالیجناب راجایان راجہ نرندر بہادر پٹیالہ
و دیگر امرا و معززین کی خدمت مین ہندوانی و اسلامی کھانے
اور مرغوب اغذیہ پکا کر داخل فرماتے تھے - اور آپکی تیار کردہ
سب غذائین بہت تعریف سے کھائی جاتی تھین - اور عموماً
فرمایشون کا سلسلہ رہتا تھا - آپ کو اچار اور مربہ تیار کرانیکا
خاص طریقہ معلوم تھا - بعض رسومات اور قومی شادیون مین
اصلاحین فرمائین - اور غزلخوانی کے طریقہ کو جو غیر مہذب بنگیا تھا
دلخوش کن اور مہذب لباس پہنایا تھا - علم موسیقی مین کافی معلومات تھین
آپ کے یہان پنجاب کے ربابی ملازم تھے - اور بوقت فرصت
آپ کا کلام سنایا کرتے تھے - اور اپنے عزیزان خاص کے علاوہ
اکثر دوسرے اشخاص کی شادیان و دیگر رسوم مذہبی مفت کرادیتی تھین
آپ متحمل مزاج - دوراندیش - خیر خواہ سلطنت تھے - آپ ہمیشہ
قدیم لباس جامہ نیمہ دوگلہ وغیرہ مین ملبوس رہا کرتے تھے
ایک دفعہ صاحب عالیشان بہادر نے معمولی دربار انگریزی
کے موقعہ پر آپ سے اس قدیم لباس کے متعلق یہ تمسخر فرمایا تھا
کہ راجہ صاحب یہ ہماری لیڈیون کا لباس ہے - آپ کیون
پہنتے ہین - آپ نے اُس وقت یہ برجستہ جواب دیا کہ صاحب یہ
لیڈیون کا لباس نہین ہے بلکہ آپ کے مرشد اور رہنمائے دین
پادری صاحبون کا لباس ہے - جس کی ہر وقت تعظیم ہونی ضروری
و لازمی ہے - اسی طرح کے متعدد واقعات ہین جو بخوف طوالت

قلم انداز کر دیئے گئے۔ آپ مہمان نواز اور قوم و ملک کے
فدائی تھے۔ آپ نے ہمیشہ قومی کاموں میں پیشقدمی کی ہے
آپ راسخ الاعتقاد پابند مذہب اور طریق قدیم تھے۔ آپ
بے تعصب ہمدردانہ اور بے ریا انسانی دل اپنے پہلو میں
رکھتے تھے۔ آپ ہر قوم و ملت میں خدائی شان و جلوہ دیکھتے تھے
اور ہر ایک کے دکھہ درد سے فوراً متاثر ہو کر انکا کام اپنے
ہاتھہ میں لے لیا کرتے تھے۔ آپ کامل تجربہ کے بعد ماتحتین پر
پورا بھروسہ فرماتے تھے۔ آپ کے ساتھہ کوئی برائی کرے تو
اس کے تخریب کے درپے نہیں رہتے تھے۔ آپ اپنے
مالک کے جیسے سچے معتقد و وفادار تھے اسی طرح اپنے والد
استاد و مرشد کی ذات میں پوری عقیدت رکھتے تھے۔ آپ نے
اپنے والد رائے نرہری پرشاد کی شان میں ایک قصیدہ
لکھا تھا جو اپنے ڈھنگ کا نرالا اور اظہار عقیدت کا
سچا فوٹو ہے۔ نمونتاً شعر اول و دوم اور آخری درج ذیل ہیں

اشعار در مدح والد ماجد

نرہری پرشاد صاحب والد والائی من
نیست در عالم بغیر از ذات پاک او دگر

مظہر من مصدر من مالک و ملجائی من
والی من ہادی من مرشد و مولائی من

فارغ از خیر و شر دنیا و دین گردیدہ ام
در رضائی ذات باقی دین من دنیائی من

آپ نے ہتیار کے استعمال اور بنوٹ وغیرہ کے کمال کو بطریق خاص
حاصل فرمایا تھا۔ آپ اپنے ہونہار سعادتمند جوان فرزند
رائے کیشو پرشاد و دیگر اولاد کے وفات پر نہایت صبر و شکیبائی سے
کام لیا۔ اور مثل دیگر دنیا داروں کے مغلوب الم نہوئے۔ آپنے
اپنے چار برادر زادون کو جو چھوٹے بھائی کے انتقال کے بعد
اپنے زیر تعلیم و نگرانی رکھا۔ اور ان سب کی شادی مثل اپنے
فرزند کے اعلےٰ پیمانہ پر کی تھی۔ آپ ایسے شہ خرچ تھے کہ راقم کی
شادی مین کثیر رقم صرف فرمائی۔ آپ نے مہاراجہ کاسی نریش
و مہاراجہ اہلیٰ و راجہ صاحب شدیلہ کی دعوت کی تھی۔ اور بزمانہ
شادی و بموقعہ سفر ہمراہی سرکار بنارس لکھنو دہلی کلکتہ بمبئی
مین جملہ اصحاب برادری اور قوم کی ہزارہا کی تعداد مین بتکلف
دعوت کی تھی۔ آپ جبوقت بیمار ہوئے اور درد پا سے لاچار تو
ایک ڈیڑھ ماہ تک حاضری دیوڑھی سے معذور رہے۔ اسی زمانہ مین
حضرت غفران مکان علیہ الرحمتہ نے حسینی محل و اسٹور سے
ہوتے ہوئے آپ کی نسبت دریافت فرمایا اور آپ نے
بحالت علالت آگے بڑھکر شاہی استقبال کا فخر حاصل کیا۔
سواری حضور پر نور آپ کے غریب خانہ پر نہضت افروز ہوئی
اور نہایت بشاشت و فرحت سے نذرین قبول کرکے گھنٹہ
ڈیڑھ گھنٹہ قیام پذیر رہی۔ آپ پر خاص عنایات شاہی کا ثبوت
اس سے بڑھکر اور کیا ہوسکتا ہے کہ آپ کے فرزند راقم کے
چھوٹے بھائی رائے محبوب راج صاحب معہ تین سالہ کوجن کا نام خاص

سرفراز کردہ و نام زد شاہی ہے۔) گود مین اٹھا کر اعزاز بخشا۔ آپنے سواری مبارک کی ہفت افرزی کے متعلق جو نظم فرمائی اسکا مصرعہ تاریخ یہ ہے۔ تو باقی بے تکلف گو سواری نظام آمد۔
۱۳ ۱۳ ہجری

آپ نے دخترون و نواسیون کی شادی کے لیئے اورنگ آباد و مدراس وغیرہ سے خاندان طلب فرماکر ان کی پوری کفالت فرمائی تھی۔ آپ کو ہمیشہ وسعت برادری و توسیع تعلقات اور مراسم کا خیال رہتا تھا۔ آپ نے تعلیم عزیزان کے لیئے بشکل مدرسہ چند اساتذہ مقرر کرکے اہتمام تعلیم باقاعدہ فرمایا تھا۔ آپکے فرائض زندگی مین کوئی ضروری فرض تکمیل طلب نرہا تھا۔ آپ اکثر دوستونسے فرمایا کرتے تھے کہ آپ کو اپنے مالک کے سامنے اس دنیا سے کوچ کرنا نصیب ہو۔ اور یہی آپ کی آخری آرزو تھی جو خدا تعالیٰ نے پوری کی۔ آپ کو اکثر احباب بصلہ کارگزاری حصول جاگیر کیجانب توجہ دلاتے رہتے۔ آپ نے ہمیشہ یہ کہکر انکار فرمادیا کہ جس روز سرکار سے مین اپنی ذات کے لئے کوئی درخواست کرون۔ اُس روز سے میری زبان اور دل مین کسی اور کے لئے عرض و معروض کرنے کی طاقت نرہے گی اور مین خدمت خلق سے محروم رہجاؤنگا۔ مین اس قیمتی خدمت کے مقابلہ مین اپنے نفع و نقصان کی پرواہ نہین کرتا۔ آپ کی سفارش پر ایک معزز عہدہ دار سرکار عالی نے باوصف وعدہ ایفاء نہ فرمایا تھا۔ آپ نے بہت عرصہ تک انتظار کرنے کے بعد آخری مرتبہ جو یاد دہی کی وہ آپ کے مصنف

ذیل کے شعر سے ظاہر ہوگی جو آپکے صاف گوئی کی دلیل ہے ۔ ؎

یہین ہی کام قیامت مین تم سے کام نہین　　خدا نہین ہو پیمبر نہین امام نہین

آپ زود نویس تھے اور خوشنویسی مین بھی خوب دخل تھا اکثر قطعات آپکے قلمی اور مصنفہ موجود ہین جو طبع شدنی ہین ۔

حالات وفات

آپکو وجع مفاصل کا لگاؤ ہو گیا تھا۔ آپکی علالت ۳ محرم ۱۳۱۴ھ بخار سے آغاز ہوئی اور بڑھکر نقاہت اور دوسری کمزوریونکا سبب مرض قرار پایا ۔ افضل الاطبا حکیم محب حسین فیلسوف جنگ کا علاج تھا ۔ آپکے عزیزون اور دوستون نے تبدیل علاج کے لیئے بیحد اصرار کیا ۔ آپنے ایک نہ مانی اور اپنے عزم پر قایم رہے جس سے آپکا استقلال اور خدا پر بھروسہ دم آخرین تک ثابت ہے ۔ آپکی صحت یوماً فیوماً بگڑتی گئی اور دوا سے کچھ فائدہ نہوا اور آخر ۲۳ صفر ۱۳۱۴ھ بحری روز شنبہ تنہا یکادشی (جو خاص متبرکدن اہل ہنود ہے) آپنے انتقال فرمایا ۔ آپنے پندرہ روز قبل سے غذا اور پانی کا استعمال مطلقاً ترک فرمادیا تھا ازروئے شاستر ہنودیہ ایک طرح کا روزہ (انشن برت) تھا یہ وہ جو خاص شاغل اور کاملین کہہ سکتے ہین آپکے زمانہ علالت مین منجانب و بحکم سرکار نواب محبوب یار جنگ ناظم الملک بہادر بغرض عیادت تشریف لائے تھے ۔ اور عالیجناب بالجایان راجہ مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر یمین السلطنت شیدکار وسابق مدار المہام سرکار عالی نے قدمرنجہ فرماکر عیادت فرمائی تھی ۔ عالیجناب مہاراج ممدوح الشان آپنے فرمایا کہ مین بفکری اور تسکین قلب کے ساتھہ جارہا ہون ۔ میری علالت غیر موجودگی اور خرابی صحت قابل فکر نہین ہے ۔ عالیجناب راجہ راجمان راجہ شیوراج دھرمونت بہادر آصفجاہی و عالیجناب مہاراج راجہ مرلیمنوہر آصف نوازونت بیکنٹہ باشی دیگر معززین و ملاقاتی اصحاب نے بھی تشریف آوری سے اظہار محبت و ہمدردی فرمایا ۔ انتقال کے بعد

راجہ سری پرشاد آپ کے برادر زادہ نے آخرت باقی نامی ایک کتاب شایع فرمائی
جس مین نامور شعرانے آپکے وفات کی تاریخین کہی ہین - بعدہ وفات بصلہ کارگذاری
وجان نثاری وبلحاظ قدایروری وذرہ نوازی جملہ خدمات راقم کے نام بعہدہ دور
فرمان مبارک بحال فرمائی گئین - اور پندرہ روز کے اندر رسم پرسش ادا فرمائی پنج جملہ مبارک
برآمدی کا خلعت شاہانہ سفید سرفراز کیا گیا - اسی طرح علاقہ دیوانی وپیشکاری سے بھی حسب عملدرآمد قدیم
عمل فرمایا گیا - آپکے جنازہ کے ساتھ ہزارہا مخلوق تھی اور بعد حکم واجازت سرکار جنازہ اٹھا
خیر خیرات کا معقول اہتمام تھا اور لوازمات اعزازی ہمراہ جنازہ تھے - اس حزنیہ علم
اور ہمدرد زمانہ نے جو وقت آنکھین بند کین - ہزارون دوست احباب شناسا اور عام
پبلک بتاب ومضطرب ہوگئے اور آجتک بھی باوجود انقضاء اٹھائیس (۲۸) سال
جب کبھی آپ کا ذکر خیر آجاتا ہے تو نہایت خلوص ومحبت سے آپ یاد کئے جاتے ہین
خصوص مشکل اور اہم کامون کے انصرام وانجام دہی مستعدی وحاضر جوابی آپکی یاد کا ذریعہ ہے
بوجہ قلت وقت وخوف طوالت بغرض معلومات دلچسپی معزز ناظرین وشایقین
چند صفحات مین اپنے معزز ومحترم والد مرحوم ومغفور کے مختصر واقعات پیش کئے ہین
مین نے اسمین مبالغہ اور عقیدت سے کام نہین لیا ہے بلکہ والد مرحوم کے یادداشتون سے اقتباس کیا ہے
آیندہ بشرط فرصت وزندگی آپکا متفرق کلام فارسی واردو وغیرہ بھی طبع ہوسکیگا -
جو ایک بہتر ذخیرہ تاریخی ہوگا اور باعث تفریح ودلچسپی بھی - فقط

نرسنگھ راج

هُوَ الْبَاقِی

کلام حضرت باقی

بسم اللہ الرحمن الرحیم گوئی
مفتاح گنج را ز ایمان گر جوئی

باقی نام ذوالجلال لم یزل ولایزالیست کہ ابدالآباد باقیست وابتدای ابتدایش وانتہای انتہایش کسی را معلوم نیست ۔ باقی فانی یارای حمد او نمیدارد بعضے اشعار سرغزل باقی نامہ وختم آن می نگارد ۔

غزل باقینامہ

همہ فانیست جہان یا باقی — هست یک ذات تو الا باقی
اے غم عشق فنا فی اللہ کن — غیر ازین نیست تمنا باقی
دل وجان تاب وتوان رفت بعشق — ماندہ است این تن تنہا باقی
شد ز معشوق ظہور عاشق — نام مجنونست زلیلا باقی

یار با تو نشود باقی یار
داری این حرص وہوس تا باقی

غزل خاتمہ باقینامہ

همہ عالم فناست اے باقی
نیست موجود غیر ہے باقی

همہ تن خاکیم چو نے باقی
نیست جز استخوان و پے باقی

از دوئی در گذر همہ اُوئیم
نیست در ما بغیر وے باقی

رفت بہرام گور ہم در گور
نام کیخسرو ست کے باقی

غیر حق کل من علیہا فان
باقیا نیست ہیچ شئے باقی

باقی ثانی لاثانی ذات بابرکات محبوب ربانی معشوق یزدانی است کہ از ہمہ آدم بمصداق لولاک لما خلقت الافلاک پیش از آفرینش موجود بود۔ و نیز بعد انقضای دنیا و مافیہا بروز قیامت شفاعت جمیع عاصیان پر معصیت خواہد نمود۔ نعت او را چگونہ سرایم بر این غزل نعتیہ کہ مشہور جہان و مقبول صاحبان ایمان و ایقان است اکتفا می نمایم۔ مولانا غلام امام شہید اکثر در مجالس مولد۔ ازین غزل راقم آغاز بیان مینماخت و عالمے را بوجد می انداخت۔

غزل نعتیہ

ترا اول بہ اخفا آفریدند
ازان پس دین و دنیا آفریدند

پس از ذاتِ خدا اوّل خدا را
جمالت ای خود آرا آفریدند

نخستین شان وقدرت عرضه دادند — از آن عرش معلی آفریدند
ظهور عالم بالا ز پس گشت — نخست آن قد بالا آفریدند
وجودت پیش آدم بود موجود — تنت را پیش حوا آفریدند
قد و خد تو را پیرایه دادند — وزان فردوس و طوبی آفریدند
ز عکس خنده دندان نمایت — بهم عقد ثریا آفریدند
دو رخسار ترا گلگونه دادند — از آن شمس و قمر را آفریدند
دو گیسوی ترا پر پیچ کردند — از آن ثعبان موسی آفریدند
لب جان بخش تو اول بشد خلق — سپس روح مسیحا آفریدند
ز خویت قطره در بحر بردند — ز بحر نوح دریا آفریدند
ز رویت صبح عید خلق کردند — ز مویت شام یلدا آفریدند
برب کعبه ابروی خوشت را — برای سجده ما آفریدند
نشد از سرمه مازاغ محتاج — که چشمان تو سحرا آفریدند
جمالت بهر عالم حسن یوسف — فقط بهر زلیخا آفریدند
سواد دام از خال تو کردند — بدل هاز ان سویدا آفریدند
نهال قامتت را سایه زان نیست — ترا بی مثل و همتا آفریدند
بجانت آفرین جان آفرین کرد — ترا شاه جان جانها آفریدند
ز بهر امتان بیکس و زار — ترا ماوا و ملجا آفریدند
مبارک آفرینش را که چون تو — شفیع روز فردا آفریدند
خدایت رحمة اللعالمین گفت — بهر کس رحم فرما آفریدند
سراپای ترا مدحت چه سازم — که از نورت سراپا آفریدند

مرا باقی زبهر وصف آن گل
بزنگ مرغ گویا آفریدند

باقی لقب ظاهری و تخلص شاعری این فانی البنیاد گردهاری پرشاد است که پدرش رائے نرهری پرشاد بن رائے سوامی پرشاد بن رائے راجارام متوفیست که خدمت استیفا و سی و شش کارخانه جات سرکار که از سه پشت ارثاً تعلق داشت تا حال باقیست. واضح باد که این هر سه تن اجداد من مخزن معرفت اساسی و معدن گوهر حقیقت شناسی بودند. از تصانیف کتب ویدانت مذهبی مشتهر جهان و مثنی دوران گشتند. این هیچمدان را نیز الله تعالی به آن پایه رسانا و اکثر کلام مرا بزبان فارسی هندی بها کاوار دو سرزد گردیده و تا هندوستان و ایران هر سائی تقدیر رسیده مقبول گردانند.

غزل

آلهی جلوهٔ طور معانی ده بیانم را
لبم را معدن یاقوت رنگین معانی کن

تن بے مایه ام را پر کن از جان سخندانی
چه در ظاهر چه در باطن بروئے خویشتن وا کن

زبان شعله وادی ایمن کن زبانم را
به نیسان سخن پرور نمادرج دهانم را

روان جسم نظم و نثر کن طبع روانم را
زدل چشم نهانم را ز سر عین عیانم را

فنا گردان به جستجوی نام بے نشان خود
نشانے تا بود باقی وجود ناتوانم را

باقی هر چیز فانی است دردے که باقیست فانی نیست چون تمنائے مطالعه رساله

نالہ درد و آہ سرد حضرت خواجہ میرورد کہ فقط نام شنودم و گاہے ندیدہ بودم
در دل داشتم اتفاقاً بجہت تلاش این رسالہ ہائے نادرہ بہ مخزن معرفت
مولانا عباس رفعت بہ شہر بھوپال کہ مجمع اہل فضائل و کمالست بزنگاشتم
الحمدللہ کہ ازان جا پنج رسالہ کہ حواس خمسہ کالبد عرفان بودند بدست شدند
کیفیت آن ازین درد نامہ منظومہ کہ در شکریہ این ہدایا بطور رسید ارسال
یافتہ بود پیداست و مذاق و اشتیاق باقی ازان ہویداست۔

رقعہ منظومہ

اے جناب رفعت رفعت مآب — مولوی عباس عالی انتساب
تا بہ باغ خاطر این خوش نصیب — نالۂ آمد ز سوز عندلیب
گل گل از گلبانگ او نالان شدم — شکل نرگس جملہ تن چیران شدم
رشک بردم بر نوائے سوز او — جان فدا بر نالۂ دلدوز او
در چنین باغ بسیط پر بہار — از نظر گلگشت کردم چند بار
دیدہ وا کردم تماشا ساختم — آہ سرد حسرت افزا ساختم
نالۂ دردے کہ میکردم تلاش — آہ سردے بر کشیدم دلخراش
نالۂ پر سوز دیگر شد حصول — ہدیہ ام دادی ز جان کردم قبول
درد دل چون مرہم دل یافتم — نور ایمان شمع محفل یافتم
خواستم دو نسخہ حاصل گشتہ پنج — از تو ممنونم درین دار سنج
نالۂ درد از تو پر آوازہ شد — آہ سردے گرمی اندازہ شد
درد دل آرام جان شد بے دروغ — شمع محفل از تو گشتہ با فروغ

زیور طبع از تو شد این چار را — از دکن تا کشور چین و خطا
ساختی مشهور بر تحریک من — آفرین بر رای خوب و نیک من
آفرین بر سعی جهدت آفرین — آفرین بر شاه عهدت آفرین
آفرین بر بیگم شاه جهان — آفرین بر همت آن قدردان
آفرین بر ملک بهوپال باد — آفرین بر دولت و اقبال باد
آفرین بر خوشنویس این کتاب — آفرین بر این کتاب لاجواب
آفرین شد از تو زنده نام درد — آفرین شد رشک صبح شام درد
صد هزاران شکر احسان میکنم — صد ستایش از دل و جان میکنم
در جواب اردو یه شد معذور دار — من فراموشت نکردم زینهار

در دل باقی عقیدت باقیست
یار باقی هست و صحبت باقیست

باقی را چون رساله نالهٔ درد و آه سرد و درد دل و شمع محفل ما و رای نالهٔ عندلیب بدست رسید آنچنان شعلهٔ نالهٔ درد و شراره آه سرد از درد دل سر برکشید که شمع محفل حضار گردید و آنقدر فیضان مطالعه آن چهار رساله عرفان استعداد انتباه آگاهی بهم رسانید که بتسوید این رساله و رد باقی و دُرد ساقی که دُردیست از ساغرین درد و جرعه ایست از ساغران ساقی معرفت یکتا فرد جرات نمود به ذلهٔ مبالغی دسترخوان آن مزبان بزم توحید و جرعه کشی و پیمانه پیمائی مضبط آن ساقی وحید بجود شده ابواب مکشف بروی دل غفلت خود برکشود و بر نگ نالهٔ عندلیب در چمنستان دکن غلغله عجیب

انداخت ازین دو رباعی حالیه را زمزمه بلند ساخت۔

رباعی

دردِ باقی کہ جرعۂ ساقی ماست	مستی افزائے بزم عشاقی ماست
دردے کہ بہ میخانہ درد و رداست	باقی از بہر فرحت باقی ماست

رباعی دوم

این دردِ باقی ست و دردِ ساقیست	مستی افزای بزم عشاقی ست
دردیست ز میخانہ و دردآن درد	باقی از بہر انتشاطِ باقیست

باقی باد فرخندہ بنیاد حیدرآباد کہ بہ یاوری تقدیر قسمت خداداد اتفاق مولد و منشائے اضعف العباد گردہاری پرشاد باقی درین سرزمین مینوسواد افتاد۔ بہ فضلہ بہ برکت و شرکت نام مبارک حیدر کرار محسود بلاد است و رشک روم و بغداد نام سلطنت اسلامیہ درین زمانہ پرفتن و فساد درین دیار باقیست و پروردش گاہ ہر قسم انام و عباد کہ مراد از زردی و زنگی و پارسی و فرنگی و عرب و عراقیست۔ چہ میدانی کہ حامی و حارس این شہر نادرالدہر کیست و باعث ابقائے امن و سلامتی ریاست انچیست آگاہ شو آگاہ شو بر جادۂ بد اعتقادی مرو کہ چار سوئے اطراف و اکناف این دیار اولیائے کبار عظام اخیار ہمچون اشرف العارفین حضرت بابا شرف الدین صاحب قدس سرہٗ و جناب حق بین و حق جو شاہ راجو صاحب دام برکتہٗ و یوسف مصر علم الیقین یوسف صاحب شریف صاحب منیف نور اللہ مرقدہٗ ضیائے شمع روشن

حسین شاه ولی صاحب قبله طاب مضجعه بمنزل حصار برد و کروهی و چهار کروهی این بلده بزیر زمین به افضال الرحم الراحمین آسوده اند که آسایش تخت گاه نظام و باعث امن امان کار و بار اهل اسلام ازان هویداست۔

غزل

حیدرآباد دکن بیشک مقام اولیاست
شهریارا و سجان و دل غلام اولیاست

ظاهرا گو نظم و نسق ارکان دولت میکنند
در حقیقت انتساق و انتظام اولیاست

از محل جیست بیم و در تزلزل جیست باک
تا که در اطراف واکناف قیام اولیاست

نام زد محبوب سلطان از برائے خیر هست
خطبه و هم سکه اینجا بنام اولیاست

آن شه آصف لقب کے غم ز خوف و قهمنان
تا سر اعدائے او زیر حسام اولیاست

تمغه فتحے که از شاه عنایت شد عطا
بر همه اعلام آصف زا هتمام اولیاست

حیدرآباد دست بیش آباد از دیگر بلاد
تا که باقی اعتقاد و احترام اولیاست

دفع گشته ساقیا اندیشه رنج و خمار
خسروما جرعه نوش دور دوجام اولیاست

از چه باقی مینمائی فکر شهر و شهریار
خوف باقی نیست و حفظ دوام اولیاست

باقی فانی تو عجب مرد نادانی که باوجود خدادانی خود را بنده نیشت نور سلطانی و خانه زاد سلاطین متکفل جهان بانی می شماری و به هوس نوبت و عاری و خطاب خدمات سرکاری خیال اطاعت گزاری خداوند حقیقی نمی داری اگر سه پاس به کار مالک مجاز مصروف می بانی پاسے خود را مشغول و مالوف یاد آلهی دارد اگر تمام روز در انقیاد

ماموری مانی دمے یا لحظہ روئے توجہ بہ بارگاہِ کارساز بے نیاز بیار۔

غزل

هان بدنیا خیال دین هم دار
حفظ آن کن لحاظ این هم دار

پس پس و پیش چیست ممکن هست
پیش بینی غم پسین هم دار

آفرینش تمام گواز تست
یاد آفاق آفرین هم دار

شادمانی بہ عالم فانی
درد او در دل حزین هم دار

در مکان جهان کہ می مانی
باقیا خاطر یکین هم دار

باقی سراسر فانی سرت داوندکہ در نماز پنجگانہ بہ بارگاہِ یگانہ سجدہ شکر آنی نمائی۔ نہ کہ از سر تختہ بہ دستار رنگین آرائی و بہ کلاہ زرین و تاج مرصع سر تحشم و تکلف بر آسمان تکبر فرسائی چشمت دادندکہ مشاہدۂ جمال وحدت و تماشائے قدرت سازی نہ کہ نگاہ بد و نظر حسد بر چہرۂ پرد گیان عفت و عصمت و خوب رویان نیکو صورت بہ نیت فاسد اندازی گوشس ہوشدادندکہ پند بزرگان نیک آئین و وعظ محققان دین مبین بہ عقیدت واثق بشنوی نہ کہ بہ شکایت انبائے روزگار کشائی و بہ سماعت افسانۂ فاسق در دہی زبانت دادندکہ شکر نعمت ہائے نامتناہی و وظیفہ اسمائے آلہی گاہی نمائی نہ کہ ہمہ وقت بہ تلخ گوئی دشنام و زار خائی اقام ہذیان سرای افزائی دستت دادندکہ بہ اعانت درستگیری

درماندگان ضعیف به شجاعت و سخاوت پیش آئی نه که از دست جور و زبردستی
زیردستان کمزور را پیاسوده قوت آزمائی نمائی پایت داوند که برجاده زیارات
متبرکه درگاه اولیا و انبیا از رهِ صواب شتابی نه که به پامالی موران و لگد
کوبی گوران مورد عذاب شوی و انتقام آن یابی۔ افسوس هزار افسوس
که برخلاف شیوه انسانی قدر عطائے خلقت نقد کر مناجسمانی نشناختی
و وجود مسعود خود را باین اعمال نامحمود نابود نموده در کتم عدم انداختی۔

رباعی مولف

خود را انسان باین عمل میدانی	حاشاک الله بدتر از حیوانی
از هستی تو نیستی افضل باشد	گشتی تو زدست خویش باقی فانی

باقی از مذهبم هیچ مپرس و از مشربم تشریحی مجو و در جاده استدراک ملت
که هفتاد و دو راه پر پیچ و اردو زنهار مپو هندویم مگر سنگ دست نشانده خود را
نام خدا نهاده مشرکی نمی کنم۔ مسلمانم اما خاص مسجد را خانه خدا تصور ساخته بر زمین
نهاده سر بر سنگ نمی زنم۔ بت من در بتخانه من است نه در معبد برهمن۔
نماز گاهم در طاق دل است نه در کعبه آب و گل۔

شعر

مبارک حاجیان را بعد راه قطع منزلها	من از راه صفا کردم طواف کعبه دلها

قشقه صندل زنهار پریشانی نمی کشم که درد سر از آن می زاید داغ سجده را هرگز بر جبهه خود

جائے نمی دہم کہ تیرہ روی می افزاید۔

شعر

بخدا تا بہ در بتکدہ پیشانی بود | قشقہ کفر من از نور مسلمانی بود

غزل

ترا ز کفر مسلمانیم چہ در کار است | ازین دو ہست خوش آن کاں سند غفار است
گہی ز پرسش او عاصیت بدو مورد قہر | گہی ز بخشش آمرزش گنہ گار است
مرا ز جنت و دوزخ امید و بیم نیست | قضاش ہر چہ بخواہد کند کہ مختار است

گہی ز مکر منش درد با قیمت آرام
گہ از مشیتش آرام درد آزار است

غزل دیگر

نے کافرم بدینم و نے کافرم نیم | آزادہ عشقم نہ چنانم نہ چنینم
شد قرعۂ بدنامیٔ او نقش جہنم | من کافر عشقم چہ بود کار زدینم
خوانی اگرم عاشق بے کینہ ہمانم | دانی اگرم بندہ دیرینہ ہمینم
جائے کہ بود پردگی حسن مکانم | آنجا کہ کند جلوہ گری عشق مکینم

فانی اگرم خواند بہ تقلید چنانم
باقی اگرم گفت بہ تنزیہ چنینم

باقی وحدت بے شرکت او را در عالم کثرت چگونہ بہ شہود است باید فہمید عکس آفتاب را ہنگام نصف النہار در تمامی ظروف پُر آب بے شمار جلوہ نور منور و روشن ظاہر و نمود است باید دید۔ پس ظرفے را از ان ظرفہا باید شکست و باید دانست کہ فقط ظرف مفقود است و تاب آفتاب بلاکم و کاست بر جاے خود موجود ۔

بیت

آن شوخ طرحدار بہاہست و بمانیست
آن دلبر عیار بہاہست و بمانیست
این کون و مکان غرقہ گرداب فناہست

باقی ہمہ چیز

چون عکس ہر آئینہ جداہست جدانیست
چون بوے گل و غنچہ جداہست و جدانیست
باقی ہمہ مشتق ز فناہست و فنانیست

بیت

ہمہ او خود ہمہ دانی این است
معنی باقی و فانی این است

باقی دل تقدس منزل خود را کہ مظہر انوار تجلیات یزدانی و مصدر لمعات نورانی از فیوض تصورات سبحانی است از گرد و غبار وساوس لاطائل نفسانی و خس و خاشاک باطل خواہشات شیطانی مکدر ندارد و درین گل زمین ہمیشہ بہار تخم مغیلان مکار۔ این مرات حق نما را زنگ آلود مساز و این الماس شفاف را در خواب غفلت میانداز ۔ تختہ آہن از مصقلہ روکش آئینہ مصفا میگردد و آبگینہ از آلودگی گرد و غبار سیاہ می پذیرد ۔

غزل

افسوس ہست نیست کسی رازدان دل
سازم چہ با مجاز مرو شان بیان دل

اے بے خبر تو صورت اصلی خویش را
چون آئینہ صفا کن و بنگر میان دل

باید کہ دل دو پارہ بداری ز درد عشق
پیوند حرف نیست ازین رو میان دل

تا چند ضبط نالۂ و فریاد با قتیا
باقی نماند حوصلہ امتحان دل

غزل دیگر

ہم قطرۂ خون مئی ناب است دلِ ما
ہم اشک جگر سوز کباب است دلِ ما

ہم شیشہ و ہم جام شراب است دل ما
ہم ساقی و ہم عالم آب است دلِ ما

تا یک نفسے راست کند غرق طوفانست
دریاب کہ نازک ز حباب است دل ما

ہر داغ در و نقطۂ اسرار الہی ست
گر چشم بطون است کتابست دل ما

ہر چند کہ بے پردہ نمایان شدہ دلدار
از بود تن ما بہ حجابست دل ما

از خانہ برانداز ی آن چشم فسون ساز
اے خانہ ات آباد خراب است دلِ ما

جائے کہ بود جمع دل خلق بیک زلف
باقی تو بگو در چہ حسابست دل ما

باقی دمے بخود آ و خود را بشناس و اسرار خدائی را در خود بیاب و قدم بقدم این خدا فراموشان بخود گذاشتہ بر جادہ غفلت مشتاب ۔

غزل

اے ز ہستی غبار خویشتنی
پردۂ یار غار خویشتنی

شد حجاب تو بود نابودت | از میان خیز یار خویشتنی
دل مصفا کن و تماشا بین | که خود آئینه دار خویشتنی
دل پر داغ خویش را خون کن | که سراپا بهار خویشتنی
ذات خواهی صفات را بگذار | چند در اعتبار خویشتنی
چند با این و آن شوی مشغول | دشمن روزگار خویشتنی
از تو ئی و منی هزار افسوس | رهزن رهگذار خویشتنی
ز سفید و سیاه کارت چیست | که تو لیل و نهار خویشتنی

شش جهت یک جهت شود باقی
یکدمے گر دو چار خویشتنی

باقی این هزارها نباتات مختلف الالوان که بهار افزائے دیده بصیرت اند و این جمادات پست و بلند اقسام کوهسار که بزنگارنگی انواع سنگ سر به فلک می سایند و این انوار شعشعان نجوم و شموس و اقمار و ثوابت و سیار که نه سپهر گردون گردان جهان و جهانیان را باین بعد بعید مستفیض و مستفی می نمایند باعث ظهور و شهود لیل و نهار روزگار می باشند فاعل این همه کیست باید دید و صانع این صنعت هائے عجیب و غریب که پیدا میشت باید فهمید۔

دیدی نقش و نگارها را | بنگر نقاش کارها را
این دانهٔ خشک چون شجر شد | گل کرد چنان ثمارها را

	در باغ خزان چگونه آمد		آورد که این بهار ما را

	باقی شمار اعتبارے این صورت اعتبار ما را

باقی این ملوکان ممالک که ملک محروسه و مقبوضه خود را ملک موروثی می انگارند و خود را مالک و وارث مملکت می شمارند از مالک الملوک لمن الملک الیوم که توقی الملک من تشاء و تنزع الملک من من تشار در شان تنزیه نشان او آگاهی نمی دارند و وقتے که رحیل قل یتوفکم ملک الموت می توازند جمیع املاک مملوکه را وای گذارند و خود را در همان خاک ملکے چار و ناچار می سپارند

غزل

	باقی نه ملک هست نه آن شهریار ملک		بر نقطه فنا ست مقام و مدار ملک
	تا چند ملک داری تو هست ای ملک		در ملک خویش آرچه نمودی شمار ملک
	دارا و کیقباد و سکندر کجا شدند		بر نام شان بماند کجا اعتبار ملک
	رنگ زمانه نیست به یکرنگ باقیا		باقی دوام هست خزان و بهار ملک

باقی این مشائخان مشیخت مآب و فاضلان فضیلت انتساب و واقفان مسائل شریعت و متقنان قانون عدالت که بظاهر طالب علم شریعت شده در حقیقت طالب دنیا و دولت می باشند و قتیکه بپاورمی تقدیر از مکر و تزویر و سعی و تدبیر بر مسند نصفت و انصاف اجلاس نموده

متمکن می شوند باغراض ذاتی خوف منتقم حقیقی و ترس عادل تحقیقی را بدل
راه نداده در پرده قانون و دستور چها ظلم بر مظلومان می افزایند فقط بر
اظهار باطله چهار گواه و اعتبار سوگند های بے دینان روسیاه که قرآن شریف را
برسر می بردارند و تعظیم آن می انگارند هزارها خلق الله را خواه مخواه
تباه می سازند و نرد و غا به عیاری می بازند و براستی خود می سازند و می بازند
و بال اعمال این ها زوال سلاطین ذی اقبال می گردد و موجب
استیصال رؤسائے باجاه و جلال می گردد -

ظلم ارکان باعث نقصان سلطان میشود		ستم رکنے موجب تخریب ایوان می شود
از گناه عاصئ در جور شد غارت جهاز		شهر آبادان ز بوم شخص ویران می شود

باقی - هوشدار و باستماع حکایتے که مے سرایم گوشدار که بر یک شاخ درختے
هماے بختیار و زاغ نابکار هر دو را اقرار بود و در زیر سایه آن صیادے
شایق شکار با کمان و تیر تیز آبدار بر بستر خواب می آسود - آن زاغ عیار
بروے صیاد مذکور غلاظت ریخته فوراً پرواز نمود چو از ین آزار صیاد
بیدار شد و چشم خواب آلود بکشود بغضب موفور تیر بلا بر هماے بے قصور
از بدگمانی آنچنان بر زد که جانش بربود -

آن زور که ساخت در عمل زار که شد		گل کرد گناهے که او خار که شد
جائے انصاف نیست یارب انصاف		تقصیر که ساخته گنهکار که شد

باقی - اعتبار زندگی ناپائدار چیست بر تک حباب وجود و عدم آن را

قیام و قراری نیست تا نفس راست نمائی غرقهٔ طوفان بلاست تا دمی وارهی از سیلاب حوادث گرفتار چار موجهٔ فناست در یاب دریاب و ازین قلزم پرگرداب برنگ موج بر کنارهٔ سلامتی بشتاب۔

شعر

زندگی نقش آب را ماند | هستی ما حباب را ماند

دفعه

درین بحر شکل حبابیم من | همان لحظه مردم اگر زیستم من
چرا نام فانی نهادند باقی | که باقی نیم عین فانیستم من

باقی۔ این وجود بے بود فرع را از اصل دور نمود و از عالم تنزیه بیاورد در ورطهٔ تقید انداخت و از آشنائے حقیقی مهجور نموده ناآشنا محض ساخت

ما بدریا چو حباب افتاده ایم | از تعین در حجاب افتاده ایم
بود ما شد پردهٔ معبود ما | بر رخ خود چون نقاب افتاده ایم

باقی۔ باقی عمر را غنیمت بشمر امید ما طلا یک صد ساله مفروض زنهار مدار اے غافل پنجاه و اند سال ازین هر شام بر بستر استراحت و آرام دراز کشیده کم ساختی و پانزده در ایام طفلی نزد لهو لعب از بے شعوری در باختی همان قدر در جوش

جوانی عزیزی شباب خراب نمودی بعد تجربه این سی سال پس از هشتاد سال
لو فرضاً اگر زنده بماندی در عالم پیری ضعف و ناتوانی افزودی و بمنزله
مرده بدست زنده بودی۔ اے غافل نادان سواد و موادی داری
حساب گیر باقی عمرت چیست افسوس هزار افسوس سرمایه عمرت بدست
هیچ نیست۔

اے بیخبر ز خویش چو سازی شمار عمر	ظاهر شود سیاهه ناپائدار عمر
از جمع و خرج خویش چو بینی حساب را	باقی بدانی حاصل نفع و ضرار عمر

باقی پیرمن پیرمغان است و مرشد من ساقی خمکده دوران که سقانا هم
ابهم شراباً طهوراً شعه از جام فیضان اوست جرعه نوشی و دُردی کشی
می نمایم از لطف کیفیت آن هرآن بیخبر و بیخودی شوم از کون و مکان اولی
دل برآبلهٔ خود را که چون خوشهٔ انگور است سراسر خون می نمایم دور خمکده
تن رنجور محرور چنان میدهم گذارکه اثرے ازان باقی نمی ماند۔ بعض
وقتے از قرنیق دیده مقطر گردیده بصورت اشک می چکد و بادهٔ ناب
دو آتشه عرفان میگردد مانند باد صبائے قند هوش و عقل را نمی زداید
بلکه سرور تصور الوهیت می افزاید۔

چنان داد ساقی شراب الستم	که بے ساغر و شیشه تا حشر مستم
ز تو پشت کردم بعهد بستم	شکستم به بستم به بستم شکستم

اے باد هوش تو که شراب خواری و به علت دایم الخماری گرفتاری

وبجز حرام کاری و بدشعاری از حلال و حرام خبرداری کیفیت نشه معرفت الٰهی چه می انگاری - هرچند که خود را از جرعه نوشان مقطبه نامی پنداری -

باقی کسانیکه بفرط هوس جمع زر نموده خود را مالدار شمردند و برات نجات نه دادند نه خوردند آخر ببردند و اندوخته خود را بدیگران سپردند و بجز اعمال قبیحه همراه خود هیچ نه بردند -

غزل

در میان لفظ زر پیوند نیست	زان رفاقت زر نداده با کسے
منحصر بزر همه کار جهانست	تارک زر نیست در دنیا کسے
وین نگردد حاصل او را ز بنهار	ترک دنیا را نسازد تا کسے

وین نماند باقی از دنیا کنی
چون کند این هر دو را یکجا کسے

باقی هرچند که برائے ترک دنیا و هوس زر تازیانه هدایت پر اثر بردل و جگر هر بشری زنی و سفرزر و دولت دنیائے دون پرور میکنی حصول صواب وخیرات و زکات و ظهور باقیات صالحات منحصر بر آن است که از آن آسایش جان جهان و جهانیان است -

اشعار

سرا و پل و مسجد و خانقاه	شفاخانه و مدرسه نهر و چاه

بجز زر نگردد کہ فیضان عام	بدنیاست ازمال داران تمام

عدم وجود مفلس در عالم امکان برابر است و بے استطاعتی و بے فیضی و بے بضاعتی ظاہر۔

اشعار

چہ از دست مفلس شود کار خیر	چہ از پائے لنگ است امید سیر
چہ فیض از وجود تہی مایہ	کہ بود دست خود بار ہمایہ

اے یار ہوشدار۔

اشعار غزل

با تو کس یار نیست یار زر است	کیست آن کو نہ خواستگار زر است
ہر کسے ہمچو صورت پرکار	حلقہ زن گرد بر مزار زر است
تخم نیکی بکاشت اندر دہر	خوبی کار کاشتکار زر است

گر گل خیر بشفگد باقی
از گلستان دل بہار زر است

باقی اگر مالداری حسب ہدایت شاستر بسر ساز و بکثرت دولت تکبر مکن و زنہار منازع۔ پنج حصہ مداخل خود را بشمار یک حصہ آن را در امانت بگذار

تا فردا یا روزے آید بہ کار و از حادثہ و انقلاب روزگار نشوی خوار و زار و یک حصہ آن را بہ فقرائے متوکل و غربائے صاحب دل و محتاجان دور افتادہ از دام دشواری و مشکل بسپار و حصہ از آن جمع قربائے قریب و غریبان و خویشاوندان غریب بپندار و حصہ آن بہ صرفہ لابدی و ضروری خود بیار کہ اعتبار دولت تو ہموارہ بماند پائدار۔

اشعار

صرف مال خود بدین تدبیر کن
از قناعت تکیہ بر تقدیر کن

خرچ تو از دخل گر افزون بود
کم شود گر دولت قارون بود

گر نمائی صرفہ زر رائیگان
باقی کے ماند ز گنج شائیگان

باقی این شیر کہ بآمیزش نمک شور یا از ترشی صحبت بالضرورۃ یا بتہ تغیر شدہ صورت جغرات می پذیرد و از کشتہ ہڑتال ہدایت پیر مربی گیری آتش پند دل پذیر باز رنگ شیرمی گیرد این نسخہ حکمائے مصری را اگر بدانی سود ہم باطلہ تبدیل اوضاع را از دل دور کردانی۔

غزل

بکن غور غافل چہ بودی چہ گشتی
پس از فیض کامل چہ بودی چہ گشتی

کہ از راہ شریان رسانید خونت
تصور کن ایدل چہ بودی چہ گشتی

چہ گلہا ز نورستہ در باغ عالم
چہ دانی تو اے گل چہ بودی چہ گشتی

گہے جام و گہ کوزہ و گہ خمستی
بصد ہا مشاکل چہ بودی چہ گشتی

شدی گاہ باقی شدی گاہ فانی
چہ حاصل چہ حاصل چہ بودی چہ گشتی

باقی اگر دانائی بدانی که دانهٔ تهٔ نشین زمین اوّل ریشه می شود و از ریشه شجر و از شجر شاخ و ازان شاخ برگ های باریک و فراخ و ازان برگهای شگوفه و از شگوفها ثمر گردیده نام اقسام نا و قتیکه خام می باشد به تبدیل الوان بگزشتن چند ایام تا هنگام پختگی انتهام تغیر اوضاع می بردارد بذاق و مرام کام های انام گوارائی ترشی و شیرینی درختی طعام می باید- و قتیکه آفتاب فیضان هدایت اهل الله می تابد و نقص خامی می رباید بنام اصلی خود می گراید و بنظر خواص و عوام همان دانه بنظر می آید- ازینجا باید فهمید و تماشای وحدت و کثرت باید دید-

غزل

دانه بودم به تهٔ خاک اگر گردیدم
ریشه گشتم پس ازان شاخ و شجر گردیدم

برگ نورسته شدم غنچه شگفته شدم
زان سپس رنگ و گل تازه و تر گردیدم

باز پژمرده شدم خسته و افسرده شدم
بعد این نشو نما خام ثمر گردیدم

آخر کار شدم پخته ز تاب خورشید
پس به انجام همان دانه ز سر گردیدم

بنگر وحدت اصلیت او باقی ماند
گو که صد گونه به او ضاع دگر گردیدم

رباعی

هر دانه که در زمین نهان می گردد
با صورت مختلف عیان می گردد

در وحدت او فرق نشد زین کثرت	انجام چو بنگری همان می گردد

باقی زمزمه سرائی و نغمه آرائی را بعضے صوفیان صاحب حال روا داشته اند و اکثرے حرام و ناجائز پنداشته - اگر برائے رقت قلب و مشغله خداشناسی است جواز است و گر محض بجهت حظ نفس تعیش اندیش خویش می سازی ناسازست بجائی و روائے او پیے اہالیان حالی است ورنه چون و چهل تهی مایه بجز شور سمع خراش از اسرار معانی خالیست - کتاب زمزمه باقی که اوزان هندی موزون نموده ام در وحدت ساقی وحدت ازان کیفیت افزاست و در و باقی از هر زمزمه دل گدازش هویداست ازان یک زمزمه ترانه و دیگر کبت فارسی یگانه که خوشتر از دو کاه و سه کاه عراقست بطور مذاق می سرایم و نجراش این مضراب رگ جان اہل دل و عارفان کامل را چون تار طنبور تحریک داده به قانون مطربان ذوق به زار نالے شوق می گرایم -

ترانه

دل داد تا دانی تا دانی تا دانی	تن داد تا دانی تا دانی تا دانی
تن در چه تن داری تن در چه تن داری	تن تست تا چند نادانی نادانی

دیگر

باقی اندر گلشن دوئی هر دم طوطی آسا گوی	توئی توئی توئی توئی توئی توئی توئی توئی
با او وصل نسازی هرگز در کن ترک دوئی دوئی	من و ما من و ما تا کے غافل اوئی اوئی اوئی

یعنے اندریں گلشن دوئی کہ برجادۂ من و مائی می پوئی اگر دل شناسا داری لازم است کہ او را بجوئی و بسان طوطیان خوش بیانِ دو مرغان نغمہ خوان ہر دم و ہر آن توئی توئی بگوئی زنہار با او وصل نیابی ہرگز دوئی بگنی دعوائے من و ما تا کے بینمائی کہ اوئی اوئی ۔

باقی حافظ حقیقی ہر ذیحیات مخلوقات را در کائنات از افات و بلیات نجات می بخشد و محفوظ می دارد و این حادثات و واقعات کہ حادث می شوند نتیجۂ اعمال شنیعہ و کیفر افعال قبیحہ اوست اگر بہ استغفار و زار نالے با ہزاران خشوع و خضوع بہ بارگاہش رجوع آرد و برضائے او راضی بود بہ مشیت الٰہی خود را بسپارد اولے ورنہ از کردہ و ناکردہ ازان بصیر و خبیر را چہ پروا۔ نقل است کہ طائرے بر شجرے جا میداشت و صیادے در پائے آن درخت تیر جان گیر را بزہ کمان نہادہ برائے نگارش از کمین گاہ ہمت می گماشت آن مرغ بیچارہ از مشاہدہ این حال بخیال پرواز نظر بجانب آسمان نمودہ شہبازے دید کہ از بلندی بر سرش از تیر بانے می رسد ان وقت جائے نجات نیافتہ بعجز و الحاح در آمدہ باین ترانہ زمزمہ باقی مترنم گردید و عاقبتش درجہ پذیرائی گزید ۔

	ترانہ	
ربنا رحمے برحالم	بے پر و بالم	ربنا رحمے برحالم
زاری من بشنو سمیعا زاری من بشنو۔ تا کے در نالم		ایضاً
نقد عرفان بخش کریما نقد عرفان بخش بے زر و بے بالم		״

بر تو پنہان نیست خبیر ار بر تو پنہان نیست باقی احوالم ربنا رحمے بر حالم

کہ ناگہان مارے صیاد مذکور در گزید و دران بد حواسی تیر از شصت
وزہ کمانش خود بخود رہا شد در حق آن شہباز کہ قریب آن مرغ
گردیدہ بود بمنزلہ ناوک قضا شد و بجانش باین واسطہ غیبے بوقوع
انجامید و کار آن ہر دو ظالمان باین سامان باتمام رسید۔

ذات پاک او کہ الرحمان و الغفار ہست		رحم و تہرش منحصر بر قہر و کردار ہست
گر ترا از صدق دل توبہ و استغفار ہست		مغفرت یابی بلاشک کان خدا غفار ہست
خار در آزار بختی ہا ز قہرش وار ہست		وار در ہنگام مہرش کم ز نوک خار ہست
یار بر وقت عتابش بد تر از اغیار ہست		غیر را یارائے یاریت کجا اے یار ہست

بر وقت صعوبت بجز اللہ از دیگرے استعانت مخواہ چہ مجال است
کہ غیر او دیگرے بگیرد و در پناہ۔

رباعی

در خواست بجز خدا نمی باید کرد		لب را بے صرفہ وا نمی باید کرد
از ناخن پا نمی کشاید گرہے		زین یاران التجا نمی باید کرد

باقی۔ این عالم فانی بازی گاہ طفلان است ثباتے و قرارے نمیدارد
ہر چیکہ دران است راقم در سالے جشن شادی دخترے مہیا نمود مرض جدری

بدیگر جمیع اطفال آنقدر حادث شد که پریشانی بر پریشانی افزود - غرضیکه به بے لطفی تمام شادی به انجام رسید - لاکن هیچ یک طفل از اغذیه اقسام این تقریب شیرین کام نه گردید - عهد و اثق باین طفلان ساخته بودم که بعد صحت هر چیز خوردنی را تیار نموده خواهم خوراند بفضل او تعالے چون موقع آن بیاید شادی لعبت هاے طفلان بساط بازی بگستراند این تقریب غریب را بخوبی تکلف دادم به تصنیف این غزل لطیف زبان عبرت ترجمان را بر کشادم -

غزل

مبارک باد لعبت بازی اطفال ای باقی
بدان کار جهان را هم بدین منوال ای باقی

چو گرد و ختم این بازی نه سازش بیند وقتے
تماشا یکدو ساعت کن بشو خوشحال ای باقی

بزنگ خانه بازی طفلان است این عالم
ز هر تعتبان مختلف اشکال ای باقی

چنین بازی به ماضی شد بسے حالا که میگردد
بدینسان هم شود در عهد استقبال ای باقی

اگر من بازی آیم ازین بازیچه باید کرد
پے بازی و گرمی آید از دنبال ای باقی

درین دنیا نباشد هیچ کس بے رنج و غم زینهار
تو هم مانند طفلان باش فارغ بال ای باقی

مرا این بازی لعبت خوش آید همره طفلان
مبارک شوشلان را رقص سیم و بال ای باقی

کم از بازی نباشد فکر خانه داریت هر دم
همه هیچ است ناید با تو نیک اعمال ای باقی

غزل دیگر

هم آوازند در پرده به بزم حال ای باقی
صدای نغمه و چنگ و رباب و تال ای باقی

خم و کوزه سبو جام سفالین کاسه می باشد
هزاران نام مشت خاکی این منوال ای باقی

برنگ اعتباری لایق شاه و گدا گشته
ز یک پشم است و تنها این گلیم و شال ای باقی

دو بینی مثل احول نیست شایان مرد موحد را
به یک چشمی نظر کن صورت احوال ای باقی

تعاقب نکبت و ادبار میسازد درین دنیا
چه باشد اعتماد دولت و اقبال ای باقی

همه مانند ماضی حال ماضی میشود فردا
چرا امروز سازی فکر استقبال ای باقی

تو کافر مشربی چون بحث ایمان میکنی از ما
بحسب حال باشد ذوق قیل و قال ای باقی

ازین دار فنا تنها نه قصد رفتنی داری
هزاران کاروان هستند در دنبال ای باقی

پذیرائی هر چیزست بر فضل و عطای او
بر مهمان عید گردد غرهٔ شوال ای باقی

ندیدش از کجا آرم نه دیدستم ندیدا و
که مثلش نیست پیدا هست بی تمثال ای باقی

اگر او کن نمیگفتی نمی گشتی فکان پیدا
شد این ایجاد تکوین سر وجود شکل و حال ای باقی

کمی عمر خود از بهر ایام می فهم
ز دستم رفته هران روز و ماه و سال ای باقی

جبال و آسمان و ارض را یارا نشد آنکه
بغیر از من امانت را شد حامل ای باقی

حذر از صحبت این قحبهٔ دیرینهٔ دنیا
هزاران شوهران را کشته است این زال ای باقی

کجا گنج و کجا قارون زوال آمال میداری
که انجام از فنا دارد آل مال ای باقی

رباعیات حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ مترجمہ راجہ باقی مرحوم

حمد المنزہ تسلی باللہ مراۃ جمالہ جمیع الاکوان	درد	فی الخلق وجدتہ وانکان سوا فی الکون لما رئیت الا ایاہ
اُس پاک کو حمد نام ہم جسکا ہی خدا ہے اوس کے جمالی کا جہان آئینہ	باقی	پایا اوسے خلق مین وہ ہی اُسکی سوا دنیا مین نہ دیکھا مگر اوس کو دیکھا
اللہ قضی کل قضاء وقدر لاحول ولا قوۃ الا باللہ	درد	واللہ بہ وجود نفع و ضرر لولا تاثیرہ لما کان اثر
اللہ ہی کا حکم ہے قضا اور قدر لاحول ولا قوۃ الا باللہ	باقی	سوگند ہے اُسکی ذات کی نفع وضرر تاثیر نہوتی اوسکی ہوتا نہ اثر
لا نعت لذاتہ ولا توصیف العجز عن الدرک لدرکت ماہو	درد	لا امر لوجودہ ولا تکلیف لا اسم ولا رسم ولا تعریف

اُس ذات کو لغت ہی نہ ہی کچھ توصیف ادراک سی عاجز ہے بشر وہ کیا ہے	باقی	پانیکو اُس کے امر ہی نے تکلیف بس کچھ بھی نہین ہی اسم و رسم تعریف
اللہ تجلی بظہور الاسما یا الشمس کما یُغنی جُرم القمر	ورد	اِیاہُ وجدنا لحضور الاسما الخلق مُنوّر بہ نُورِ الاسما
اللہ کی تجلی ہے ظہور اسما خورشید سے جس طرح منور ہی قمر	باقی	ہمنے اُسے پایا بہ حضور اسما یون خلق منور ہے بہ نورِ اسما
لَا یُوجَدُ لا جاعل ولا مجعُول اَدرکتُ وجُودَہُ بلا شرط الشے	ورد	لا شے ولا فاعِل ولا مفعول لا عِلتہ وسُمہنا ولا معلول
کیا پائین نہ جاعل ہی نہ ہی وہ مجعول پایا ہے وجود اُسکا بے شرط شے	باقی	نا شے ہی نہ فاعل ہی نہ ہی وہ مفعول علت ہی نہ اوسکی اسجگہ نا معلول
یارب اذا عرفت اُمت المعبود ایاک وحدت فی الجمع الاعیان	ورد	انی لسجدتُ حیثُ انت المسجُود یا من انت الوجود انت الموجود
یارب تجھے پہچانا کہ تو ہے معبود پایا ہی تجھی کو مینے سب اعیان مین	باقی	وہان مینے کیا سجدہ جہان ہی مسجود ہے تو ہی وجود اور تو ہی موجود

نعت

خواہی کہ شود در دو جہانت بہبود گر فہم کنی وگر نہ فہمی بے شک	درد	در بندگی رسول باشی لبسجود حق است ہمان ہر چہ پیمبر فرمود
کونین مین چاہتا ہی اگر اپنا بھلا تو سمجھے یا نہ سمجھے باقی بے شک	باقی	رہ بندگی نبی سے سجدہ مین پڑا حق ہی وہی جو کچہ کہ پیمبر نے کہا

باید دانست کہ ہفت رباعی را بلحاظ حمد و نعت اخذ کردہ بعنوان سرنامہ آوردہ شد باقی ہمہ رباعیات جناب خواجہ میر درد علیہ الرحمان و ترجمہ باقی ہیچدان از ینجا حسب ترکیب نسخہ علم الکتاب جناب مغفور بودہ است

ساز سفرے اکابر آراستہ اند اے درد تو ہم برائے تعظیم کنون	درد	باہم برکاب گر چنین خواستہ اند برخیز کہ اہل بزم برخواستہ اند
تیار سفر کا ہو گیا ہے اسباب ای باقی کہڑا ہو تو بہی بہر تعظیم	باقی	اور قافلے والے ہین سبہی پا برکاب اُٹہے ہین سب اہل بزم کر آمین شتاب
در خلوت ما کہ رشک صد انجمن است عالم آئینہ خانہ است و ما را	درد	با خویش زبان چو شمع گرم سخن است ہر سو کہ اشارتست با خویشتن است

اپنی خلوت مین حال کھلتا ہی ہمین اس آئینہ خانہ جہان مین دیکھو	باقی	قال اپنی زبان سی شمع آسا ہی ہمین ہے اپنے ہی ساتھہ جو اشارا ہی ہمین
از فیض تو ہر خزانہ معمور آمد بخت سیہ ات رخت زعالم بربست	درد	وز لطف تو ہر غمزدہ مسرور آمد ہر سایہ کہ زیر سایۂ نور آمد
رحمت سے ترے کوئی نہ مہجور رہا بس بخت سیاہ اُس کا معدوم رہا	باقی	ہر غمزدہ جان و دل سے مسرور رہا جو سایہ کہ زیر سایہ نور رہا
ہستی و عدم خراب میخانہ اُوست چشم دلِ تو اگر حقیقت بین است	درد	امکان وجوب مست پیمانہ اُوست ہر روزہ خلق روزن خانہ اُوست
ہستی و عدم اُسی کا میخانہ ہے گر دیدۂ دل تیرا حقیقت بین ہو	باقی	امکان وجوب جس کا پیمانہ ہے ہر روزہ خلق روزن خانہ ہے
فہمی تو اگر ظہور کونین زکیست نصب العینت چو صبغۃ اللہ بود	درد	پیش تو برابر است چہ مرگ و چہ زیست معلوم کنی تلون عالم چیست
کس کا کونین ہے سمجھے لے مطلب رنگ بیرنگ جب نظر مین آجائی	باقی	کیا مرگ ہی کیا زیست برابر ہین سب تب سمجھے گا نیرنگئ عالم کا سبب

گر باد نسیم بوئے تو گذشت یارب چقدر ز خلق نزدیکتری	وارد	در فضل بہار محوروئے تو گذشت ہر کس کہ ز خود گذشت سوئے تو گذشت
ہے تیری ہی بو پر گزر باد صبا مخلوق سے یارب ہی تو کتنا نزدیک	باقی	تیرے ہی طرف گلون کا موسم ہی گیا جو اپنے سے گزرا ترے جانب گزرا
اے بہر شفاعت دو عالم لائق بے شبہہ ز خورشید حقیقت بجہان	درد	دارم ز جناب تو امید واثق تو مخبر صادقی چو صبح صادق
تجھکو ہے دو عالم کی شفاعت لائق خورشید حقیقت سے جہانمین بے شک	باقی	رکھتا ہون مین تجھہ ہی سے امید واثق صادق مخبر ہے مثل صبح صادق
ز شعلہ چو حسن دلفروزش خوانند خلق است عبارت از ظہور خالق	درد	گل کرد چو ناز عشق سوزش خوانند خورشید چو جلوہ کرد روزش خوانند
چمکا جب حسن دلفروز اسکو کہین ہے خلق عبارت ظہور خالق	باقی	بھڑکا جب عشق نار سوز اسکو کہین خورشید کری جلوہ تو روز اسکو کہین
آن دل کہ ہمہ وقت بحق آگاہ است در دیدہ مردمان اہل تحقیق	درد	خالی ز خیالات گدا و شاہ است مصراع دگر ز بہر بیت اللہ است

جو دل کہ ہے ماہیت حق سے آگاہ اہل تحقیق کی نظر مین ہے بے شک	باقی	سب اسکو برابر ہین گدا ہو یا شاہ وہ مصرع ثانی ہے پے بیت اللہ
بحر ہستی کہ در خروش افتاد ست یارب دردے کہ بیخودی میخواہم	درد	از کشمکش عالم بجوش افتادست بارود جہان بہر ہوش افتادست
دریائے حقیقت مین جو واقع ہی خروش یارب تو مدد کر مجھے کردی بیہوش	باقی	ہے کشمکش عالم سے سب اور کا یہ جوش کونین کا بار سر پہ رکھتا ہی یہ ہوش
اے درد بصد رنگ اگر پیدائیم چون عکس نمود ما وجود دگری است	درد	ما مرآت معنی یکتائیم ہر چند کہ مائیم نکوئی مائیم
ہر چند کہ سو رنگ سے پیدا ہین ہم یہ عکس نمود ہے وجود اور ہی کا	باقی	مثل آئینہ کے معنی یکتا ہین ہم موجود ہین گو نہ کہہ پیدا ہین ہم
لوح امکان بود ز ہستی سادہ آلان کما کان اگر در نظر ست	درد	واجب ہمہ جا فیض وجودی دادہ ممکن ز عدم پائے برون ننہادہ
لوح امکان ہی سادہ ہستی ہو کیا الآن کما کان کے معنی سمجھو	باقی	باقی ہے وجود فیض واجب ہر جا ممکن نے عدم سے پاؤن باہر رکھا

ہر جا کہ ترا جلوہ گری خواہد بود در صفحۂ امکان ظرفت گر نہ بود	درد	دل در صدد پردہ دری خواہد بود باطل چون سطح جوہری خواہد بود
جس جا پہ تری جلوہ گری ہو کامل گر صفحۂ امکان نہو تیری طرف	باقی	ہو گا مرا دل پردہ دری پر مائل مثل سطح جوہری کے ہو گا باطل
باطل نبود جہان حکمت بنیاد می خواست کہ بر خویش نظر بکشاید	درد	بیہودہ مدان کثرت نقش ایجاد غیریت ما آئینہ در دستش داد
خالی نہیں حکمت سے جہان آرائی چاہا جب اوس نے اپنی صورت دیکھی	باقی	باطل نہیں ایجاد کی کثرت بہائی غیریت میری آئینہ دکھلائی
ادراک مرا دعوت پیدائی کرد زین پیش نداشتم دماغ صحبت	درد	فریاد کہ رسوائی شناسائی کرد علم است کہ این انجمن آرائی کرد
ادراک نے جب دعوت پیدائی کی مجھکو تھا کہاں دماغ صحبت پہلے	باقی	فریاد کہ بیداد شناسائی کی اس علم نے سب انجمن ارائی کی
اینجا کہ بلیہ تقید عام است زندانی قید ہستیم چون طاؤس	درد	آزادگی اے درد خیال خام است ہر نقش پرے کہ ہست چشم دام است

دنیا مین بلائے تقید ہے عام قید ہستی مین ہونمین مثل طاؤس	باقی	باقی آزادگی ہے سودائے خام جو نقش ہے اسکی ہر دیدۂ دام
مارا نبود گر زدران کو کہ توئی گو آئینہ وجہ تو باشد ہمہ خلق	درد	تو ہر سو دکس نرفتہ آن سو کہ توئی نتوان دیدن ترا ازان رو کہ توئی
جس کوچہ مین تو ہے نہین وہان اپنا گزر سب خلق تری ذات کا گو آئینہ ہی	باقی	ہر سو مین ہی تو وہان نکیا کوئی بشر جو منہ ہی ترا دیکھہ نہین سکتی نظر
ہر چند چو شعلہ سرفرازی کردیم ہر سرکشے کہ بود آخر چون شمع	درد	یک عمر ہمان زبان درازی کردیم دیدیم کہ صرف جان گدازی کردیم
گو شعلہ نمط ہے سرفرازی اپنی کیا حاصل سرکشی ہوا آخر کار	باقی	یک عمر رہی زبان درازی اپنی ہے شمع کی طرح جان گدازی اپنی
از ہر بد و نیک چون خوش و شاد شدیم یعنے دل را کہ باعث تفرقہ بود	درد	وارستہ زخار و گل چو شمشاد شدیم بستیم بہ زلف یار آزاد شدیم
ہر نیک و بد سے خوش ہوئے شاد ہوئے تہا باعث تفرقہ ہمارا یہ دل	باقی	آزاد گل و خار سے شمشاد ہوئے باندہا اسی زلف سے تب آزاد ہوئے

گاہے سحر است وگاہ شام است اینجا مانند شرر مشو ز ہستی غافل	درد	از کون و فساد انتظام است اینجا در چشم زدن کار تمام است اینجا
روشن ہی کبھی سحر کبھی ظاہر شام مانند شرر نکر غرور ہستی	باقی	اس کون و فساد کا بڑا ہی انجام اک چشم زدن مین کام ہوتا ہی تمام
مطرب فانی و بزم ساقی فانی بردار دل از کثرت بی بود جہان	درد	باہر کہ شدی آہ ملاقی فانی اللہ بود باقی و باقی فانی
مطرب فانی ہے بزم ساقی فانی اس دار فنا مین رل لگی خوب نہین	باقی	تو جس سے ملا وہ ہے ملاقی فانی اللہ ہے باقی اور باقی فانی
سررشتۂ نظم ما و من برہم خورد تا جمع نمودیم چو مژگان خود را	درد	چون گل اوراق چمن برہم خورد اے درد ہزار انجمن برہم خورد
سررشتۂ نظم ما و من برہم ہے جبتک کہ کیا مثل پلک آپکو جمع	باقی	گل کی مثل ہر برگ چمن برہم ہے اے باقی ہزار انجمن برہم ہے
ہر لحظہ درین خانہ کہ من می آیم چون شعلہ کجا رسیدنم منظور است	درد	گم کردہ رہ شناختن می آیم پیوستہ برون ز خویشتن می آیم

معلوم نہین گھر سے کہان جاتا ہون شعلہ کی طرح کہین پہونچنا ہوگا	باقی	بھولا ہوا راستہ ہون گہراتا ہون یون آپ سے باہر جو نکل آتا ہون
اے درد اگر صفائی جانے داری دانم بہ محیط خویش واصل گردی	درد	آئینۂ حسن بے نشانے داری چون سیل تو ہم طبع روانے داری
اے باقی اگر صفائی جان رکھتا ہی دریا مین تو جا پہونچیگا سیلاب کی مثل	باقی	آئینۂ حسن بے نشان رکھتا ہی تو بہی تو خود اک طبع روان رکھتا ہی
شخص انسان کہ شان اعظم دارد لیکن نتوان یافت بہ بحر کونین	درد	دارد بخود انچہ ہر دو عالم دارد آن گوہر نایاب کہ آدم دارد
شخص انسان خلق اعظم مین ہے بحر کونین مین ہے ملتا ہے کہان	باقی	اس مین جو ہے وہ دونون عالم مین ہے وہ گوہر نایاب جو آدم مین ہے
در عجز بساز کیمیائیم ہمہ ما درویشان بستان اکسیرای درد	درد	در کسوت فقر با غنائیم ہمہ خاکیم اگرچہ کیمیائیم ہمہ
ہین مظہر شان کبریا ہم درویش اکسیر کے مانند سمجھ اے باقی	باقی	ہین فقر مین رشک اغنیا ہم درویش گو خاک ہین پر ہین کیمیا ہم درویش

خواہی کہ ہمہ راز آلہی فہمی اے بے خبر از خویش چہ امکاداری	درد	چیزے کہ بروں ز فہم خواہی فہمی اسرار آلہی تو کماہی فہمی
خواہان ہے کہ اسرار آلہی سمجھے اپنے ہی کو سمجھا نہیں کیا امکان ہے	باقی	آوے نہ سمجھ میں خواہ نخواہی سمجھے اسرار آلہی کو کماہی سمجھے
ہر چند ہمہ بہ آب و رنگ آمدہ ایم تا کے بہ گرفتگی خاطر سازیم	درد	از شیشۂ دل بزیر سنگ آمدہ ایم چون غنچہ ز وضع خویش تنگ آمدہ ایم
گو باغ جہان میں شوخ رنگ آیا ہوں کب تک یہ گرفتگی بہ رنگ غنچہ	باقی	شیشہ کی طرح سے زیر سنگ آیا ہوں آپ اپنی ہی وضع سے میں تنگ آیا ہوں
ہر چند کہ بر لب است حرف خندان چون گل ہمہ مشق سینہ چاکیہا بود	درد	دل گہ نکشید لیک طرف خندان عمرے کہ نمودہ ایم صرف خندان
گو لب پہ رہا ہمیشہ حرف خندان تھی مثل وہ گل کی سینہ چاکی کی مشق	باقی	دل کو نہ ہوا میسر طرف خندان جو عمر کہ ہنسنے کی ہے صرف خندان
اطلاق و تقید از چہ ممتاز جلی است فہمیدہ بہ عمر و زید بنگر کانجا	درد	در مرتبہ جمع ہمہ یک معنی است جزئی است تخیل و تعقل کلی است

اطلاق و تقید نہین دونون مخفی تو زید و عمر سے سمجھہ اور دیکھہ یہان	باقی	ہین مرتبہ جمع مین اک ہی معنے جزئی ہے تخیل اور تعقل کلی
وحدت نظارہ باز یکتائی اوست تنزیہہ تجرد و تقید تشبیہہ	درد	کثرت آئینہ دار پیدائی اوست سلب و ایجاب صف رعنائی اوست
وحدت نظارہ باز یکتائی ہے تنزیہہ تجرد اور تقید تشبیہہ	باقی	کثرت آئینہ دار پیدائی ہے سلب و ایجاب صف رعنائی ہے
آنانکہ بہ تحصیل نظر داشتہ اند ہشدار کہ برگ و بار گل خواہد کرد	درد	خرمن خرمن ز علم انباشتہ اند زین تخم کہ در مدرکہ ات کاشتہ اند
تحصیل و فضل ہے جنہین مدنظر پھولینگے پھلینگے اور اوڑائینگے بہار	باقی	سینہ مین بھرا ہے اُنکی علم اور ہنر وہ تخم جو بوئے ہین یہ ہی اُسکا ثمر
یک عمر قدم براہ افسانہ زدیم المنۃ للہ کہ آخرے دردہ	درد	یک چند در کعبہ و بتخانہ زدیم در میکدہ آمدیم و پیمانہ زدیم
یک عمر حکایتین تہین اور افسانہ المنۃ للہ کہ آخر باقی	باقی	یک چند حرم تھا ہم تہے یا بتخانہ ساقی ہی ہم ہین مے ہی اور پیمانہ

ہرچند نشد دل ز حقیقت آگاہ یارب تو ز خود نشاندہی یا ندہی	ورد	یائے طلبش ہست ہمان بر سر راہ تا ہیم و ہمین نام تو اللہ اللہ
ہرگز نہ حقیقت سی ہوا دل آگاہ تو اپنی نشاندہی کرے یا نہ کرے	باقی	اوس کے ہین وہی پائے طلب بر سر راہ ہم ہین یہ ترا نام ہے اللہ اللہ
کیفیت چشم تو نخاطر خا کرد بر دل چو نظر فتاد از خود رفتم	ورد	مستغنیم از کشمکش صہبا کرد این شیشہ مگر نشہ ئی پیدا کرد
کیفیت چشم کی جو دل مین جاہی دل پر جو نگاہ کی تو سرمست ہوا	باقی	ساقی کس کو شراب کی پروا ہے اس شیشہ مین خود نشہ ئی پیدا ہے
از حرص گر آستین فشاند دل ما اے ورد ہزار سلطنت مفت بود	ورد	چون شہ چہ عجب کہ حکم راند دل ما جمعیت اگر بہم رساند دل ما
گر ترک کرے حرص ہمارا یہ دل باقی کو ہزار سلطنت مفت ملے	باقی	ہو شہ کی طرح سے حکمرانی حاصل جمعیت دل اوس کو اگر ہو کامل
بر دوش ہوا بستہ نفس محمل ما حل ہیچو حباب گرچہ کردیم ولے	ورد	حیف است کہ پیچیدہ ہوے در دل ما جز ہیچ نداشت در گرہ مشکل ما

یہ کہتا ہے نفس ہوا یہ اپنا محمل مانند حباب حل کرو تم گرچہ لیکن	باقی	ہے حیف کرے ہوس گرانبایہ دل جز ہیچ نہ تھی گرد مین کوئی مشکل
اے درد چہ گویم از چہ گویم با تو او باطن محض گشتہ از فرط ظہور	درد	خود بیخبرم خبر چہ گویم با تو ظاہر تر ازین و گر چہ گویم با تو
اے باقی بیخبر کہون کیا تجہہ سے ہے فرط ظہور سے حق باطن محض	باقی	ہے بیخبری اثر کہون کیا تجہہ سے ظاہر تر و گر کہون کیا تجہہ سے
آن جلوہ کہ از طاق شعورم افگند تا پردہ را ز اقربیت نہ درد	درد	بر خرمن ہوش برق طورم افگند نزدیک شد آن قدر کہ دورم افگند
وہ جلوہ جو چشم دید کا نور ہوا پردہ اُٹھا جو اقربیت کا بس	باقی	غفلت سوزی کو شعلہ طور ہوا نزدیک ہوا ایسا کہ مین دور ہوا
درد آن کہ از و گرمی صد محفل بود او بر سر تربتش بجان آگاہ	درد	روزے دو سہ زین پیش درین منزل بود کاین مشت غبار زمانے دل بود
وہ باقی فانی جو بڑا کامل تھا اب خاک پہ اُس کی جا کی عبرت دیکھہ	باقی	وہ روز کے آگے رونق محفل تہا ہے مشت غبار اب کبھی یہ دل تھا

گر بودہ ام دوگر نبودم رفتم در آئینہ وہم چو تمثال اے درد	درد	بال و پر جلوہ کشودم رفتم روئے کہ نداشتم نمودم رفتم
مین تہا کہ نہ تہا ظہور پایا کہ چلا یان آئینہ وہم مین تمثال مثال	باقی	پر کھول کے کچہ مزہ اُڑایا کہ چلا صورت جو نہ تہی اُسے دکھایا کہ چلا
ہر چند کند زمانہ کار خود را از پائے فتادہ ایم چون سایہ دلے	درد	از دست مدہ تو اعتبار خود را ہرکس نہ فگندہ ایم بار خود را
ہر چند کرین اہل جہان کار اپنا سایہ کی طرح گری ہوی ہین لیکن	باقی	کہوتا نہین اعتبار اے یار اپنا ڈالا نہ کسی پہ ہمنے یہ بار اپنا
با اہل دول تندی خو پیدا کن تا کے ز ہوازنی بہ عزت آتش	درد	در گلشن سکنیت نمو پیدا کن در خاک نشین و آبرو پیدا کن
ساتہہ اہل دول کے تندی خو پیدا کر کب تک تو جلائیگا ہوا سی عزت	باقی	گلشن مین سکوت کی نمو پیدا کر ہو خاک نشین تو آبرو پیدا کر
گر مست شبا بیم و خراب شبیبیم ستار عیوب نیست خبر پردہ غیب	درد	در محو ہنر تمام صرف عیبیم مشتاق لقائے پردہ پوش غیبیم

گر مست شباب ہین کہ ہین خستہ شیب مشتاق ہم اسکے ہین لقا کے باقی	باقی	ہین محو ہنر یا کہ ہین مصروب عیب ستار عیوب ہے جو در پردہ غیب
شب زندہ نداشتی و مُردن نزدیک دل غافل و مرگ پُر قریب است اے درد	درد	مانند سحر نفس شمردن نزدیک گل خند د و ہنگام فسردن نزدیک
بیمار ہون مجھہ پہ رات اتہاری ہے قریب نزدیک ہے موت عقل سے باقی دہ	باقی	مانند سحر نفس شماری ہے قریب گل کہتے ہین مرجھانیکی باری ہے قریب
بر جرم گر اعتراف خواہی کردن یارب تو کریم و من گنہگار توام	درد	دل را ای درد صاف خواہی کردن وانم آخر معاف خواہی کردن
مجرم ہون اعتراف کرتا ہون صاف یارب تو کریم ہے گنہگار ہون مین	باقی	کیا منہ ہے جو چاہو نہین کچہ اپنا انصاف تقصیر معاف ہوگی تقصیر معاف
اندیشہ اگرچہ پیش و پس میگردد نے ہیچ کسے شریک ہستی باشد	درد	در خویش دلی بہر نفس میگردد ہستی نہ شریک ہیچکس میگردد
گردش سے پس و پیش کی ہی یہ بستی ہستی نہ کسی اپنے کرتی ہی شریک	باقی	رونے پہ ہی اس خلق کی خلقت ہستی ہوتا ہے نہ کوئی یان شریک ہستی

اے دردؔ اگر محرم راز قدمے اے ہیچ ترا باین خیالات چکار	دردؔ	باشادی وغم چرا عبث متہمے جائے کہ وجود است تو آنجا عدمے
باقیؔ کیا جانتا ہے اسرار قدم اے ہیچ تجھے کیا ہے تخیل سے کام	باقیؔ	ہوتا ہے عبث متہم شادی وغم جس جا کہ وجود ہے وہاں تو ہے عدم
اے جلوہ بدیدہ یار خواہد گردید ما آئینہ ایم خود پرستست نگار	دردؔ	رازش ہمہ آشکار خواہد گردید ناچار بماد و چار خواہد گردید
اک دن دیدار یار ہو جائیگا مین آئینہ ہون نگار ہی حسن پرست	باقیؔ	راز اُس کا خود آشکار ہو جائیگا ناچار کبھی دو چار ہو جائیگا
ناچار ای دردؔ در جہان باید زیست مُردن بُمراد خود میسر گر نیست	دردؔ	ہر چند کہ شد زیست گران باید زیست چندے بمراد دیگران باید زیست
باقیؔ دنیا مین رہنیکا جینا ہے ہم اپنی مراد سے نہین مرسکتے	باقیؔ	ہر چند ہے زندگی گران جینا ہی اوروں کی مراد سی یہان جینا ہی
ہر چند کہ صد جلوہ نمود ست وجود معلوم نہ گشت انکشائی کہ مراست	دردؔ	وا کردن چشم غیر حیرت نہ نمود بگشود کہ دیدہ کہ کشاد و چہ کشود

سو جلوے وجود نے دکھائی ہے یہان مجھکو جو ہے انکشاف معلوم نہین		حیرت کے سوا دیکھنے سے کیا ہے یہان کس نے کہو لا کیا کہلا ہے ہون حیران
جاہل طبعیم گرچہ با عرفانیم حرف از نہاد گر نیاید پرسید	درد	طفلیم ہنوز گو مطول خوانیم نامی دانیم انچہ میدانیم
جاہل ہین معرفت کو پہچانتے ہین ہم ہے زنہار دوسری بات نہ پوچھہ	باقی	ہین طفل مگر پر ہمین مانتے ہین ہم جانتے ہین جو کچھ کہ ہم جانتی ہین
اے درد ازین بزم اگر باخبری برخویش چو شمع چشم بکشا کاینجا	درد	بیہودہ چرا ہر طرف می نگری ہر چند ستادہ ولے میگزری
باقی اگر اس بزم سے تو ہے آگاہ تو آپ کو مثل شمع کے دیکھہ یہان	باقی	کیون بیہودہ ہر طرف کو کرتا ہے نگاہ ہر چند کھڑا ہوا ہے چلتا ہے توراہ
تمیز کہ غیر نقش تشویش نہ بست گفتم وحدت چسان بہ کثرت گنجد	درد	ہر لحظہ بہ نیرنگی رنگی پیوست دل آمد و پیش رویم آئینہ شکست
اوہام نے ہوش کا جو رخ موڑ دیا پوچھا یہ کہ وحدت ہوئی کثرت کیسی	باقی	نیرنگ کو لاکے رنگ سے جوڑ دیا دل نے پیش آکے آئینہ توڑ دیا

ہر چند کہ اسفلیم لیک اعلائیم جز نام دگر ز ما نیاید طلبید	درد	سنگیم و لے کعبہ پُر بنائیم مانند نگین جلوہ گہ اسمائیم
ہر چند کہ ادنیٰ ہین مگر اعلیٰ ہین ہم سے جز نام دوسری بات نہ پوچھہ	باقی	پتھر ہین مگر کعبہ مین یا برجا ہین مانند نگین جلوہ گہ اسما ہین
باعث شدہ بر عروج ہا پستی ما آگاہ ز آگاہی خود ساختہ است	درد	ہشیاری ما فزود از مستی ما عارض شدہ غفلتے کہ بر ہستی ما
باعث ہو مرے عروج کا یہ پستی ہستی پہ جو عارض ہوئی غفلت اوسنے	باقی	ہشیاری نے کی زیادہ میری مستی آگاہ کیا سمجھا ہین اپنی ہستی
چو آئینہ باید کہ مصفا باشی اے درد اگر قرب خدا میخواہی	درد	تا مظہر نور حق تعالےٰ باشی دور از خود و نزدیک بہ دلہا باشی
آئینہ صفت دلکو تو کرلے پُر نور اے باقی اگر حق سے ہی قربت منظور	باقی	تا تجھہ مین ہو انوار الٰہی کا ظہور نزدیک دلون سے رہ اور اپنے سے دور
چون دود نہ پیچد از چہ سود ابد داغ رفتند بخواب اہل بزم و مارا	درد	کردست جگر غم احبا ہمہ داغ بازست ہنوز چشم مانند چراغ

مانند دہوین کے ہی جو سودا بدماغ سب سو گئے اہل بزم لیکن باقی	باقی	احباب کے غم سی ہی جگر میرا داغ اب تک کہلی اکیلی آنکھ سری مثل چراغ
گرم سفرم زمنزلے میگویم این قافلہ مست می بے دردی من	درد	افسانۂ شوق محملے میگویم ہانگ جرسم درد دلے میگویم
ہون گرم سفر کرتا ہون ذکر منزل یہ قافلہ ہے مست مئی بے دردی	باقی	پڑ ہتا ہون مین افسانۂ شوق محمل مین بانگ جرس ہون کہتا ہون درد دل
آن ذات غیور یار باخویشتن است گنجایش غیر در حریمش نہ بود	درد	وان آئینہ رو دو چار باخویشتن است اورا ہمہ کار و بار باخویشتن است
وہ ذات غیور یار اپنا ہی ہے گنجایش غیر اُسکی دم مین مشکل	باقی	آئینہ مین دو چار وہ اپنا ہی ہے سب کرتا وہ کاروبار اپنا ہی ہے
تا کے بہ غم منفج و مسہل خوردن ای درد اجل چو ہیچ کس را نگذاشت	درد	خود را زتردد این ہمہ افسردن برزیستن این قدر نباید مردن
کب تک اس موت سے ہے ڈرنا باقی چھوڑا نہ اجل نے جب کسیکو تو پھر	باقی	منفج مسہل کی فکر کرنا باقی اس جینے پہ اسقدر نہ مرنا باقی

نے آن کہ دعا ہیچ ندارد اثرے مشروط بشرط اینہ و آن نیست کہ ہست	درد	موقوف نہ زندگی ہر برگ و برے نبض و مرض و شفا بدست دگرے
کیا کہیئے اثر نہین دعا مین کیا بات مشروط یہ شرط اینہ و وان پر کب ہی	باقی	کچھ اغذیہ پر نہین ہی موقوف حیات ہے نبض و مرض شفا کسی اور کے ہاتھ
فریاد کہ حسن بے حجاب اورا صد جلوہ نمود یار ما بے خبران	درد	در پردہ نہفت پردۂ کوری ما افسوس نداشتیم چشم بینا
فریاد کہ بے حجاب تہا حسن اوسکا ہم بے خبر اوس نے سو دکھائی جلوے	باقی	پردے مین ہماری کوری سے چھپا افسوس نہین رکھتے تھے چشم بینا
در قسمت من تہمت چو معدومی بس آبم نہ نشاند چون گہر گردی را	درد	آثار وجود چون توان کرد ہوس چون لعل زآتشم نمیسوزد خس
قسمت مین ہمارے ہی یہ معدومی بس موتی کیطرح پانی نے بٹھلائی نہ گرد	باقی	آثار وجود کی کرین خاک ہوس اور آگ نے مثل لعل پہونکی نہین خس
اے درد دلے کہ راز حق را فہمید عارف دانست انچہ عارف دانست	درد	ہر بحث ہمان جہت سولے افہمید ملا نہمید انچہ ملا فہمید

. . .

باقی جس دل نے رازِ حق کا سمجھا عارف جو جانا اُسکو عارف جانا	باقی	ہر بحث کو بس وہ بحث مولے سمجھا مُلا جو سمجھا اُسکو مُلا سمجھا
گاہے خلش غرور باشد مارا ما ہیچ نئیم درد و دھم ہستی	درد	گہ ناخنِ عجز نیشتر باشد مارا ہر لحظہ صورتے ترا شد مارا
گاہے خلش غرور رہتی ہے فاش ہین کچھ نہین باقی ہون مگر میرا وہم	باقی	گہ ناخنِ عجز مجھکو دیتا ہی خراش ہر لحظہ نئی شکل کی کرتا ہی تراش
یارب چہ زیان کارم و گویم کہ ببخش دارم چو محمدی شفیع محشر	درد	بارے زگنہ دارم و گویم کہ ببخش صد تو دہ گنہ آرم و گویم کہ ببخش
کتنا ہین زیان کار ہون اور منہ ہی سیاہ رکھتا ہون محمد سا شفیع محشر	باقی	ہے بار گنہ بخش تو میرے اللہ تو بخش مین لایا ہون یہ سو تو دی گناہ
ہر چند کہ من دلے فضولی دارم با این ہمہ اے رحمتِ بے علت حق	درد	فہمید کج و طبع جہولی دارم از درگہت امید قبولی دارم
افعال مرے ہین گرچہ بیہودہ فضول ای رحمت بے علت حق ساتھہ اسکے	باقی	تیڑھی سمجھہ مری اور طبع جہول درگاہ سے تری رکھتا ہون امید قبول

این شعبدہ ہا کہ رُو نمایند ہمہ ترک ہمہ اختیار باید کردن	درد	زشتند و لے نکو نمایند ہمہ زان پیش کہ ترک تو نمایند ہمہ
یہ شعبدے جو نکل دکھاتے ہین سب ان سب کو تو چھوڑ دی یہان آئے باقی	باقی	گو زشت ہین اچھی نظر آتے ہین سب چھوڑینگے تجھے۔ ساتھہ کب آتی ہین سب
انسان کہ جناب او خجاب عالمیست در بزم خیال او کہ رشک خلد است	درد	اے درد عجب درے کہ فارغ بالیست چو آئینہ جائے ہر کہ آید خالیست
انسان کی جناب ہی جناب والا بزم دل مین جو اُس کے آجاتا ہے	باقی	اس کی درگاہ مین فراغت ہی سدا آئینہ کی طرح اُسکی خالی ہے جا
چشم گردیدن فانوس خود است در بزم ظہور بے سبب ماندہ ام	درد	گوشم ہمہ بر صدائے ناقوس خود است چون شمع مرا سر قدمبوس خود است
مین نور فزا اپنے ہی فانوس کا ہون اس بزم ظہور مین ہون مانند شمع	باقی	عاشق اپنے صدائے ناقوس کا ہون مشتاق بس اپنی ہی قدمبوس کا ہون
گاہے طرف شادی بیہودہ شدیم گلگشت گلستان تجہل کردیم	درد	گہ باغم بیفائدہ آلودہ شدیم از گردش رنگ خویش فرسودہ شدیم

رہتے ہیں کبھی خوشی سے آسودہ ہم گلگشت گلشن تجہل کر کے	باقی	ہوتے ہیں کبھی غم سے غم آلودہ ہم اس گردش رنگ سی ہیں فرسودہ ہم
گہ در طلب کمال علم و ہنریم داریم ہجوم بر لب بہر خیال	درد	گاہے زرہ بیہودگی در بدریم ہستی پل بستہ از توہمی گذریم
ہم علم و ہنر کے کہ طلب گار ہوئے دریائے خیال پر کیا ہنے ہجوم	باقی	گاہے بیہودہ در بدر خوار ہوئے ہستی پل باندھا تجہہ سے ہم پار ہوئے
ہستی کہ وبال گردن آمد چون وین اے پیش و پس تو ہیچ چشمے بکشا	درد	ہنگامہ وہم تست کو غیر و چہ عین گر واقعی اند وجود بین العدمین
ہستی کہ وبال جان ہی ماند دبین کچہہ بہی نہیں پیش و پس تری آنکہیں تو کہول	باقی	ہے وہم کا ہنگامہ نہ ہی غیر نہ عین گر جانتا ہی وجود بین العدمین
ہر صبح چو صبح سینہ شق باید کرد بر ہستی بے ثبات مثل شبنم	درد	ہر شام جگر خون چو شفق باید کرد سر تا قدم از شرم عرق باید کرد
ہر صبح کو کر صبح صفت سینہ کو شق اس ہستی بے ثبات پر شبنم وار	باقی	ہر شام جگر کو خون کر مثل شفق باقی ہہ تن شرم سے ہو جا تو عرق

فرمود چنین حضرت حی قیوم ہشدار کہ در عالم کثرت ہرگز	درد	در گوش دلم کرائے طلسم موہوم تا من ہستم تو ہم نگردی معدوم
فرماتا ہے گوش دل مین حی قیوم رکھہ ہوش کہ اس عالم کثرت مین تو	باقی	سُن لے تو یہ اسرار طلسم موہوم جبتک کہ مین ہون نہوگا ہرگز معدوم
ما صاف دلان تہ ہائے ہوئے واریم جز جلوہ او زمانہ باید طلبید	درد	نے بحث بہ کس نہ گفتگوئے واریم ما آئینہ ایم عکس روئے واریم
ہم صاف دلونکو لطف کیا ہاہو کا جز جلوۂ یار ہم سے کچہ بات نہ پوچہہ	باقی	اور ہم کو کہان دماغ گفتگو کا ہم آئینہ ہین ہم مین ہی عکس اوس روکا
یک عمر ز دور می شنیدم اورا اکنون کہ چون آئینہ رسیدم پیشش	درد	در بر بخیال می کشیدم اورا خود را او دیدم نہ دیدم اورا
اک عمر مین دور سے سنا تہا اوس کو اب روبرو ہوگیا جو آئینہ کی طرح	باقی	آغوش خیال مین لیا تہا اوسکو وہ دیکہہ لیا مین نے نہ دیکہا اُسکو
بر خلق در واہمہ باز است اینجا ہر چند کہ تار زندگی کوتاہ است	درد	ہنگامۂ غفلت است واز است اینجا عمر طول امل دراز است اینجا

دنیا مین ہے غفلت پہ دروا ہمہ باز ہر چند کہ تار زندگی ہے کوتاہ	باقی	ہنگامہ ہے غفلت کا یہان ابدی آج لیکن طول اس کی ہے عمر دراز
اے آنکہ ہمیشہ در خیال اوئی از خود طلب آن ہمہ کمال اورا	درد	یا طالب دولت وصال اوئی چون آئینہ مظہر جمال اوئی
ہر چند کہ نرے دلین خیال اوسکا ہی پیدا کر لے کمال پہر آئینہ سا	باقی	ہر شام و سحر شوق وصال اوسکا ہی یہ دل تیرا مظہر جمال اوسکا ہے
خمار خمار گر ز صہبا بشکست این ہا ہمہ بندہ ہوائے نفسند	درد	در محتسب از غرور مینا بشکست من بندۂ آن کسم کہ خود را بشکست
خمار نے گر خمار اپنا توڑا یہ بندے ہین سب اپنے نفس کے باقی	باقی	نخوت سے جو محتسب نے مینا توڑا مین بندہ ہون اوسکا جس نے نفس اپنا توڑا
نے جام و نہ مینا و نہ ساقی نے گل ہنگامہ ہستی است چہ حسن و چہ عشق	درد	نے مطرب نے نغمہ نہ چنگ و نہ دہل نے شمع نہ پروانہ نہ گل نے بلبل
مینا ہے نہ جام ہے نہ ساقی ہے نہ گل ہنگامہ ہستی ہے یہ حسن اور یہ عشق	باقی	مطرب ہے نہ نغمہ ہے نہ ہے چنگ و دہل نے شمع نہ پروانہ نہ گل نے بلبل

عمرے کہ شمردہ ایم سال و ماہش سرگرم سراغ کیست یارب دو ران	درد	مانند فلک قرار نبود کاہش یک خلق چو سایہ میرود ہمراہش
اس عمر کے مین نے جو گنے سال و ماہ دوران ہے آلہی کس کا سرگرم سراغ	باقی	مانند فلک قرار اوس کا نہین اک خلق ہے مثل سایہ اوسکے ہمراہ
میناست اگر سیر نیازست اینجا این محفل درد جائے بدمستی نیست	درد	جام است و گر دیدۂ بازست اینجا ہشدار کہ بزم امتیازست اینجا
مینا ہے اگر سیر نیاز اس جا ہے بدمست نہونا کبھی باقی رکھہ ہوش	باقی	اور جام ہے گر دیدۂ باز اس جا ہے یہ محفل خاص امتیاز اسجا ہے
طفلی بگذشت و شد جوانی حاصل ہر چند جو تار سبحہ بر جائے خودی	درد	پیری ہم رسید نباشی غافل چون دانہ بکند قطع رہ اینجا منزل
طفلی گذری ہوئی جوانی حاصل گو جا پہ ہے اپنی مثل تار تسبیح	باقی	آتا ہے بڑہاپا نہو اوس سے غافل دانہ کی طرح ہے قطع رہ یہ منزل
گر درد ترا غفلت دل کردہ خراب اے بیخبر این ہمہ غنودن تا کے	درد	گر آگہت فگندہ اندر تپ و تاب بیدار تمام باش یا خوب بخواب

باقی غفلت مین دل نے ہی رکھا خوب اے بیخبر اونگھتا ہے ایسا کب تک	باقی	اس علم نے پیچ و تاب مین ڈالا خوب یا جاگ تمام رات یا سو جا خوب
تا کے مغرور بادشاہی بودن امروز بہر چہ میتوانی می ناز	درد	ہنگام گر جہان پناہی بودن فردا تو بیاد کس نخواہی بودن
کب تک بہ غرور بادشاہی کاہی بس آج تو ناز کرلے جتنا چاہے	باقی	اور فخر جہانداری کہان تک کیا ہی کل یاد مین تو کسکے کب رہتا ہی
شاہا چو گدا با دل غمناک نشین زان پیش کہ با خاک برابر گردی	درد	بے باک چنین نہ زیر افلاک نشین از تخت فرود آ بر خاک نشین
اے شاہ گدا کی طرز پہ خاک پہ بیٹھ تو خاک مین ملجائیگا پہلے پہلے	باقی	اس بادشہی سے در گذر خاک پہ بیٹھ تخت شاہی سے بس اتر خاک پہ بیٹھ
نیرنگی تشبیہ ضرورت افتاد آن دل کہ چو آئینہ صفا آئین بود	درد	در عالم تنزیہ کدورت افتاد اکنون بہ گرفتاری صورت افتاد
نیرنگی تشبیہ کی ضرورت آئی وہ دل جو صفا مین مثل آئینہ تہا	باقی	تنزیہ کے عالم مین کدورت آئی اب اوسکو گرفتاری صورت آئی

موجود چو در عالم اظہار شدیم اے درد ز نیرنگی خود فہمیدیم	درد	آگہ ز ہمہ نہفتہ اسرار شدیم وقتیکہ بصد رنگ نمودار شدیم
موجود جہان مین ہوئے اظہار ہوئے اپنی نیرنگی سمجھے اب ہم باقی	باقی	نظرون سے چھپے سب کے تو اسرار ہوئے سو رنگ سے جبوقت نمودار ہوئے
از محفل ہستی ست برون آمدن ہر چند بہ عیش و عشرت گذرد	درد	شادی و طرب ہست بہ غم افزودن کم نیست مصیبت اینکہ باید بودن
اس محفل ہستی مین فراغت کیا ہے ہر چند گذرتی ہے خوشی سے لیکن	باقی	شادی و طرب ہمیشہ رنج افزا ہی کیا کم ہے مصیبت کہ یہان رہنا ہی
گر زندہ ام الودہ بہ افکار تنم یارب تو بگو بذات پاکت سوگند	درد	ور مردہ ہمان بہشت و دوزخ وطنم گر دوش چگونہ بار ہستی فگنم
نازیست تو مین فکر تن آسائی مین ہون یارب تو کہہ تجھے ہی تیری سوگند	باقی	مرجاون تو دوزخ اور جنت مین ہون کیونکر کہ ہے سی بار ہستی پھینکون
کردیم گنہ و مورد قہر شدیم ہر چند زمانہ کرد عصیان ہمہ محو	درد	افسوس کہ تلخ کام ازین زہر شدیم شرمندہ ز بودیم نسبت دہر شدیم

ڈرتے ہین کہان گناہ کے قہر سے ہم ہر چند زمانہ محو کرتا ہے گناہ	باقی	ہوتے ہین تلخ کام اس زہر سے ہم شرمندہ مگر رہتے ہین اس وہر سے ہم
عالی دونی بر تو نظر دوختہ است از فیض تو آب و رنگ بر روے زمین	درد	وز حسن تو ناز ہر کس اموختہ است وز نور تو بزم انجم افروختہ است
اعلیٰ ادنیٰ کا ایک تو ہے مامن آب و رنگ رخ زمین ہی تجھہ سے	باقی	اور حسن سے تیری ہے یہ سب ناز زمن ہے نور سے ترے بزم انجم روشن
اے درد ہر انچہ در وجود است اینجا گردون پشتی کہ خم شد از بہر رکوع	درد	تبعیت حکم او نمود است اینجا خورشید سرے کہ در سجود است اینجا
باقی ہین جو اس جہان آثار وجود یہ چرخ ہے ایک پشت خم بہر رکوع	باقی	تبعیت حکم سے ہوئی ادنکی نمود خورشید ہے ایک سر جو کرتا ہی سجود
علمے کہ ہمہ صرف جزو کل کردیم اکنون ناچار بہر صید وحشی	درد	جز جہل نبود چون تامل کردیم نادیدہ و دانستہ تغافل کردیم
معلوم ہوا علم جزو کل ہم کو ناچار اب ایسے صید وحشی کے لیے	باقی	سب جہل تہا جب ہوا تامل ہم کو ہے دیدہ و دانستہ تغافل ہم کو

اے باعث پیدائی ہر نفس الاُمر شد حکم تو چون نغمہ نفوس عالم	درد	پرسی زمن گم شدہ کز نفس الاُمر جز امر تو نیست ہیچ در نفس الاُمر
تجھ سے ہی ہے ظہور ہر نفس الاُمر نغمہ کی طرح نقوش عالم ہے حکم	باقی	مجھ گم شدہ سے پوچھیے اگر نفس الاُمر جز امر کے تری نہیں در نفس الاُمر
درد آنکہ بمیدان بلا تاختہ است در عشق تو چون بسمل و پروانہ و گوئی	درد	از خویش بُریدہ با تو پرداختہ است جان دادہ و دل سوختہ سر باختہ است
باقی رہِ عشق بن قدم مارا ہے بس گیند اور پروانہ و بسمل کی طرح	باقی	تجھ سے جو جدا رہے کہاں مارا ہے جان دادہ ہے دل جلا ہے سر تارا ہے
خلقے دمِ جستجوئے مال و جاہے ہر کس بخیال آرزوئے دارد	درد	جمعے تلاش دل برے دلخواہے ما ئیم و تمنائے دلِ آگاہے
مال و دولت کی حرص دنیا کو ہے ہر دل کو رہا کرتا ہے اک چیز کا شوق	باقی	ہر کس کو تلاش دلبر و لجو ہے ہم کو دل آگاہ کی جستجو ہے
تا پردہ کشائی عالم کیف کمیم از ہستی ما فنا پذیرد صورت	درد	پیدا کن جلوہ حدوث و قدمیم مانند سراب نقش بند عدمیم

کہو لا ہے ہم ہی نے پردہ کیف وکم ہستی سے ہماری ہوگی فانی صورت	باقی	ہے جلوہ نما ہم سے حدوث اور قدم ہے مثل سراب ہمسے ہی تصویر عدم
ہر لحظہ بہ طبع ہوسے میگردد یارب تو مرا بخویش گردیدہ کنی	درد	دردامن دل خار وخسے میگردد ترسم کہ بمن خلق بسے میگردد
ہے دل مین حوائجات دنیا کی چاہ یارب تو مجھے راستہ اپنا بتلا	باقی	دامن مین بھری ہے میرے سب گناہ ڈرتا ہون کہین ہوے نہ خلقت گمراہ
در گلشن دہر بسکہ غفلت کارے از روئے خدا نیامدت شرم اے درد	درد	تخم گنہی ہر طرف می کاری باشد کہ ز روی خلق شرمی داری
تخم غفلت جہان کے گلشن مین نہ بو اللہ سے گر شرم نہ کی اے باقی	باقی	اور کشت گناہ کا مزارع بھی نہ ہو مخلوق ہی کے سامنے باشرم رہو
اے فطرت امکانی خجلت تاثیر گر بندۂ حق شوی وگر بندۂ نفس	درد	شرمت باواز طبع ذلت تقریر در ہر صورت ز بندگی نیست گزیر
یہ فطرت امکانی ہے خجلت تاثیر یا بندۂ حق ہو یا کہ ہو بندۂ نفس	باقی	گر شرم تری طبع ہے ذلت تقریر ہر حال مین بندگی سے ہوگا نہ گزیر

دیدیم چو کشت زار آب و گل خود جیبے بہ درو بکن تماشائی بہار	درد	جزا و نگرفتیم ز خود حاصل خود اے دانہ تو ئی عقدہ صد مشکل خود
ہم دیکھیے ہین کھیت اپنی آب و گل کا دل کا پردہ اُٹھا کے بس دیکھہ بہار	باقی	اپنے ہی مین ہی نتیجہ اس حاصل کا اے دانہ تو ہی عقدہ ہی سو مشکل کا
ظاہر ز تو کرد عقل و معقولیت افزاد وجود موجد و موجود اند	درد	در پردہ نہفتہ از تو مجہولیت مرات تو علیت و معلولیت
ظاہر ہے تجھی سے عقل معقولیت موجد موجود کا وجود اک تیرا	باقی	اور پردہ مین ہی تجھی سے مجہولیت آئینہ ہے علیت و معلولیت
برخیزد اگر ز دل قیود باطل یعنی کہ وجود حق بروے اظہار	درد	محو از نظرت شود شہود باطل برقع افگندہ از نمود باطل
اُٹھہ جائے اگر دل سے قیود باطل اظہار کے رخ پہ اس وجود حق نے	باقی	اور محو نظر سے ہو شہود باطل برقعہ ڈالا ہے بس نمود باطل
گر نالۂ دل مرا صدرے چنگست از نغمہ شکر و شکوہ ام نیست گزیر	درد	گاہے دلم از نوای نے دل تنگست تا تار نفس ہست ہمین آہنگست

نالان ہے دل مرا کبھی مثل چنگ یا زمزمہ شکوہ ہے یا نغمہ شکر	باقی	رہتا ہی کبھی نوائے سے دل تنگ جبتک ہی نفس کا تار ہے آہنگ
ربط ہو تو ہر گدا و شاہے وارد یعنی کہ بسان دانہ ہائے تسبیح	درد	گر حال خوشی و گر تباہے وارد ہر دل در خود نہفتہ راہے وارد
تیرے احباب یا گدا ہین یا شاہ ہا نند دانہ ہائے تسبیح جدا	باقی	حالت انکی ہے مختلف بلکہ تباہ ہر دل مین ہی ایک عقل و تدبیر کی راہ
این کون و مکان جملہ ز آیات حق است اثبات خدا انچہ کنی نفی تو نست	درد	مظہر پے اظہار ظہور آتحق است نفی کہ نمائی بخود اثبات حق است
یہ کون و مکان جملہ ہین آیات حق اثبات خدا کیا تو ہے تیری نفی	باقی	مظہر ہین یہ سب ہر ظہرات حق جب نفی ہین کی اپنی یہی اثبات حق
در بزم جہان کہ وہم نسبت آئین چون آئینہ ہر کہ پیشت آید ای درد	درد	از آمد و رفت خلق فارغ بنشین او را تو بآو نما و خود ہیچ مبین
یہ بزم جہان ہے وہم نسبت کی سزا آئینہ صفت جو آئے تیرے آوے	باقی	اس آمد و رفت خلق سے تجھہ کو کیا تو کچھہ بھی نہ دیکھہ اسکا منہ اسکو دکھا

درخارج نیست غیر حق جلوه گری ہر شخص کہ پیش نظر آید چون عکس	درد	اینجا نہ بود زما سوا ایں اثری می بینمش اما بجہان دگری
خارج نہین غیر حق کبھی دنیا مین جو شخص کہ آتا ہے نظر عکس مثال	باقی	باقی نہین ماسوا کوئی دنیا مین مین دیکھتا ہون اسکو نئی دنیا مین
از شادی وغم ہر چہ در امکان شمری در باغ ظہور چون گلت آورند	درد	از واہمۂ حضرت انسان شمری خواہی دل ریش خواہ خندان شمری
ہے شادی وغم جو کچھ زمانہ مین عیان اس باغ ظہور مین ہے تو گل کی مثل	باقی	ہے واہمۂ حضرت انسان پہچان یا اوسکو دل باریش سمجھ یا خندان
بے لشکر و فوج پادشاہی کردیم اے درد بدولت فقیری اینجا	درد	بر مسند فقر کبریائی کردیم در کسوت بندگی خدائی کردیم
بے لشکر و فوج پادشاہی ہے ہمین بے شبہ بدولت فقیری باقی	باقی	مفلوکی مین ناز کبریائی ہے ہمین در پردہ بندگی خدائی ہے ہمین
انوار عقول شعلۂ منقل اوست از بسکہ وجود ست بہر شئے اقرب	۰۰ درد	ہر آئینہ جسم ہمان صیقل اوست ہر چیز کہ ہست ضد اول اوست

منقل کا ہے اوسکے شعلۂ انوار عقول از بسکہ ہر یک شئے سے وجود اقرب ہے	باقی	ہے آئینہ جسم اوسی سے مصقول سب صادر اوّل ہے اوسی سے اے جہول
گر کشتۂ عیشم و گر غم زدہ ایم زین پیش نداشتیم کارے با خویش	درد	از دولت او درد باین عربدہ ایم از راہ نمایش بخود آمدہ ایم
شادی کبھی دل مین غم کبھی جہایا ہے بھولا تہارا ہ آپ مین وہ کب تہا	باقی	باقی نے بدولت اسکے سب پایا ہے اُس راہ نمانے آپ مین لایا ہے
عمریست کہ چون زلف پریشان خودیم تا جلوہ یار جلوہ گر شد در ما	درد	چون غنچۂ گل سر بگریبان خودیم آئینہ صفت ہمیشہ حیران خودیم
ہم زلف کی صورت ہین پریشان اپنے جب سے کہ ہوا ہے ہم مین وہ جلوہ فرما	باقی	ہین غنچۂ روش سر بگریبان اپنے آئینہ صفت ہین آپ حیران اپنے
ہر پست و بلند واقف راز ہم ست این نغمہ ظہور از تقابل دارد	درد	چون زیر و بم ساز ہم آواز ہم ست ہستی و عدم زمزمہ پرداز ہم ست
ہر پست و بلند واقف راز ہین آپ یہ نغمہ ہم ظہور ضدین سے ہے	باقی	اور زیر و بم ساز ہم آواز ہین آپ ہستی و عدم زمزمہ پرداز ہین آپ

اے درد مرا ز نغمہ ہا یم دریاب اے زمزمہ پرداز بساز قانون	درد	آہنگ من از صوت و صدایم دریاب تفصیل مقامم از نوایم دریاب
غم کو مرے نغمہ بکا سے سمجھو اے زمزمہ سنج تم ہو گر قانون دان	باقی	آہنگ مرا صوت و صدا سے سمجھو بس میرے مقام کو نوا سے سمجھو
اے آنکہ وجود تست ہر جا موجود شد مادہ است علت ایجاد صور	درد	واصل ز تو نشناختہ کس را موجود در صورت نیست جز ہیولا موجود
یارب ہے وجود تیرا ہر جا موجود ہے مادہ تیرا علت ایجاد صور	باقی	واصل نے کسی کو نہیں سمجھا موجود صورت میں نہیں ہے جز ہیولا موجود
ہر چند کہ صافیم کدورت اثریم یعنے کہ بغفلت کدہ خلق ای دردیم	درد	محو یم ولے ہمان پریشان نظریم چون آئینہ چشم باز دا ما بے خبریم
ہر چند کہ صاف ہون کدورت سے مگر خلقت کدۂ دہر مین آئینہ کی شکل	باقی	ہون محو ولے میری پریشان ہی نظر گو آنکھ کھلی ہے کچھ نہیں ہم کو خبر
کہ رنگ طرب بخاطر آمیختہ است حیرت زدہ طلسم ہستی شدہ ایم	درد	گر گرد ملال سر بسر بیختہ است کاین بحر چہ موجہا برانگیختہ است

دل مین کبھی رنگ طرب آمیختہ ہے حیرت زدہ طلسم ہستی مین ہم	باقی	گہ گرد ملال سر بسر بیختہ ہے اس بحر مین کیا موج برانگیختہ ہے
اے کردہ خراب فکر چون و چندت ہموارہ بہ ہمواری خود کوشش کن	درد	آوردہ ہوا و حرص اندر بندت غیر از تو کسے نیست کہ گوید بندت
کرتے ہین خراب چون اور چند تجھے ہموار اپنے کو آپ کرے باقی	باقی	کس حرص نے کر رکھا ہی پابند تجھے ہے تیرے سوا کون کہ دی پند تجھے
از راحت چند روزہ خوشدل نشوی گر غافلی از سلاسل شہود ہستی خدا	درد	وز خنجر رنج درد بسمل نشوی اے ننگ عدم ز مرگ غافل نشوی
اس راحت عارضی سے خوشدل تو نہو غافل ہے شہود ہستی حق سے اگر	باقی	اور خنجر رنج و غم سے بسمل تو نہو اے ننگ عدم اجل سے غافل تو نہو
باید کہ ز فکر زندگانی گزری اے درد ز اندیشہ عالم بہ گزر	درد	وز حرص و ہوائے کامرانی گزری زان پیش کہ زین جہان فانی گزری
باقی افکار زندگانی سے گذر پہلے ہی تو در گذر وہ اندیشہ کو	باقی	اور حرص و ہوائے کامرانی سے گزر کرتا ہے جو اس جہان فانی سے گزر

اے شیخ بہ خلق از کرامات مگو منظور اگر بیہودہ گوئی باشد	درد	اخبار پریشان بہ مباہات مگو دیگر چہ کم است این خرافات مگو
اے شیخ نکر ہم سے کرامات کی بات منظور اگر بیہودہ گوئی ہے تجھے	باقی	اخبار پریشان و خیالات کی بات باتین ہین بہت نکر خرافات کی بات
اے درد گہے بہ آبیاری وضو اکنون بہ درمیکدہ باید رفتن	درد	دل سوی شگفتگی نمی آرد رو کاین عقدہ کشاید مگر از دست سبو
دیکھا کیے ہم بہی آبیاری وضو اب ہمکو ہی میکدہ مین جانا لازم	باقی	جس سے نہوئی شگفتگی کچہ دل کو شاید کہ یہ عقدہ حل کرے دست سبو
اے کردہ تمام عمر در بحث خراب زین پیش زاہل ذوق ابرام مکن	درد	یک نکتہ خاموشی ست صد گونہ کتاب دیگر چہ سوالست کہ دادیم جواب
کرتا ہی عبث بحث مین کیون عمر خراب اب اس سے زیادہ نہ تو کر بس تکرار	باقی	اک نکتہ خاموشی مین ہی لاکھہ کتاب پھر کیا ہے سوال دیچکے ہم تو جواب
گہ خال اورا گاہ خط میگویند این طرفہ کہ آنچہ می نمایند بیان	درد	یاران از حسن ہر نمط میگویند ہم راستیست و ہم غلطی گویند

ہم اسکو کبھی خال کبھی خط کہتے ہین طرفہ یہ ہے جو کچھ کہ کرتے ہین بیان	باقی	اوس حسن سے دوست ہر نمط کہتے ہین کچھ سچ کہتے ہین کچھ غلط کہتے ہین
اے کردہ خراب عمر در چون و چرا از ما بجز اقبال نہ بینی گاہے	درد	عارف نشدی اگرچہ گشتی ملاّ ہر چند کہ ایراد نمائی بر ما
اس چون و چرا مین صرف وقت کیا ہم سے بجز اقبال کے امید نہ رکھہ	باقی	عارف نہوا پڑھ کے ہوا گو ملاّ ایراد کیا ہے اور یہی کرتا جا
زین پیش بدل زد لبران بود خلل از حسن پرستی نہ گزشتیم آخر	درد	خون کرد جگر درد کنون فکر اجل حالا شدہ منظور نظر حسن عمل
پہلے تھا دلبری دلبر کا خلل ہم حسن پرستی کو نہ چھوڑین گے کبھی	باقی	اب خون جگر کو کرتی ہے فکر اجل منظور نظر ہوا ہے اب حسنِ عمل
در بزم خیال ما کہ رشک چمن ست ما آئینہ وار گلشن تن سہیم	درد	اے درد کل حسن و گر خندہ زن ست بے رنگ بہار ما چو رنگ سخن است
ہے بزم خیال اپنا رشک گلشن تن سہیم کہ باغ کے ہین ہم آئینہ وار	باقی	باقی گل آرزو ہے ہر خندہ زن بے رنگ بہار ہین اپنی ہم رنگ سخن

پیدائیست آن زمان کہ نہ پیدا بود رنگِ اظہار متبدل ساختہ است	درد	قدرِ تو بلند و منزلت اعلیٰ بود طاؤس بہ بیضہ ہم سرِ عنقا بود
جب باغ جہان مین تو نہین آیا تہا رنگ اظہار متبدل ہے ورنہ	باقی	تیرے قدر بلند مرتبہ اعلیٰ تہا طاؤس انڈے مین ہمسر عنقا تہا
وحدت شدہ سامان بہار چمنم در گلشن دہر درد چون خوشہ تاک	درد	بیرون ز خودم نثر و سبو طنم خود شیشہ و خود بادہ و خود انجمنم
وحدت مرا سامان بہار دل ہے اس باغ جہان مین خوشہ تاک کیطرح	باقی	بیخود ہون کہان جسپہ طرحدار ہے خود شیشہ ہے خود بادہ ہی خود محفل ہے
یک عمر گدائی ز گردون کردیم اکنون کہ نمودہ ایم چشمے پیدا	درد	وز کوری دل نظر بہر دو کردیم مانند حباب کاسہ وا ژدون کردیم
اک عمر گدائی ہم نے گردون سے کی کاسہ کو کیا ہم نے نگون مثل حباب	باقی	اور کوری سے امید ہر اک دون سے کی اب آنکھہ ہوئی پیدا ہتی تدبیر ہی
سلطان کہ بر اسباب ہوس می نازد درویش کہ بے نوا و بے پرواہست	درد	بر بال و پر خود چو مگس می نازد بر خاطر بے نیاز بس می نازد

ہے باعث نازِ شاہ اسباب ہوس درویش کہ بے نیاز و بے پرواہے	باقی	جیسے کہ پر و بال سے اُڑتی ہے مگس نازاں ہے وہ اپنی بے نیازی پر بس
نے مار گزید و زد نہ عقرب نیشم فرق من و تو باعث این تفرقہ ہاست	درد	ہوشست کہ کرد این ہمہ دل ریشم قربان تمیز بے تمیز خویشم
بچھو نے نہ سانپ نے کبھی مجھکو ڈسا فرق من و تو نے تفرقہ ڈالا ہے	باقی	بس ہوش نے ہائے مجھکو دلریش کیا ہون اپنے تمیز بے تمیزی پہ فدا
گاہے سخنے از دہنش می گفتم افسوس ز علم ناشناسایک عمر	درد	گہ از دہن خود سخنش می گفتم او بود کہ در دمن منش می گفتم
کرتا تھا کبھی سخن دہن سے اُسکے بس بات نہ پوچھ ناشناسائی کی	باقی	رکھتا تھا کبھی دہن سخن سنج مجھے کہتا تھا ہین آپ درد دل سب اُس سے
در رنج و بلا قدم بہ ماتم نہ زنی روشن ز تو بزم بندگی چون شمعست	درد	آئین رضا و صبر برہم نہ زنی ہر چند کہ سوزند ترا دم نہ زنی
رنج اور مصائب سے نہ غم کر نازنہار یہ محفل بندگی۔ ہے یاں شمع صفت	باقی	آئین رضا نہ چھوڑ اے صبر شعار ہر چند جلائین تو نگردم ہی نہ مار

تا چند ز فوت مدعا رنجیدن تا چشم کشاده است چون آئینه ات	درد	دوکان ہوس ز جہل برخود چیدن در پیش آید ہر انچہ باید دیدن
ہرگز نخوری فوت مدعا سے رنجور جب تک کہ کہلی ہے آنکھہ آئینہ کی شکل	باقی	دوکان ہوس کی بند کر اے معذور آجائے جو آگے دیکھنا آنکھوں سے ضرور
اے مرد طرب باش خوش و آسودہ چندان منما غور در افلاک و نجوم	درد	رنجے مبر از فکر جہان بیہودہ کین گنبد بے در ز کسی نہ کشودہ
اے مرد طرب خوش رہو آسودہ رہو افلاک و نجوم پر نکر غور عبث	باقی	بیہودہ جہان کی فکر سے خستہ نہو کس نے کہو لا ہے گنبد بے در کو
اے درد چرا بہ کنج باغش جوئی من در رہ افتادہ چون نقش قدم	درد	در بحر چہ در میان راغش جوئی از من جوئی اگر سراغش جوئی
کس واسطے اوسکا باغ مین جویان ہے اوسی راہ مین ہون نقش قدم مجھسے پوچھ	باقی	کس واسطے اوسکا راغ مین جویان ہے تو جس کا جہانمین آپ سراغ جویان ہے
اے درد ترا نہ ہمنشینے باید اکنون کہ نشستہ درین کلبہ ترا	درد	نے یار و ندیم و نے قرینے باید چشم و دل و اشک آستینے باید

باقی تجھکو نہ ہم نشین سے ہے کام اس کلبہ مین بیٹھا ہی تو بس اب تجھکو	باقی	کچھ دور سے مطلب نہ قرین سے ہے کام چشم و دل اشکبار آستین سے ہے کام
یک لحظہ اگر دہر بہ باغت دارد بر صحبت رنگین کسان دل ننہیم	درد	چون لالہ مدام داغ داغت دارد تنہائی ما عجب فراغت دارد
گو مجھکو بہار باغ مین رکھتی ہے اس صحبت رنگین سے مین باز آیا ہون	باقی	لالہ ساعیب داغ مین رکھتی ہے تنہائی مجھے فراغ مین رکھتی ہے
بارہستی کہ دوش طاقت شکست اکنون چہ ضرور ماندنت مثل نگین	درد	جز تہمت نام بر تو ای درد نہ بست برخیز تو از میان کہ نقش تو نشست
بارہستی سے ہو سبکدوش کہین باقی اب کیا ضرور رہنا تجھکو	باقی	جز تہمت نام اور حاصل ہی نہین بیٹھا ہے نقش اٹھ تو مانند نگین
اے مرد رسید اگر از خلق آزار کز بر سر تو نہند پا مردم دہر	درد	رنجے مبر از ذلت و خواری زنہار تو از رہ انکسار سر بر پا دار
مخلوق سے پہونچے تجھے آزار اگر گر سر پہ ترے پاؤن رکھین مردم دہر	باقی	اس ذلت و خواری کا کبھی رنج نکر رکھہ عجز سے انکے پاؤن پر اپنا سر

اے درد ز مردمانِ اہل عرفان مارا مطلب بجز میان تصنیف	درد	از وضع کلام میتوان یافت نشان مانند معانی بہ کتابیم نہان
باقی جو ہے خواستگار اہل عرفان ہمکو گر ڈھونڈھتا ہے تصنیف مین ڈھونڈہ	باقی	ستاہی کلام ہی سے بس اُسکا نشان معنی کی طرح کتاب مین ہے پنہان
ہر چند ہمہ پا و سر و اعضائیم اے درد زمانیکہ سخن میگویم	درد	لیکن آنیم کہ جملہ ناپیدائیم چون نغمہ ز ساز خود برون می آئیم
ہر چند کہ ہم پا و سر اور اعضا ہین ہنگام سخن سازسے اپنے باہر	باقی	لیکن ہین وہ ہم کہ جملہ ناپیدا ہین آتے ہین بشکل مثال اک نغمہ ہین
تا کے بہ تلاش مال خواہی کوشید پوشیدن جامہ ہا مکرر شدہ است	درد	باہر بد و نیک دہر خواہی جوشید اکنون از خویش چشم باید پوشید
کب تک بہ تلاش دولت و سیم و زر سو بار قبا عباسی تن ڈھانکا ہے	باقی	کب تک یہ بد و نیک کے صحبت کا اثر اب اپنی سے آنکھہ بند کرنا بہتر
چون آمدہ بعالم امکان باش اینجا اے درد خود صلائے عامیست	درد	پیدی کن و در دفع جہان خندان باش یک چند درین خانہ تو ہم مہمان باش

اس عالم امکان مین تا امکان رہ ہے یان جو صلائے عام سن اے باقی	باقی	اس وضع جہان کو دیکھا اور خندان رہ تو بھی اس گھر مین کوئی دم جہان رہ
آنرا کہ درین باغ ولش باخبر است خود فعل جزائے خود شود روز جزا	درد	پاداش عمل ہمیشہ مدنظر است چون تخم بدست شاخ آید ثمر است
اس باغ مین انجام کی ہو جس کو خبر فعل اپنی جزا کا آپ ہی روز جزا	باقی	پاداش عمل کی فکر ہے مدنظر ہاتھ آئے جو تخم شاخ کے ہو وہ ثمر
آن دم کہ کشاید در بخشش غفار از راہ معیتے کہ دارد با ما	درد	آید ہمہ اسرار نہان در اظہار ما را جمال اوست چشم دیدار
جب کھولیگا دروازہ بخشش غفار ہم سے جو وہ رکھتا ہے معیت کی راہ	باقی	ہو جائیگا اسرار نہان کا اظہار ہے اس کے جمال ہی سے چشم دیدار
اے حاصل تو زندگانی مردن اے غرۂ وہم خود پرستی مردے	درد	تا چند پے حیات فانی مردن پیش از مردن اگر توانی مردن
حاصل تری زندگی کا آخر مرنا اے باقی خود پرست مردی ہی سہی	باقی	کب تک ہو حیات بیوفا پر مرنا پہلے مرنے سے ہو سکے گر مرنا

خون جگرت ہنوز خوردن باقیست از کشمکش ہستی آفت بنیاد	درد	یعنی نفس چند شمردن باقیست معلوم نجات تا کہ مردن باقیست
ہے خون جگر ابھی تو پینا باقی اس کشمکش ہست سے کیا ہوگی نجات	باقی	ہے جامۂ حیات اب بھی سینا باقی مرتے ہین کہان ابھی ہے جینا باقی
نے شاہی درونے گدائی دارم نے نشۂ نارسا ونے نالہ رسا	درد	نے ساز غنا نہ بے نوائی دارم فریاد ز دست نارسائی دارم
شاہی ہے ہمین نہ کچھ گدائی ہے ہمین ہے نشہ نارسا نہ ہے نالہ رسا	باقی	ہے ساز غنا نہ بے نوائی ہے ہمین باقی فریاد نارسائی ہے ہمین
دردے کہ زمانہ گہ بدردش نرسد دریاب کہ ہیچ میر سا ندل را	درد	آسیب ز دست گرم و سردش نرسد جائیکہ رسیدگی بہ گردش نرسد
اس درد کے درد کو نہ پہونچا کوئی پہونچاتی ہے یاس اسکے دلکو اسجا	باقی	اُس کے دم سرد کو نہ پہونچا کوئی اوس جا کے گرد کو نہ پہونچا کوئی
نے مال مرا باید و نے فوج و سپاہ ترک اسباب بہ ز جمع اسباب	درد	از قطع تعلقم بود حشمت و جاہ کز دولت فقر ہر گدا گردد شاہ

دولت مجھے چاہیئے نہ کچھ فوج و سپاہ بہتر اسباب سے ہی ترک اسباب	باقی	ہے قطع تعلق ہی مری حشمت و جاہ اس دولت فقر سے گدا ہوتے ہین شاہ
گر مرد م محتاج ز غم می گریند وقتست کہ از دست زمانہ اکنون	درد	زان پیشتر ارباب نعم می گریند چون ابر ہمہ اہل کرم می گریند
محتاج ہی کیا دکھا کے غم روتے ہین ہاتھون سے زمانہ کے جہانین باقی	باقی	سب روتے ہین یان نہ ایک ہم روتے ہین مانند سحاب اہل کرم روتے ہین
در سر نہ ہوائے مال و جاہے دارم صاحب نظرا توجہی گر بخشند	درد	در دل نہ غم زر و سیاہے دارم چون آئینہ چشم یک نگاہے دارم
ہرگز نہین نہین عطا رشہ کا محتاج صاحب نظرا یکدم توجہ جو کرے	باقی	دل میرا نہین فوج و سپہ کا محتاج آئینہ صفت ہون اک نگہ کا محتاج
اے بیخبر اتفاق می باید کرد از وہم خودی نفاق خیزد غافل	درد	باہم دگر اتفاق می باید کرد از خود گزر اتفاق می باید کرد
اے بیخبر اتفاق کرنا ہے ضرور اس وہم خودی سے ہی نفاق اے غافل		باہم دگر اتفاق کرنا ہے ضرور خود سے گزر اتفاق کرنا ہے ضرور

اے کردہ تلف عمر گرانمایۂ خویش از عالم غیب انچہ خواہی درتست	درد	در صحبت ہر فقر و مرد درویش اے مغزن اسرار الٰہی اندیش
کرتا ہے تلف عمر کو کیون اپنی ہر آن جو عالم غیب مین ہی سب ہے تجھہ مین	باقی	صحبت مین فقیرونکے عبث اے نادان اے مغزن اسرار الٰہی پہچان
صد حیف کہ جملہ دوستداران رفتند اکنون من واماندہ چہ سازم چہ کنم	درد	زین دشت تمام شہسواران رفتند اے درد کجا این ہمہ یاران رفتند
صد حیف تمام یار و دلدار گئے واماندہ رہا ہے ایک باقی ناچار	باقی	جن جن سے کہ اپنے دلکو تھا پیار گئے یارو یہ کہو کہان یہ سب یار گئے
برہم چون گل زدست اوراق خودیم از ماست ہر انچہ درد بر ماست ہمہ	درد	آتش زدہ شرار چقماق خودیم اے وائے کہ باین ہمہ مشتاق خودیم
ابتر ہین بزنگ گل سب اوراق اپنے ہم ہی سے ہے سب درد جو ہے ہمپر	باقی	ہم اپنے شرارون مین ہین چقماق اپنے اے وائے کہ پھر آپ ہین مشتاق اپنے
چندے کہ معاش کامرانی کردیم اے درد کجا زدست دشمن آید	درد	غافل زمعاد زندگانی کردیم ما انچہ بخود زہر بانی کردیم

کی خوب معاش کامرانی ہم نے دشمن بھی کہیں نکر سکیگا باقی	باقی	بے فکر معاد زندگانی ہم نے اپنے پہ جو کی ہے مہربانی ہم نے
ہر ساز نے وچنگ صدا می شنویم گر چشم کشائیم تو مد نظری	درد	آہنگ ترا نام خدا می شنویم در گوش نہیم ہم ترا می شنویم
ہر سمت سے جو صوت صدا سنتا ہون جو دیکھتا ہون مد نظر ہے تو ہی	باقی	آہنگ ترا نام خدا سنتا ہون جو سنتا ہون بس نام ترا سنتا ہون
بر خاستہ گر دل شہود غیرت در خلق خدا بغیر خوش خلقی نیست	درد	سوئے ہمہ کس بعجز باشد سیرت خیرے کہ بود باعث ذکر خیرت
اُٹھہ جائے جو یہ شہود و موہوم غیر خلق خوش سے خلق کیا بہتر	باقی	ہر سو ہو تجھے بس عجز و حدت کی سیر یہ خیر ایسا ہے جس سے ہی ذکر خیر
چیرت از چشم گفتگو ہا افگند چون برق و شرار نارسائی تلاش	درد	یاس آمد و از دل آرزو ہا افگند آتش در جان گفتگو ہا افگند
الجھن حیرت نے گفتگو مین ڈالی افسوس یہ نارسائی برق و شرار	باقی	یاس آئی تو خاک آرزو مین ڈالی آتش دل و جان جستجو مین ڈالی

در خاطر ارشاد اگر مخطور است خود را شب و روز صرف یاران سازی	درد	غزلت ای درد پرز سلک دور است اجرائی طریقیات اگر منظور است
خاطر مین ہو ارشاد جو تیری مخطور کر آپکو صرف جملہ یاران شب و روز	باقی	غزلت باقی ہے سلک عقل سے دور اجرائی طریقہ تجھکو گر ہے منظور
اے درد ندیدہ کہ در دیدہ کور بس ہستی ما کہ از عدم ممتاز است	درد	فرقے نبود میان تاریکی و نور در آئینہ علم نمود است ظہور
دیکھا نہین ہے آپنے مگر دیدہ کور یہ ہستی ہے اپنی جو عدم سے ممتاز	باقی	اوس کو نہین کچھ بھی فرق تاریکی و نور آئینہ علم مین کیا اس نے ظہور
در بحر تو اے حباب گم خواہی شد اندک اے ذرہ سعی دیگر کا خر	درد	در باد تو اے سحاب گم خواہی شد در پر تو آفتاب گم خواہی شد
دریا مین بس اے حباب تو گم ہوگا اے ذرہ کوئی دم تو ٹہر پر تو مین	باقی	چلتے ہی ہوا سحاب تو گم ہوگا نکلے گا جب آفتاب تو گم ہوگا
پختیم خیال خام پیدا کردیم یعنے اے درد ہمچو عنقا از خلق	درد	آزاد شدیم دوام پیدا کردیم گم گردیدیم و نام پیدا کردیم

حاصل ہے پختگی مین سودائے خام یعنی باقی جہان مین عنقا کی مثال	باقی	آزادی ہی ہے ہماری حق مین اک دام گم ہو کے کیا ہے ہمنے پیدا یہ نام
ہر گوشہ صدائے صید بیابان دارد گر عقدہ خاطرت کشاید بینی	درد	ہر غنچہ بہ مشت خود گلستان دارد ہر قطرہ بہ جیب خویش طوفان دارد
ہر گوشہ مین اک شور بیابان ہے یہان عقدہ دل کا کھلے تو کچھ آئے نظر	باقی	ہر غنچہ کی مٹھی مین گلستان ہے یہان ہر قطرہ کی جیب مین ہی طوفان ہے یہان
عمریست کہ وابستہ بہ تار نفسم معلوم نہ شد مرا ز فہم ناقص	درد	یعنے بہ شکنجہ ہوا و ہوسم یارب ز کجایم بکجایم چہ کسم
ہر چند کہ قیدی ہیولا ہین ہم وابستہ رشتہ نفس ہین لیکن	باقی	دل تنگ شکنجہ من و ما ہین ہم آئے ہین کہان سے ہین کہان جانا ہین ہم
امکان کہ سراسر است معبود بغیب ہر چیز کہ پیداست بہ ضدش پیداست	درد	شد محو کمالات وجوبی لاریب آوردہ شہادت ہمہ ایمان بالغیب
امکان کہ سراسر ہے معبود بغیب جو چیز کہ پیدا ہے، وہ پیدا ضد سے	باقی	ہے محو کمالات وجوبی لاریب لائی ہے شہادت اوس نے ایمان بالغیب

علمست کہ ہر چہ ہست بنماید ازو غیر از تصنیف نیک دیگر نہ بود	درد	ہر عقدہ کہ مشکل است بکشاید ازو کارے کہ پس از تو کار ہا آید ازو
یہ علم ہی سب چیز کو بتلاتا ہے تصنیف نیک کے سوا کیا ہی کام	باقی	ہر عقدہ مشکل اس سے کھلجاتا ہے جو کام کہ بعد سب کے کام آتا ہے
یارب جانے کہ جملہ ہمت زاید یارب عملے کہ بر تو نزدیک کند	درد	یارب جسدے کہ کار طاعت آید یارب عملے کہ جز تو ام نہ نماید
یارب وہ جان دے جس مین ہمت ہووے یارب وہ عمل دے جس سے ہون تیری قریب	باقی	وہ جسم دے جس سے کار طاعت ہووے وہ علم دے جس سے تری قربت ہووے
گر قطرہ آبیم وگر دُرِ شدہ ایم محتاج کدام وچیست محتاج اللہ	درد	نے صورت عجز نے تفاخر شدہ ایم پیمانہ عمریم زخود پُر شدہ ایم
مین قطرۂ آب ہون کہ باقی دُر ہون محتاج ہے کون کیا ہی محتاج اللہ	باقی	اس عجز و تفاخر کا مین کب درخور ہون پیمانہ ہون اپنی عمر کا مین خود پر ہون
ہر چند بہ عمر و فضل ممتاز شوی بوئی نہ شنیدۂ زعرفان تا حال	درد	مشکل کہ بہ فقر نکتہ پرداز شوی مدت باید کہ واقف راز شوی

ہرچند تو علم و عقل مین ہے ممتاز عرفان کی بو نہین ہی تجھہ مین اب تک	باقی	مشکل کہ فقیری مین ہو نکتہ پرداز مدت باقی ہے تا کہ ہو واقف راز
گر دعوی ہستی ست بہتان ست این اے حضرت انسان تحیر انجام	درد	در شکوہ نیستی ست کفران ست این خود را نشناختی چہ عرفان ست این
ہستی کا جو دعوی ہی وہ اک بہتان ہے اے حضرت انسان ہی حیرت انجام	باقی	گر شکوہ نیستی ہے بس کفران ہے خودہی کو نہ پہچانا یہ کیا عرفان ہے
شو عاشق و در خود طلبی پیدا کن خورشید ندارد زکے جلوہ دریغ	درد	یعنی پئے وصلش سببے پیدا کن اے ذرہ بر و تاب و تپی پیدا کن
عاشق ہے تو الفت کی طلب پیدا کر خورشید نہین رکھتا ہی جلوی سے دریغ	باقی	منظور جو ہو فضل سبب پیدا کر اے ذرہ تو پہلے تاب و تپ پیدا کر
پندار خزان ما بہار ہستی اعیان ہمہ آئینہ وجود اند کہ کرد	درد	در نیستی است اعتبار ہستی در لیل عدم جلوہ نہار ہستی
پیدا ہے خزان سے یان بہار ہستی اعیان عدم مین ہوئے مرات وجود	باقی	ہے نیستی سب کی اعتبار ہستی جب جلوہ نما ہوا بہار ہستی

عالم کہ عدم بود نمیکرد نمود فیضی عامت گرفت در بر در نہ	درد	در ضمن وجود خویش دادی تو وجود کس لایق این عنایت خاص نبود
عالم تہا عدم مین کچہ نمود ار نہ تہا اک فیض عام تھا د گر نہ کوئی	باقی	جب تو ہی نہ تہا وجود اظہار نہ تہا اس خاص عنایت کا سزاوار نہ تہا
جوع و عطش است آب و آش فقرا دیدیم کہ اغنیا بسے محتاج اند	درد	از فرش زمین ست فراش فقرا اے درد معاش ست معاش فقرا
ہی بہوک اور پیاس آب و آش فقرا انسے بہی زیادہ اغنیا ہین محتاج	باقی	اور فرش زمین کاہی فراش فقرا کیا خوب معاش ہی معاش فقرا
در عشق نہ مرد خود پرستی باید اے آنکہ پری زبا دعوی چو حباب	درد	وارستہ ز خویش دل بدستی باید البتہ ترا بخود شکستی باید
ہوتے ہین خود پرست کب عشق پرست یہ باد غرور سب بہرے ہین تجہہ مین	باقی	وارستہ ہوا نی سے تو ہوں ہمدست مانند حباب تجہکو لازم ہی شکست
ای بیخبر از ہستی ہست مطلق کثرت نکند ترا پریشان چو شود	درد	نگرفتہ از کتاب توحید سبق نصب العین تو معنی واحد حق

کیا جانتا ہے ہستی ہست مطلق کثرت سے پریشان نہو گا تو اگر	باقی	جس نے نہ لیا کتاب وحدت سے سبق نصب العینی ہے معنی واحد حق
ہر چند کدورت و صفا را یابی گو سر طبیعی و الٰہی فہمی	درد	لیکن نتوان کہ مدعا را یابی ممکن نبود اینکہ خدا را یابی
ہر چند کدورت اور صفا کو سمجھے گو سر طبیعی و الٰہی پایا	باقی	لیکن ہرگز نہ مدعا کو سمجھے ممکن یہ نہیں ہے کہ خدا کو سمجھے
اے بندہ عقل نیستی آگہ عشق گفتم تو آنچہ گفتنم بود اکنون	درد	برتر بود از عقل بسے درگہ عشق خواہی رہ عقل گیر و خواہی رہ عشق
اے قیدیٔ عقل تو نہیں آگہ عشق کہنا تہا جو تجھ سے کہہ چکے ہم باقی	باقی	برتر ہے بہت عقل سے یہ درگہ عشق چاہے رہ عقل لیو چاہے رہ عشق
اکنون من و این گوشۂ زندان جنون سودائے کسے نبود زین پیش مرا	درد	آباد کنم خانۂ ویران جنون شد زلف تو ام سلسلۂ جنبانِ جنون
اب ہیں ہوں ہی اور کنج زندان جنون اب تک سر میں نہ تہا کسی کا سودا	باقی	آباد کروں خانۂ ویران جنون ہے زلف تری سلسلۂ جنبانِ جنون

گرداعیۂ محیط دارد سیلت چون قبلہ نما اگرچہ گردانندت	درد	خار و خس این دشت نگیرد دولت باید کہ بسوئے یار باشد میلت
گرداعیہ دریا کا تری سیل کو ہے گو قبلہ نما کی طرح تجھکو پھیرین	باقی	نقصان نہ خار سی ترے دل کو ہے دلدار کی جانب ہی تری میل کو ہے
اے درد اگر ز اصل و فرعت خبرست در آدم بود ذریاتش پنہان	درد	دریاب کہ تفصیل بہ اجمال درست در تخم چنان برگ و بر مستتر است
باقی جو ہی اصل و فرع سے تجھکو خبر آدم مین تہی ذریات سب اُسکی نہان	باقی	تفصیل ہے اجمال مین آئی جو نظر مستور ہو جیسے تخم مین برگ اور بر
از عقل بمیدان جنون باید تاخت عمریست کہ از خویش جدا می تازم	درد	وز عرصہ وہم خود برون باید تاخت ہر چند ندانم اینکہ چون باید تاخت
میدان جنون کی دوڑ کیونکر چھوڑون اپنے سے نکل کے دوڑتا ہون لیکن	باقی	اس عرصہ سے باگ اپنی مین کیسے موڑون آتا نہین دوڑنا کہ کیونکر دوڑون
در فقر نہ جاہ و نے تجمل باشد اے درد متاع خانہ درویشان	درد	بے فکر خرنہ بار نے جُل باشد تسلیم و رضا صبر و توکل باشد

نے آرزوئے جاہ و تجمل ہے ہمین باقی یہ متاعِ خانہ درویشی	باقی	نے بار نہ خر ہے نہ غمِ جُل ہے ہمین تسلیم و رضا صبر و تحمل ہے ہمین
ہر چند زمین و آسمان می بینی اے نورِ نگاہِ تو عباراتِ سلف	درد	لیکن نہ شناسی کہ چسان می بینی چیزیکہ شنیدہ ہمان می بینی
تو گرچہ یہ سب ارض و سما دیکھتا ہی ہے تیری نگاہ مین عبارات سلف	باقی	آگہ نہین کسطور سے کیا دیکھتا ہے ہے تو نے جو کچھ سنا وہی دیکھتا ہے
اے دردِ نیابی تو صبوری ازوے دنیا چہ و عقبےٰ چہ دوئی ہجر آنست	درد	بُعد ست بقرب ہم ضروری ازوے آنجا ہم اگر توئی تو دوری ازوی
باقی کہا تو نہ پائیگا صبوری اُس سے کیا دنیا کیا عقبیٰ دوئی مہجوری ہے	باقی	ہے قرب مین بعد بھی ضروری اُس سے اُس جا بھی اگر تو ہے تو دوری اُس سے
سوئے احلم بسکہ سفر دم بدم است اے درد بگوش من صدائے گریان	درد	ہر دم پئے قطع راہ میل قدم است بانگ جرس روندگانِ عدم است
عازم سفر اجل کا ہے یاں ہر کس آواز نہین دیتا ہے باقی گریان	باقی	ہر دم پئے قطع راہ ہے میل نفس یہ قافلہ عدم کا ہے بانگ جرس

از بس زجدائی کسان سوختہ ام یاد ایام رفتہ مد نظر است	درد	خرمن خرمن زحسرت اندوختہ ام چون سوزن چشم بر قفا دوختہ ام
اصحاب غم سے جان جاتی ہی جلی یاد ایام رفتہ ہے مد نظر	باقی	حسرت نے لگائی چوٹ اک دل پہ نئی سوزن کی طرح آنکھ ہے قفا پر لگی
چشم ست اگر ہمیشہ بیمار خود است حسن آئینہ جمال تو حید بود	درد	در زلف پریشان سر و کار خود است ہر کس این جا بجان گرفتار خود است
آنکھون کی طرح ہو اہون بیمار اپنا حسن آئینہ جمال وحدت ہے یہان	باقی	ہے اپنے ہی ساتھہ بس سر و کار اپنا ہر شخص ہے جان سے گرفتار اپنا
اے آنکہ تو ہر زشت و نکو را یابی آئینہ بہ برداری و معلوم تو نیست	درد	حیف است نہ آن جلوہ رو را یابی دل را دریاب تا کہ او را یابی
کیا خوش ہوتا ہے خوب و خوار کو دیکھہ آئینہ بغل مین رکھہ کے کیون ہی غافل	باقی	بس چشم بطون سے جلوہ یار کو دیکھہ پہلے دل دیکھہ پھر تو دلدار کو دیکھہ
آن ذات مقدس است ہر دم حاضر دست من و دامان رسول و آلش	درد	بر حال جہانیان بہر جا ناظر در ہر دو جہان است محمد ناصر

وہ ذات مقدس ہے جہانیین حاضر باقی کا ہے ہاتھہ اور دامان رسول	باقی	اور جملہ جہانیان کا وہ ہے ناظر ہے دونون جہان مین اک محمد ناصر

پوشیدہ نماند کہ رباعیات بابرکات معرفت آیات حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ ہر قدر کہ از کتاب علم الکتاب بتصنیف خواجہ مغفور بنظر این فانی البنیاد گرد ہاری پرشاد باقی در رسید و سرمہ چشم آگاہی گردید آن جملہ را بپیرایہ اردو پوشانیدہ درج ساختم و برسالہ درد باقی موسوم گردانیدم۔

رباعیات فارسی مصنفہ حضرت باقی مرحوم متعلق بمضمون درد

بے درد بود غافل و محو دنیا درد اورد اکہ درد دردہر نماند	باقی	با درد ہمیشہ میکند یاد خدا دردش بجہان ماند دل باقی را
آن درد کز و زمانہ محزون گردید از سعی طبیبان نشدہ دفع عجب	ایضاً	دل از اثر او ہمہ پرخون گردید اے باقی دوائے درد دل چون گردید
این درد کہ شد واسطہ یاد خدا اے باقی تو درد را از دل مگزار	"	خواہم کہ نگردد ز دل خلق جدا تا درد شود واسطہ یاد خدا

این درد نشد پسند عالم هرچند حیف است اگر درد پسندش نکند	باقی	زو هست بدانست جهان رنج و گزند باقی که ز جان و دل بود درد پسند
از درد شده نالهٔ برچرخ برین اے باقی اگر چشم و دلے میداری	〃	در درد زدل خاسته صد آهِ حزین این آه سرد و نالهٔ درد ببین
هم ناله که عذاب میگردد درد بر حالت خود بلا تغیر با قیست	〃	هم شعله ز التهاب میگردد درد زان درد ز خویش باز میگردد درد
واللہ عجب مرد خدا بود آن مرد از قطع تعلقش مپرس اے باقی	〃	در وحدت نیست مثل او جامع فرد بنگر که جدا جداست هر حرف درد
شد در محیط عالمی از اسرار برگفتهٔ من اگر یقینت نه بود	〃	چون ساحل داشت بحر عرفان بکنار اعداد محیط عالم و درد شمار ۲۰۸ ۲۰۸
تا پیدا گشت درد او در جانم هر کس از بهر درد درمان جوید	〃	عالم گرید ز درد و من خندانم یارب چه کسم که درد شد درمانم
باقی تو چگونه راز وحدت فهمی از شرک تو موصل دو حرفیست دوئی	〃	یا رتبهٔ درد با فضیلت فهمی زان نور چه فهمی که تو ظلمت فهمی

باقی بشناسی تو اگر فرع و اصل پیوستہ چو نام خویش با آن بے نام	باقی	وصلت حاصل شود بلا زحمت فصل از فیض جناب دردؔ دریابی وصل

کلام اُردو جناب حضرت باقیؔ متعلقہ حضرت خواجہ میر دردؔ رحمۃ اللہ علیہ

رُخ تیرا ہوا ہے زرد باقی باقی تو ہے موصل دو حرفی	باقی	کیون بہرتا ہے آہ سرد باقی مقطوع ہے نام درد باقی
ہو گا نہ کوئی موحد ایسا یکتا ہے وہ قلب مین ہمیشہ	؍؍	عرفان مین ہے درد فرد باقی ہے درد کا قلب درد باقی
شطرنج جہان مین جو دیکھا پھر درد ہوا محیط عالم ۲۰۸ ۲۰۸	؍؍	باقی ہے برنگ نرد باقی اعداد جو جمع کرد باقی
اُس کو نہ جدا سمجھ خدا سے وحدت کی صفا کی کیا خبر ہو	؍؍	ہے مرد خدا یہ مرد باقی دل مین ہے دوئی کی گرد باقی

ہو جائیگا تجھکو اصل سے وصل
چاہے گا جو فیض درد باقیؔ

تاریخ اُردو درد باقی

مصنفہ باقی صاحب

میخانہ معرفت مین مین جب آیا تہا فارسی مین اون کا کلام موزون اس میکدہ مین بادہ کش آئے ہین اگر تہے اون کے رباعیات دو آتشہ مئی	باقی	اور ٹہیرے جناب درد میری ساقی اُردو مین کیا ترجمہ بامشتاقی ہوش اپنا نہ پائینگے کبہی وہ باقی کمزور کیا زور کو ہنکر ساقی

اُس ترجمہ کی مینے جو پوچہی تاریخ
ہاتف نے کہا حافظ درد باقی
سنہ ۱۳۱۰ ہجری

هُوَالباقی

رباعیات مصنفۂ حضرت باقی صاحب

خوش مصرع لا اِلٰہ الا اللہ خوان در منقبت و مدحتِ اہلِ بیتش	باقی	ثانیش محمد رسول اللہ دان گر دیدہ رباعیات ما را عنوان
حمدِ تو چہ خوانم کہ دہان دادۂ تست دل را چہ کنم تحفہ کہ او آن تو بہ تست	〃	وصفِ تو چگویم کہ زبان دادۂ تست جان را چہ کنم نذر کہ جان دادۂ تست
اے مشرک میکنی تو این شرک چرا ملیک را دو تو بینی چہ بشکل احول	〃	یکتاست خدا دوئی روا نیست ترا اللہ بود وتر و یحبُ الوِترا
اندر رہِ لغت تو چہ پوید باقی لولاک لما خلقت الافلاک بس است	〃	مضمون محامدت چہ جوید باقی زین بیش چہ یارا کہ بگوید باقی
ظاہر شدہ اعجاز تو بر ارض و سما انگشت تو شق نمودہ مہ را بہ فلک	〃	اوجان تو کردند بہ پست و بالا در دست تو گویا شدہ سنگ خارا
تو نور حقیقی بہ مجاز آمدۂ مانند نظر بہ چشم عالم بودے	〃	باز دوئی از رہِ دراز آمدۂ گویم جان ترا کہ باز آمدۂ

باقی چه کنی منقبت آل رسول	باقی	هستند همه روح نبی جان بتول
زین پس چه کنی وصف که کرد است حق		اندر حق شان آیه تطهیر نزول
اے حضرت بوبکر زهے صدیقی	″	تو اکبر اصحاب نبی تحقیقی
ذات تو سزد صلوات ست وسلام		تو ثانی اثنینی و با تصدیقی
اے نام تو فاروق عمر ابن الخطاب	″	کردی تو فزون قوت دین از اصحاب
فرمود ترا مشیر خود پیغمبر		زان رائے تو شد موافق وحی کتاب
اے آنکه بنام حضرت عثمانی	″	داماد نبی مقرب یزدانی
بیش از همه قربت و قرابت داری		ذی النورینی و هم جامع القرانی
اے افسر هاشمی علی شیر خدا	″	در شان تو شد لحمک لحمی زیبا
در خم غدیر خود نبی گفت ترا		من کنت مولاه علی مولا
آن عبد القادر کرامت احوال	″	پیریست به پیران جهان با اجلال
از شان ولایتش جهان آگاه است		منظور شدش در دو شد از ابدال
سید[1] سلطان[2] و خواجه[3] و شیخ[4] فقیر[5]	″	مخدوم[6] و ولی[7] پادشه[8] و مهر ضمیر
اے مولانا[9] جلیل[10] محی الدینی[11]		شد عرف تو دستگیر و ستم در گیر

یارب تا کے زخویش غافل داری برگردان ازجہان دل باقی را	باقی	تا چند بسوئے خلق مائل داری تا کے دل دل کند بکن دلداری
ہر روز کہ دفتر عمل بکشودم گو مشرف کارہائے شاہی بودم	〃	کم کردہ ثواب معصیت افزودم افسوس حساب جرم خود ننمودم
من پیرو حضرت فرید الدینم بوئے دارم زطبلۂ توحیدش	〃	مرشد شدہ عطار زفقرائیم یا باد نیم شمار یا بے دینم
من ہندوم و زعشق بازان ہستم انکار زوحدت خدایم چون نیست	〃	خال رخ عشاق زایمان ہستم کافر مشمر مرا خداوان ہستم
محبوب علی شاہ دکن شاہ من است یارب بکن آگاہ دلش از عدل	〃	این آصف جاہ باعش جاہ من است مصروف دعایش دل آگاہ من است
آسودہ دل آمدم زکوئے عطار از عشق دماغ دل معطر دارم	〃	دارم نظر صدق بسوئے عطار پر مہست مشامم من زبوئے عطار
من زلہ ربائے حضرت عطارم دبوئے دارم زنافۂ اسرارش	〃	صد طبلۂ مشک ہست اندر بارم منت نبود زآہوئے تاتارم

نے بزم بود نہ من یلاقی باقی خمار و خم و خمکدہ ہستند خراب	باقی	نے جام و نہ شیشہ و نہ ساقی باقی یک نشۂ وحدت است باقی باقی
گرداب و حباب و موج دریا ہمہ اوست اسرار حسن و عشق گر می پرسی	〃	ساقی و شراب و جام و مینا ہمہ اوست وامق غدرا و قیس و لیلا ہمہ اوست
عکس خورشید بہ آب صد ظرف نمود خود می فہمی کہ رفت ان عکس کجا	〃	چون ظرف ازان شکست آن عکس نبود خود می دانی کہ عکس آن ظرف چہ بود
آثار وجود اوست در خلق پدید من میگویم جواب باید فہمید	〃	گر ہست بگوئی بہ نظر چون نرسید مردم در دیدہ ہست و کی دیدہ بدید
اے خشو باہنگ حساب سہو باب بگزار ردوی اگر جمل میدانی	〃	کن خرج ز فہم و سر وحدت دریاب جمع ۱۱۳ و باقی یکیست در گیر حساب ۱۱۳
تا دام کسے نیست بدنیا باقی فانیست ہمہ جہان و اسباب جہان	〃	ماند نہ ہمیشہ ہیچ اشیا باقی باقی ذات حق ہست الا باقی
جمعیت ما بہر پریشانی ہست اینجائے امید زیست نادانی ہست	〃	آبادی ما برائے ویرانی ہست روزے باقی ہمہ جہان فانی ہست

نے جان و نہ تن نہ روئے و آبرو باشد ہست ہمہ نیست است اما باقی	باقی	نے تاب و توان نہ زور بازو باشد باقی باشد کسے کہ با او باشد
بود ہمہ را مدار بر نابودست شد بود ز نابودی و نابود ز بود	〃	نابودست انچہ در نظر ہا بودست ہستی ہمہ غفلت تو و ما بودست
تا در ہوس وجود ہستی ہستی موجود شناسی و عدم در پیش است	〃	ہموارہ تو در نفس پرستی ہستی از روز ازل ہر انچہ ہستی ہستی
تا کے بہ غم وجود باشی مغموم راز عدم و وجود گر شد مفہوم	〃	انجام تو بود زا بتدایم معلوم موجود وجود اوست باقی معدوم
تا کے گردد فلک بکامت باقی ننگست باو ازین غلط فہمی ہا	〃	تا چند بمانی تو سلامت باقی ہستی فانی کہ کرد نامت باقی
عالم ہمہ غرقہ فنا خواہد شد زین باقی و فانی ازین بود نہ بود	〃	کن فہم پس فنا بقا خواہد شد حاشا ادراک از آشنا خواہد شد
زنہار مبین عکس جمال خود را گر چشم بصیرت است باقی بنگر	〃	رخسار و جبین و خط و خال خود را زین نقش فنا شکل مآل خود را

در کون و مکان ازاین و آن هیچ مگو خود هیچ بدی و باز خواهی شد هیچ	باقی	هیچ است همه کار جهان هیچ مگو اے هیچ مدان هیچ مخوان هیچ مگو
احوال جهانیان بدیدیم بسے اخلاق و محبت بدلے باقی نیست	〃	هر کس دل خود بسته و بفکر هوسے افسوس کہ نیست اندرین خانہ کسے
جز نقص بہ هیچ مایہ بهبودی نیست بازار دل است یا کہ بازار جهان	〃	سودا چکنم غیر زیان سودے نیست از نقد مراد هر دو را بودے نیست
ایوان رفیع و قصر و گلشن چکنم رفتند و گذاشتند یاران همہ را	〃	در منزل بے ثبات مسکن چکنم آنان چہ نمودہ اند تا من چکنم
گاهے بحصول مدعا ها شادم زین هردو گزیر نیست تا زیست مرا	〃	گاهے بہ وقوع یاس و غم ناشادم یا ناشادم درین جهان یا شادم
باقی نہ من و نہ تو بہ ما نی باقی زین هستی و نیستی تحیر دارم	〃	جز ذات خدا هیچ نہ دانی باقی باقی فانیست عین فانی باقی
هستی و وجود ماست چون نقش بر آب باقی تو سراسر افسانۂ شکل حباب	〃	هستند درین بحر حوادث گرداب از باد غرور باشد ت خانہ خراب

از دانه شدم ریشه و وز ریشه شجر	باقی	وز شاخ شدم برگ گل و غنچه ثمر
از خاکی من بود تغییر باقی		چون غنچه شدم دانه شدم بار دگر
در دیر و حرم مقام و منزل تا چند	〃	فکر اسلام و کفر اے دل تا چند
از خود بطلب اگر حذر را طلبی		تا چند ز راز خویش غافل تا چند
این ساعت سیمین که تو داری اے یار	〃	آگاه کند چو نیک بینی هر بار
هر لحظه ترا بے خبر آگاه کند		هر ساعت عمر را غنیمت بشمار
داری بهمه وقت چو ساعت درپیش	〃	بنگر زمآل خویش اے دوراندیش
زان عمر که باقیست شود کم هر دم		دانی تو ز غفلت که شود عمر بیش
میداری ساعت فرنگی در بر	〃	می بینی هر وقت کارش اکثر
اے باقی وقت را غنیمت بشمر		از عمر تو هر دقیقه کم شد بنگر
در عالم فانیست ترا پیش سفر	〃	همراه تو آید نه برادر نه پسر
نے زاد و نه راحله نه بار و نه خر		غیر از عمل تو رهنما نیست دگر
جز آه بوقت سوز و ساز ے نیست	〃	جز ناله مرا هیچ هم آواز ے نیست
هیهات مرا برنج اندوه فراق		غیر از دل من رفیق جان باز ے نیست

مرتاضِ ریاضت نکند بے سببے اے من طلبِ وجد کہ قولِ عربست	باقی	بیدار بغیر مطلبے نیست شبے مارا نبود بغیر وحدت طلبے
زاہد بہ نماز است برائے جنت مارا حتِ دل بکوئے او میخواہیم	〃	عابد بہ نیاز در ہوائے جنت زنہار نہ باشیم گدائے جنت
عمرِ صد سالہ ام شدہ جملہ خراب ضائع شدہ سی سال بطفلی و شباب	〃	پنجاہ ازان گزشتہ در شب خواب در پیری بست رفت باقی چہ حساب
حیوانست بہ فیض خویش بہتر از من جسم تو بخورد و نوش غافل ہمہ عمر	〃	گاؤ بزو میش داده شیر و روغن بعد مردن غذائے زاغ است وزغن
اے ہیچ چہ کردہ تو گوانسانی صادر نشد از تو کار خیرے باقی	〃	در فعل نکوہیدہ بدتر از حیوانی دائم بہ تن آسانی خودی مانی
ہر چند نگاہ جستجو ہر سو دید آن کس کہ کشاد چشم باطن باقی	〃	از دیدۂ ظاہری کجا آن رو دید او را با خویش و خویش را با او دید
یارب چہ بگویم کہ کرم کن بر من من از تو طلب نمی کنم دیگر چیز	〃	بخودی بخشی گناہ گارم گر من لطفے فرما کہ من نہ مانم در من

هر قطره شود منبع آب حیوان	باقی	هر ذره شود مشرق نورایمان
بحر فضل تو گر بیاید در جوش		مهر مهر تو گر به گردد رخشان
کام دل ناکام تو میدانی تو	〃	آغاز هر انجام تو میدانی تو
آن جوهر جان چیست نمی دانم هیچ		این معنی ابهام تو میدانی تو
جان از تو دلم از تو بدن هم از تست	〃	شاخ و گل و غنچه و چمن هم از تست
هستی مانند بوی باغ هستی		آب و رنگ رخ زمن هم از تست
دنیا را عافیت مبارک باشد	〃	زاهد را عاقبت مبارک باشد
جز عرفان نیست عارفان را هوے		ما را این معرفت مبارک باشد
مغموم مشو اگر وفات ما شد	〃	از رحمت او به بین نجات ما شد
چون باعث وصل حق حمات ما شد		این مردن ما به از حیات ما شد
وان جلسهٔ عیش ما بشام دگر است	〃	کیفیت بزم ما ز جام دگر است
این مسکن ما نیست که تو می بینی		آنجا ز برائے ما مقام دگر است
هر چند صبا به شوق بوے تو رود	〃	گو چرخ زسر به آرزوے تو رود
بے راه روی بود چنین راه روی		نتواند کس براه کوے تو رود

نے بندۂ اینم و نہ آنم باقی در شیوۂ طاعتم نہ یابی فرقی	باقی	بے شبہ غلام او بجانم باقی زانسان کہ بدم بندہ ہمانم باقی
خود را گم کردہ ام خدا یافتہ ام شیخ و راہب نیافتندش تبلاش	〃	از خویش خدا را بخدا یافتہ ام از کعبہ و دیر ماسوا یافتہ ام
ہے ہے چکنم فکر سبکساری خویش بار دو جہم سرم شد است آیاران	〃	جز او نبود امید یاری خویش از پا بفتادم ز گران باری خویش
از کن لکن کون و مکان کارم نیست آنی تو کہ از آن تو این و آنند	〃	وز وسوسۂ ہر دو جہان کارم نیست من آن توام بہ این و آن کارم نیست
واللہ باطلاق خداہست و نیست آگاہ کسی نگشت از ہستی او	〃	چون عکس ز آئینہ جداہست و نیست چون بو بہ گل و غنچہ بماہست و نیست
اے دل چہ دلاوری تو اللہ اللہ انسان را میدہی تو قرب رحمان	〃	در جسم چو داوری تو اللہ اللہ خوش ہادی و رہبری تو اللہ اللہ
چون آہ غبث اثر نکردی رفتی مثل برق آمدی و رفتی افسوس	〃	چون نالہ بجان خبر نہ کردی رفتی در قصر دلم گذر نکردی رفتی

در ملتِ ما کافر و دیندار یکیست گر چشم بطون است ببین وحدت را	باقی	سر رشتهٔ سبحه تا بزنار یکیست گو دیده دو بست لیک دیدار یکیست
جان را محبوس تن نکردی چه شدی امکان و وجوب را بدینسان باهم	〃	زین گونه ستم بمن نکردی چه شدی آن خالق ذوالمنن نکردی چه شدی
اے راهِ روان مرا سفر در وطن است این رمز ندانی تو که جاهل هستی	〃	هم خلوت من مدام در انجمن است کیفیت این هر دو چو بو در چمن است
دردش زبرائے دل دوا بود دوا وقتیکه طبیب من خدا بود خدا	〃	بیماریٔ عشق هم شفا بود شفا عیسیٰ و مسیحیش کجا بود کجا
یا هو یا هو بخوان به ذکر یا هُو در قرآن است کُل شیٔ هالک	〃	بیدار تو جمله ما سوا را ماهُو این کون و مکان فنا شود الا هُو
چون مهر اگر جلوه نمائی چه عجب گس نادرت خلق عالم به ظهور	〃	روشن بکنی همه خدائی چه عجب نام تو خداست گر خود آئی چه عجب
دل رفت و خبر نداد دلدار کجاست اندر ره دیر و کعبه هستم بخمار	〃	مقصود و مراد جان این زار کجاست اے یار ره خانهٔ خمار کجاست

ثابت نشد اینکه قصد سیار کجاست این جمله عبث دوا دوی میسازند	باقی	منزل که آسمان دوار کجاست کس را خبرے نیست که آن یار کجاست
ز آغوش من زار چو جانان برخاست وز دیده زار جوش عمان برخاست	〃	صد نالهٔ حشر از دل هم جان برخاست برخاست نه او هزار طوفان برخاست
بیرون ز مکانست مکان من و تو جز کالبد خاک که خاکش بر سر	〃	بے نام و نشانست نشان من و تو دیگر چه حجابست میان من و تو
فرمود تو بیخودی شرابت چه دهم کردم چو سوال وصل با آن عیار	〃	داری دل پُر سوز کبابت چه دهم گفتا که تو من شدی جوابت چه دهم
باقی دل گم کردهٔ خود باز نیافت هر چند تلاش کرد در عرصهٔ دهر	〃	مثلش یک آشنائے جانباز نیافت هم از چنین شریک انباز نیافت
بشنو تو نه گوش هوش میدارم یاد از دست جفائے چرخ نیلی افسوس	〃	آن تخت بسلیمان که بر فتی بر باد ز و نام و نشان نیست چنان شد بر باد
تا کے مانم ز خویش بیرون فریاد یارب غیر از تو نیست فریاد رسی	〃	تا چند ز غم دلم شود خون فریاد فریاد ز دست جور گردون فریاد

اے یار تصور تو چونی چیکنم گویند عیانی و نہانی لیکن	باقی	حیرانم وصف بے چگونی چکنم نے بیرونی نہ اندرونی چکنم
اوّل آن شوخ در ربود از من دل کار دل بود صبر کردن باقی	〃	پس گفت بہ ہجر صبر را کن حاصل بیدل چکنم صبر ہمین شد مشکل
طنبور و چغانہ و رباب چنگ است از پردۂ ساز گو برون می آید	〃	بنگر کہ بسا رنگ درین نیرنگ است ہر نغمہ جدا مگر ز یک آہنگ است
گر دیدہ چیان وحدت و کثرت ہمہ او کو نام و وضع و حیثیت ہست جدا	〃	من میگویم مثال آن زمزمہ تو در اصل ز گل کوزہ و جام است و سبو
خود دلبر و خود دل است اللہ اللہ با کس نہ توافق است اورا نہ تضاد	〃	خود کوزہ و خود گل است اللہ اللہ خود رہبر و خود منزل است اللہ اللہ
جانم ز دل و دیدہ در آفت اُفتاد از چشم نظارہ باز خود می گریم	〃	آن آنچہ کہ دید این بجایش بنہاد ہم از دلِ والۂ خودم در فریاد
از گرمیٔ عشق چند سازی تو فرار استقلالِ تو کیمیا می گردد	〃	بیہودہ مدہ بباد خود را ز نہار سیماب صفت دمے بشو قائم نار

چون نیست بدل حب خدا ای زاهد	باقی	این صوم و صلات است چرا ای زاهد
بگزار همه مکر و ریا ای زاهد		والله بالله تا کجا ای زاهد
ای ملا گر ترا است علم منقول	〃	اوقات مکن صرف به بحث معقول
گر معرفت خدا ندارى والله	〃	این علم و فضیلت تو بود فضول
شد خلق جهان تمام ماشاء الله	〃	هم پیدا صبح و شام ماشاء الله
تقدیر مشیتش چنان کامل بود	〃	گردیده ظهور عام ماشاء الله
ای غافل و بی خبر زیاد خدا	〃	هیچ است همه جهان و هم مافیها
امروز چه تحصیل نمودی اینجا	〃	دارى بدل اُمید مراد فردا
جان رفته و خاک خسته این تن گردید	〃	یا نی خرابیم دل من گردید
جز حسن عمل نرفته همراه کسے	〃	بیگانه یگانه دوست دشمن گردید
این خلعت اکرم نقد کرمنا	〃	وین زیور بیش قیمت علمنا
از خلعت خانه خدا گشته عطا	〃	حیف است نگویم اگر سلمنا
هر شخص ازان سوے رسیده است اینجا	〃	اعمال بد و نیک گزیده است اینجا
شد حسن عمل کشاد باب جنت	〃	قفل است آنجا مگر کلید است اینجا

تا چند غریق جهل مانیم افسوس صرف و نحو و بیان و معقول همه	باقی	افتاده به ورطه گمانیم افسوس وانیم مگر هیچ ندانیم افسوس
چون طائر آشیان فراموش جهاز هر سو که کنم نگاه بحرست محیط	〃	جا یافته ام نموده ام گر پرواز نادم به همان مقام میگردم باز
اے بار خدا تو امن و ملجائے هر سو شده بحر ما سوائے تو محیط	〃	دورم منگن ز خود به بے پروائے چون مرغ جهازم کنیا بم جائے
گر می پرسی که چون نه مردی بے من جانم پنهان شدست زیر قدمت	〃	من چون میرم که هست مشکل مردن موت آمد و برگشت که خالی ابدست
هندو داند که باز آیم به جهان هر کس که شد از جهان نیامد خبرش	〃	مسلم گوید دگر نیاید انسان اینست یقین دان همانست گمان
زین دار به برون مبارک باشد جانان را یافتم ز فیضت اے مرگ	〃	این مژده میمنت مبارک باشد این جان بخشی منت مبارک باشد
او هست وجود هستی ما بالله در خلق نه توست اینجا نه قیام	〃	خبر در گه او کجا بود جا بالله لاحول ولا قوت الا بالله

در دو هرا میر محتشم گو باشم یا مسلم پاک یا که هندو باشم	باقی "	یا آنکه چو درویش دعا گو باشم لعنت بر من اگر بغیر او باشم
ما سویش می دویم انشاء اللہ ما صورت موجیم ز دریا بکنار	"	در راهش می رویم انشاء اللہ واصل هم می شویم انشاء اللہ
از جائے که آمدیم اینجا اے یار زین راز خود آگهی چه پرسی از ما	"	لا بد که همان جا برویم آخر کار تحصیل حاصل است این استفسار
غفار ا بخشش ترا میدانم پیشت چه کرام کاتبین بر خوانند	"	بے باک ز روز حشر زان می مانم یکسر سیه است نامه عصیانم
هر چند بسے گناه گارم یارب تو ارحم ر احمین عالم هستی	"	از کرده خویش شرمسارم یارب از رحمت تو امیدوارم یارب
کارم نبود چون و چرا یا اللہ مشغول به ذکرم و ز دل میگویم	"	دریاد تو ام صبح و مسا یا اللہ اللہ اللہ بار ها یا اللہ
اے فیض تو کرده نام ها را نامی باقی را کن عطا جلال و اکرام	"	ز یبا ست تو لیست فیض عامی حقا که تو ذو الجلال والاکرامی

اسم باقی بیاب در هر اشیاء برده ده ضرب قسمتش سازد بست	باقی	شش چند عدد شی کن و افزا یک را باقی بر یازده زن و سه بفزا
باقی اسمیست چون ز اسمای خدا ز آب کوثر بشو زبان را تو نخست	〃	اے مدعی از حفظ کنی هست روا آنگاه بگیر نام این باقی را
باقی که نیاز شیوهٔ عجز آئین است از چشم کمش مبین خلاف آئین	〃	در خلق خدا عاجز و بس مسکین است لیکن به حساب جای باقی پائین است
جانان که ز دل گزشت در دل باقی است رویش همه جا او رفت و بوصل رفتگان شد مسرور تا صبح نشور	〃	در سینه و لم بشکل سبل باقی است سرگرم فنا آن کس با و نگشته واصل باقی است صد واویلا
این یکصد و سیزده ۱۱۱۳ رباعی بنگر کام تو همه بر آید اندر عالم	〃	از باقی هم عدد بدان و بشمر اے باقی فانی تو کنی ورد اگر

تمت بالخیر

فہرست کتب

مصنفہ ومؤلفہ راجہ گردھاری پرشاد محبوب نواز رونق باقی

نمبر	نام کتاب	قیمت
	تصانیف فارسی نظم	
۱	پیرایہ عروض	۶/
۲	یادگار باقی	
۳	قصائد باقی	
۴	بہار عام	
۵	پرنس نامہ	
۶	مثنوی صنائع بدائع	
۷	تنبیہات باقی	
۸	بھاگوت شریف	
۹	رامائن مسیحا	
۱۰	رباعیات با برکات عرف نودونہ نام	۴عد/
۱۱	رباعیات مناجات	۲/
۱۲	باقی نامہ	
۱۳	باغ رزاق	۱عد/
۱۴	مثنوی شمع منور	۴/
	تصانیف فارسی نثر	
۱۵	نشات باقی	
۱۶	انشاء رائے چنالال	
۱۷	کنوز التواریخ	
۱۸	کلام متفرقات	
۱۹	افضل التصحیح	
	اردو	
۲۰	دیوان اردو بقای باقی	۸/
۲۱	بھاگوت سار	۲/
۲۲	سیاق باقی	
۲۳	یتی چرتر سوانحعمری سری بہاسکرانند سرسوتی	۴/
	ہندی	
۲۴	شنبھو پران	
۲۵	کیشو پران	۸/

جن کتب کی قیمت درج نہیں وہ مہتمم کتب خانہ راجہ نرسنگھ راج بہادر محلہ حسینی علم حیدرآباد دکن سے ملکتی ہیں

رسالہ

اصلاح

مع

ایضاح شرح اصلاح و ازاحۃ الاغلاط

مؤلفہ محقق کامل الفن جناب مولانا ابو النیر محمد ظہیر احسن صاحب شوق نیموی عظیم آبادی

جس میں
غلط الفاظ کی تحقیق کے علاوہ
نسخ و آتش کے زمانے سے لیکر آجتک، جتنے الفاظ فصحا نے ترک کیے ہیں
اور عوام اون سے واقف نہیں اون سب کا بیان ہے اسکے علاوہ عمدہ عمدہ فائدے
لکھے گئے ہیں جیسے تعقید شتر گربہ دم کا پھلوا اضافیت و تذکیر و تانیث و تذکیر و تانیث مقدرات
وغیرہا

سید فضل الحسن حسرت موہانی بی اے اڈیٹر رسالہ اُردوئے معلی علی گڑھ
نے اپنے

اُردو پریس علی گڑھ میں چھاپا
اور شائع کیا
بمت فیجلدہ ر

اصلاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

اما بعد ارباب فن کا خادم **شوق** نیموی عظیم آبادی عرض کرتا ہے کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا اپنی عمر کا ایک بڑا حصہ علوم و فنون کی تحصیل میں صرف کیا۔ طبیعت میں کچھ ایسی آزادی آگئی ہے کہ کئی سال سے اس دلکش شہر لکھنؤ میں رہنے کا اتفاق ہوتا ہے اگر غور کیا جائے تو شاعری ہم لوگوں کے لیے باعث فخر نہ ٹھیرے گی مگر ارمان بھرے دل اور فطرتی ذوق سے مجبور ہو کر اس فن کی تحصیل میں مجھے اپنا ایک عزیز وقت ضایع کرنا پڑا۔ برسوں یہی رہا کہ کبھی کچھ لکھ سنکر میں دل کا غبار نکالا کیا اور کبھی نامی شعرا کی خدمت میں حاضر ہو کر اس فن کے نکتے حاصل کرتا رہا۔ کئی مہینے ہوئے غلط الفاظ کے بیان میں ایک فارسی رسالہ ازاحۃ الاغلاط نام چھپوا کر شائع کیا جسکو اہل انصاف نے دیکھکر دل و جان سے پسند کیا خصوصاً جوہر شناس ہمیشال قدردان ارباب کمال عالیجناب معلی القاب نواب **کلب علیخان بہادر** والی رامپور دام اقبالہ نے ملاحظہ فرما کے نہایت عزت سے مجھ اپنے دربار میں طلب فرما کر خلعت قدردانی سے سرفراز کیا اور میرے حوصلہ سے زیادہ اسکے صلے میں انعام عطا کیا جس سے دامن آرزو گوہر مقصود سے مالامال ہو گیا۔ پھر بھی مجھے نہ اپنی تحقیقات پر ناز ہوا اور نہ شاعری کا دعوی ہے

ایضاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم **اما بعد** خادم ارباب سخن ابو الخیر محمد ظہیر حسن **شوق** نیموی عرض کرتا ہے کہ کئی سال ہوئے ایک مختصر رسالہ جسکا نام **اصلاح** ہے تالیف کر کے میں نے ہدیۂ ناظرین با تمکین کیا۔ ملک نے نہایت قدردانی کی۔ اخبار والوں نے بہت کچھ تعریف لکھی حضرات دہلی و لکھنؤ نے بھی نہایت پسند کیا جناب خورشید لکھنوی نے اپنے رسالہ افادات میں بہت کچھ توضیح تحریر فرمائی بلکہ بعض جگہ اپنے رسالہ میں اسکا حوالہ بھی دیا اسیطرح اور لوگوں نے بھی اسکے حوالے دیئے المختصر اس رسالے نے بہت کچھ حسن قبول پیدا کیا اور رسالہ کی بابت میں ہمیشہ یہی سنتا رہا کہ تک گیا جناب منشی حشمت پیام یار نے دوبارہ چھاپنے کیلئے مجھ سے اجازت طلب کی ہر چند مجھ کو اصرار سے پہلے نظر ثانی کی کیا بجا مرد اتنا کا اتفاق ہوا گھنٹوں نظر ثانی کی نوبت آئی [illegible]

اصلاح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

اما بعد ارباب فن کا خادم **شوق** نیموی عظیم آبادی عرض کرتا ہے کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا اپنی عمر کا ایک بڑا حصہ علوم و فنون کی تحصیل میں صرف کیا۔ طبیعت میں کچھ ایسی آزادی آگئی ہے کہ کئی سال سے اس دلکش شہر لکھنؤ میں رہنے کا اتفاق ہوتا ہے اگر غور کیا جائے تو شاعری ہم لوگوں کے لیے باعث فخر نہ ٹھیرے گی مگر ارمان بھرے دل اور فطرتی ذوق سے مجبور ہو کر اس فن کی تحصیل میں مجھے اپنا ایک عزیز وقت ضایع کرنا پڑا۔ برسوں یہی رہا کہ کبھی کچھ کہہ سنکر میں دل کا غبار نکالا کیا اور کبھی نامی شعرا کی خدمت میں حاضر ہو کر اس فن کے نکتے حاصل کرتا رہا۔ کئی مہینے ہوئے غلط الفاظ کے بیان میں ایک فارسی رسالہ ازاحۃ الاغلاط نام چھپوا کر شائع کیا جسکو اہل انصاف نے دیکھکر دل و جان سے پسند کیا خصوصاً جوہر شناس بمیثال قدردان ارباب کمال عالیجناب معلی القاب نواب **کلب علیخان بہادر** والی رامپور دام اقبالہ نے ملاحظہ فرما کے نہایت عزت سے مجھے اپنے دربار میں طلب فرما کر خلعت قدردانی سے سرفراز کیا اور میرے حوصلہ سے زیادہ اسکے صلے میں انعام عطا کیا جس سے دامن آرزو گوہر مقصود سے مالا مال ہو گیا۔ پھر بھی مجھے نہ اپنی تحقیقات پر ناز ہوا اور نہ شاعری کا دعویٰ ہے

ایضاح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم **اما بعد** خادم ارباب سخن ابوالخیر محمد ظہیر حسن **شوق** نیموی عرض کرتا ہے کہ کئی سال ہوئے ایک مفید رسالہ جسکا نام **اصلاح** ہے تالیف کر کے میں نے ہدیۂ ناظرین با تمکین کیا۔ ملک نے نہایت قدردانی کی۔ اخبار والوں نے بہت کچھ تعریف لکھی حضرات دہلی و لکھنؤ نے بھی نہایت پسند کیا جناب خورشید لکھنوی نے اپنے رسالہ **افادات** میں بہت کچھ مدح تحریر فرمائی بلکہ بعض جگہ اپنے رسالہ میں اسکا حوالہ بھی دیا اسیطرح اور لوگوں نے بھی اسکے حوالے دیئے ہیں المختصر اس رسالے نے بہت کچھ حسن قبول پیدا کیا اور باتکی بات میں ہاتھوں ہاتھ بک گیا جناب **منشا** تھم پیام یار نے دوبارہ چھاپنے کیلئے عہد بلکہ مجھ سے اجازت طلب کی ہم دونوں کے اصرار سے پہلے انتظامی کی یا بجا خود ابتدا کا اتفاق ہوا گھٹا ٹوپ بارش کی نوبت آئی ع

نسخہ نفیس تا ہر کشندہ زوال رسید کہ سیم و زر دست ہو گیا اور یہ مختصر سا حاشیہ لکھا اور **ایضاح** نام رکھا۔ واللہ الموفق و المعین و الفتاح

استادی حضرت تسلیم ایسے کہنہ مشق کا قول ہی ؎ ابھی سے کیا کریں دعوٰی شاعری تسلیم یہ کام وہ ہی کہ جو عمر بھر نہیں آتا۔ مگر چونکہ اکثر نوآموزوں کو اُردو شاعری کے لق و دق وادی میں سرگرداں پایا اور جا بجا ٹھوکریں کھاتے دیکھا نہ ادسے ساتھ کوئی رفیق شفیق ہی کہ اس ہرزہ خیالی سے باز رکھے اور نہ کوئی خضر رہنما ہی کہ سیدھی راہ بتائے جسطرف جی میں آیا چل نکلے اور جدھر طبیعت چاہی قدم بڑھا دئے۔ نہ بلندی کے چڑھاؤ کا لحاظ ہی اور نہ پستی کے اُتار کا خیال زمانے نے کتنے پلٹے کھائے مگر اُونکی پُرانی چال نہ بدلی اسکا کچھ خیال ہی نہیں کہ عالم میں کبھی کیا ہوا تھا اور اب کیا ہوتا ہی میرے جوش ہمت نے غایت ہمدردی سے اس امر کو قبول نہ کیا اور مجھے ایک چھوٹے سے مفید رسالے کی تالیف پر آمادہ کیا۔ اب میں اپنے مختلف معلومات کو قلم بند کرکے اصلاح نام رکھتا ہوں اور نہایت خوشی سے شائقین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ انصاف پسند حضرات جب اسکو ملاحظہ فرمائیں گے مولف کو کلمۂ خیر سے یاد فرمائیں گے وما توفیقی الا باللہ

تعقید لفظی

اگر لفظ اپنی اصلی جگہ پر نہو اوسکو تعقید لفظی کہتے ہیں اردو میں فاعل کو فعل و مفعول سے پہلے اور فعل کو سب سے آخر لانا چاہیے جیسے تم نظر اوٹھاؤ۔ اگر اسکو یوں کہیں کہ تم اوٹھاؤ نظر یا اوٹھاؤ نظر تم تو تعقید ہو جائیگی۔ اور نون نافیہ فعل سے پہلے ہونا چاہیئے جیسے تم نجاؤ۔ اگر یوں کہیں کہ تم جاؤ نہ تعقید ہو جائیگی اور مضاف الیہ کو مضاف سے مقدم و متصل ہونا چاہیے جیسے میر کا دیوان۔ اگر یوں کہیں دیوان میر کا تعقید ہو جائیگی۔ البتہ بعض مضاف ایسے ہوتے ہیں کہ ہمیشہ تقدیم ہی چاہتے ہیں جیسے بے تمہارے اور جب موصوف یا صفت ہندی لفظ ہو تو صفت مقدم لانا چاہیے جیسے اچھے قلم خوشنما دو جین۔ لیکن نظم میں اگر پورے پورے طور پر اسکا برتاو کیا جاتا تو شعر کہنا دشوار ہو جاتا اس سبب سے اکثر جگہ لفظی تعقید معیوب نہیں ٹھہرائی گئی البتہ جبکہ لفظوں کی اولٹ پھیر سے ترکیب درست ہو جائے اور نظم میں کچھ خلل نہو تو بیشک

لہ تعقیدیں دو قسم کی ہوتی ہیں ایک تعقید معنوی جو المعنی فی بطن الشاعر کا مصداق ہو اگر تی ہی دوسری تعقید لفظی جسکی تعریف متن میں مذکور ہی ۱۲ الیضاح ۳ تم فاعل اور نظر مفعول اور اوٹھاؤ فعل ہی ۱۲ الیضاح ۳ ناسخ ہوا نے ایک غزل لکھی ہی جسکا مطلع یہ ہی ؎ واہ میں کیا ہی ترے ابرو خمدار سیاہ ایسی ہرگز نہ ولایت کی ہو تلوار سیاہ ظاہر ہی کہ ردی یعنی قافیہ کا آخر حرف موتوف ہی حسن مطلع یہ ہی ؎ زلف جاناں کے برابر میں ہی کار سیاہ کہ مراشیشۂ نظارہ ہوا تار سیاہ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اسمیں عیب غلو ہی اس شعر کے قافیے مکسور الآخر ہیں مگر حقیقت میں اونکا خیال غلط ہے یہاں ترکیب فارسی نہیں بلکہ ہندی ترکیب ہے بسیاہ مار اور سیاہ تار کے عوض مار سیاہ اور تار سیاہ وقف کے ساتھ استعمال کیا ہے الغرض اس غزل میں عیب غلو نہیں ہاں تعقید لفظی ہے کہ صفت کو موخر کر دیا ہی ۱۲ الیضاح

معیوب ہے جیسے ع جب نکلتے ہیں سینے سے نالے ع جوانی کسی کی لڑکپن کسیکا ع ہمارا دل ہی وارفتہ محبت میں حسینوں کی ع بندے اچھے اچھے اب اوس شوخ پر مرنے لگے۔ ان سب مصرعوں کو اسطرح نظم کرنا چاہیے ع نالے سینے سے جب نکلتے ہیں ع کسی کی جوانی کسی کا لڑکپن ع ہمارا دل ہی وارفتہ حسینوں کی محبت میں ع اچھے اچھے بندے اب اوس شوخ پر مرنے لگے۔ ہاں اگر انقلاب سے کوئی دوسری خرابی پیدا ہو جیسے ع کون آتا ہے سیر گلشن کو۔ اگر یوں کہیں ع سیر گلشن کو کون آتا ہے تو کو کون کے اجتماع سے مصرع میں ثقل آجائیگا۔ یا جیسے دامن کسی کا مدفن کسی کا میں ع جوانی کسی کی لڑکپن کسی کا۔ ایسی صورتوں میں یہ تعقید معیوب نہ ٹھہرے گی۔ اب یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ جب فعل یا مفعول کی تخصیص وغیرہ مراد ہوتی ہی تو اوس وقت انکو فاعل پر مقدم کر لیتے ہیں جیسے یہ کہتا ہے کون کہ تم نے خطا کی۔ اسیطرح جب مضاف الیہ کی تخصیص وغیرہ کیجاتی ہی تو اوس وقت مضاف الیہ و مضاف میں اتصال باقی نہیں رہتا۔ جیسے ناسخ کا دیوان ہے آتش کی بھی غزل ہے اور یہ بھی سمجھ رکھو کہ فعل کے علامات جو استمرار وغیرہ پر دلالت کرتے ہیں اگر اپنے محل پر نہوں تو بہت بڑی تعقید ہے جیسے سنا تھا کی جگہ تھا سنا چلے گئے تھے کی جگہ گئے تھے چلے۔

حشو

حشو اوس زاید لفظ کو کہتے ہیں جس کے حذف کرنے سے کلام میں حُسن پیدا ہو جائے۔ حتی الامکان حشو سے احتیاط چاہیے مگر بعض جگہ شاعر اسکے اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے جیسے ؎ شمشیر بکف دیکھکے حیدر کے پسر کو۔ جبریل لرزتے تھے سمٹے ہوئے پر کو۔ دوسرے مصرع میں کو حشو ہے مگر ردیف ہونے سے شاعر مجبور ہو گیا۔ المختصر جہاں اوسنے تغیر و تبدل سے اوسکا نکالنا ممکن ہو وہاں اس قسم کے الفاظ معیوب سمجھے جاتے ہیں جیسے ع شب وصل میں وہ خفا ہو گیا ع کہیں اپنے دل کو لگائے ہوئے ہیں ع عرش پر سے اوتر آئے کیونکر ع محفل دلدار میں بس شمع کی حاجت نہیں ؎ دیکھکر کے رُخ تاباں کو ترے اے جاناں۔ جو بہلا حور کو چاہے وہ مسلمان نہیں۔

ع اگر چاند ہوئے مقابل کیسکا ع کسطرح سے دکھائیں داغ جگر۔ یہ سب مصرعے یوں کہنے چاہئیں ع شب وصل وہ بت خفا ہو گیا ع مقرر کہیں دل لگائے ہوئے ہیں ع عرش سے تم اوتر آئے کیونکر ع محفل دلدار میں کچھ شمع کی حاجت نہیں ؎ دیکھکر عارض پر نور ترا ای جاناں۔ جو بہکے نہ کرے حور کی خواہش وہ مسلمان نہیں ع جو ہو ماہ تاباں مقابل کسی کا ع کسطرح ہم انج

مقدرات

مقدر اوس لفظ کو کہتے ہیں جو ندکور نہو مگر اوسکے معنے لیے جائیں اگرچہ بعض جگہ تقدیر مزا دیجاتی ہے جیسے ؎ کبھی اوسنے امید الفت ہے ۔ کبھی یہ فکر ہے اگر نہوئی ۔ مگر اکثر جگہ یہ تقدیر فصاحت کے خلاف ہوتی ہے جیسے ع نارسا آہ اگر چرخ ہلایا بھی تو کیا ۔ اسمیں حرف ندا مقدر ہی یعنی اے نارسا آہ

شتر گربہ

ایک ہی چیز کو تعظیم اور تحقیر دونوں کے ساتھ استعمال کرنا شتر گربہ ہے ۔ اگر ایک ہی جملہ میں صراحتہً ان دونوں کا اجتماع ہو تو محض نادرست ہے جیسے ہم کہتا ہون ۔ تم کہتا ہے ۔ اور اگر مختلف جملوں میں ہو اور وہ جملے ایک شعر میں نہوں تو درست ہے ورنہ نادرست جیسے ؎ تیری باتوں کا کیا ٹھکانا ہی آپکا شاکی ایک زمانہ ہی ؎ پاس جب سے ہمارا یار نہیں ۔ دل کو اکدم مرے قرار نہیں ۔ مگر تو اور تم ۔ اور آپ اور تم کا اجتماع ایک شعر میں نادرست نہیں اسکی وجہ یہ ہی کہ مخاطب کی تین صورتیں ہیں ادنے اوسکے لیے تو موضوع ہی اور اوسط اوسکے لیے تم موضوع ہے اور اعلے اوسکے لیے آپ موضوع ہے چونکہ تم توسط کے درجے میں ہے اس سبب سے اسکو تو اور آپ دونوں کے ساتھ فی الجملہ مناسبت ہے جب تو و تم اور تم و آپ دو جملوں میں واقع ہونگے تو ایک قسم کا

---

۱ حرف ندا کی تقدیر کہیں تو فصیح ہوتی ہی اور کہیں محض غیر فصیح اور کہیں فی الجملہ غیر فصیح جب انسان کو کامل مذاق پیدا ہو جاتا ہے تو ہر ایک کا موقع کا کماحقہ سمجھ جاتا ہے ۱۲ ایضاح ۲ اسکو شتر گربہ اس لیے کہتے ہیں کہ اونٹ اور بلی میں جو مناسبت ہی وہی صیغہ جمع و مفرد اور کلمات تعظیم و تحقیر میں بھی ہے ۔ صیغہ جمع و کلمہ تعظیم بمنزلہ شتر ہیں اور مفرد و کلمہ تحقیر بمنزلہ گربہ ہیں ۱۲ ایضاح ۳ اس قید کا فائدہ یہ ہے کہ تم فرماتے ہو جو مستعمل بعض شعرا ہے اس میں بھی شتر گربہ ایک ہی جملہ میں ہے کیونکہ تم فی الجملہ تحقیر ہے اور فرمانے میں کمال تعظیم ہے مگر صراحتہً نہیں یہی وجہ ہے کہ لوگوں نے اس قسم کا جملہ استعمال کیا ہے المختصر تم فرماتے ہو جو باوجہ استعمال بعض نادرست تو نہیں مگر رکاکت سے خالی نہیں خصوصاً اوس شخص کے آگے جو خوب جانتا ہے کہ فرمانا تعظیم کے مقام میں بولا جاتا ہی ۱۲ ایضاح ۴ اسکی دو صورتیں ہیں ایک تو نظم ہی نہو دوسرے نظم ہو مگر ایک ہی شعر نہو چنانچہ شعر ہوں ۱۲ ایضاح ۵ جواز کی وجہ یہ ہی کہ رد قرے کی بول چال میں جب کوئی شخص کوئی واقعہ بیان کرنے لگتا ہی تو کبھی اپنے آپکو متکلم تعبیر کرتا ہی اور کبھی ہم سے وقس علی ہذا جب رد قرے کی بول چال میں خلاف نظر یہ بولنا ہیں تو مختلف شعروں میں یا نثر کے مختلف فقروں میں جائز کیوں نہو گا مقتدمین تو مقتدمین متاخرین کی مثنوی وغیرہ میں بھی اجتماع جایجا پایا جاتا ہی اسیطرح نثر میں بھی کہیں میں لکھتی ہوں دیکھیں ہم ایک نثر میں کہتا ہوں لکھتی ہیں اور کبھی آگے چلکر ہم کہتی ہیں بحر کیف ہیں وقس علی ہذا ۱۲ ایضاح ۶ یعنی جملے تو مختلف ہوں مگر شعر ایک ہی ہو ۱۲ ایضاح ۷ کیونکہ تم میں من وجہ تحقیر ہی اسلیے اسکو تو کے ساتھ مناسبت ہی اور چونکہ من وجہ تعظیم ہی اسکو آپ کے ساتھ مناسبت ہی بخلاف تو اور آپ کہ اول محض تحقیر لیکو اور ثانی محض تعظیم لیئے غرضکہ جو رکاکت تو اور آپ کے اجتماع میں ہی وہ تم اور آپ میں نہیں دونوں لفظوں میں فرق بین ہی ۱۲ ایضاح

پہنچ جائے گا۔ وزیر ؎ آئیو دامن او ٹھائے مدفن عشاق پر۔ ہاتھ لیجائے نہ کوئی تیرے داماں کیطرف۔ مومن ؎ یہ تمنے نئی طرح نکالی: معشوقی ہے آپ کی نرالی۔ نسیم دہلوی ؎ یہ شوخیاں تمہاری لکھی ہوئی ہیں دل پر: آخر کبھی تو میرے قابو میں آئے گا دلہ ذات شریف ہو تم میں خوب جانتا ہوں لطوفان اور کوئی مچھیرا او ٹھائیے گا۔ وزیر ؎ نثار کرتے ہیں آدیکھو جان تمنا کے پاس: گلے کو آپ کے خنجر پہ سر کو ٹھوکر پر۔ گویا ؎ محمدؐ سے صفت پوچھو خدا کی۔ خدا سچا پوچھے شان محمدؐ۔ قلق ؎ کچھ علاج ایسا بتاؤ کہ یہ درد دل بھی: آپ کی طرح مسیحائے جہاں و درد بے چارہ بجر ؎ شرارت آپ کی ہر حال میں ہے کوئی کیا جانے: دم سختی جو پتھر ہو تو وقت نرمی آہک ہو امیر ؎ میخانے میں پایا ہے امیر آپ نے مسکن: عشرت سے گذر جائے گی برسات تمہاری تسلیم ؎ یہ غلط ہے کہ یاد کرتے تھے مجھے تم ہجر میں: غیر کی الفت نہ تھا جو آپ کے میں دل میں تھا امیر ؎ خدا کی شان کہ ہم دیکھیں آپکی آنکھیں: نگاہ تک نہ کردم ادھر ادھر دیکھو دلہ غرور حسن تمکو ہی کمال عشق مجکو ہے: کہو تم میرے دل کی یا میں کہدوں آپ کے دل کی۔ اب یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ کہ شتر گربہ کی اس قسم سے بھی احتیاط اولے ہے اپنا جہان اوسکے عوض ضمیر منظم استعمال کرسکتے ہوں وہاں اوسکو ضمیر واحد متکلم کے ساتھ لانا شتر گربہ ہے جیسے ع دل مرا جان مری داغ سویدا اپنا یہاں میرا اور اپنا میں شتر گربہ ہے اپنا کی جگہ میرا کہنا چاہیے۔ اور ایسی صورت میں کہ ع اپنے ڈسے میں آپ نالاں ہوں: شتر گربہ نہیں کیونکہ اپنے کی جگہ میرے نہیں کہہ سکتے۔

پہلوے ذم

ذم کی دو صورتیں ہیں ایک صورت یہ ہے کہ کلام کے الفاظ کچھ ایسے طور پر واقع ہوے ہیں کہ دو معنوں کا احتمال پیدا کریں اور انمیں سے ایک معنی قبیح ہوں اور دوسری صورت یہ ہے کہ پورے الفاظ کے ملانے سے تو کلام ذوالمعنیین نرہے لیکن اگر اوسکا کوئی ٹکڑا علیحدہ کرلیں تو قبیح معنی پیدا ہوجاویں جیسے ؎ ہوا کا گذر بھی وہاں تک نہیں ہے: ہوا سطح ہندوزن کسیکا ؎ کم نہ طواؤ غیر سے مہدی: خون روئیں گے درنہ ہم غم میں ؎ پکڑ لینگے ہم دوڑکر اوسکا دامن

لہ خصوصاً تو اور تم کے اجتماع سے کیونکہ کلام اساتذہ میں بہت کم مستعمل ہوا ہے ۱۲ الیضاح ۲ اول بیت میں دو وجہیں ہیں ایک تو یہ کہ تم میں گو من وجہ تعظیم ہے مگر وہ تعظیم نہیں جو آپ میں ہے دوسرے یہ کہ بوجہ عدم تتبع و تدبر اکثر حضرات کا یہ خیال ہے کہ تم اور آپ کا اجتماع عموماً ناجائز ہے اگرچہ یہ خیال اونکا محض غلط ہے مگر احتیاط اسکو مقتضی ہے کہ ایسی چیز کیوں استعمال کیجاوے جسکو لوگ ناجائز محض جانتے ہوں ۱۲ الیضاح۔

ہیں محشر میں ہم اور قاتل ہمارا ؎ یہ آئینے عبث دیوار میں لگوائے ہو اے جان ! ہمارا دل ہے آئینہ اسے پیش نظر رکھو ؎ چڑھاؤ چادر گل قبر پر آ دہنسو بولو ، تمہارے منہ سے پھول اے عبرت نگار جھڑتے ہیں ۔ اچھے اچھے کہنہ مشق کبھی کبھی معانی و مضامین کی تلاش میں خیال نہیں رکھتے اور اس قسم کے مذموم شعر کہہ جاتے ہیں ۔ معشوق کو جو رشک خور لکھا کرتے ہیں مقید لفظ ہونے کے علاوہ اس میں ذم کا بھی پہلو ہے کیونکہ خور لفتح خا ہے رشک خر ہو جائیگا ۔ ایام بمعنی حیض کثرت سے مستعمل ہے بعض جگہ پہلوے ذم پیدا کر دیتا ہے جیسے ع یا کہ آئے ہیں اپنے ایام صحبت ۔ یہ لفظ بھی بعض جگہ پہلوے ذم پیدا کر دیتا ہے جیسے ع بگڑ جاتے ہیں اکثر آپ کیوں اتنا سے صحبت میں اب اے میں الف ثانی اکثر تقطیع سے گر کر آبے ہو ہو جاتا ہی جیسے ع بیتاب ہوں فرقت میں اب اے غیرت لیلی ! اسبات کا مضحکہ لکھنو میں مشاعرہ کے دن ایک[1] نامی شاعر کے شعر پر ہو چکا ہی آدمی کو اسکا بہت لحاظ رکھنا چاہیے کہ ہنسا نہ جائے

مبتذل مضامین

بعض[2] حضرات کو جدت کا شوق رہتا ہے کبھی کبھی ایسے شعر کہتے ہیں کہ صحیح مذاق والوں کے ذائقہ زبان پر روکھے پھیکے کڑوے کسیلے معلوم ہوتے ہیں جیسے ؎ چھڑا چلا قلک پہ بت خانہ جنگ کا ، چھوٹا ہے نیل گاؤ پہ کتا تفنگ کا ؎ کشتہ چشم کی تربت کا چرے گر سبزہ ، پیٹ سے بکری کے بچہ آہو پیدا ہو طفل گاؤ زر کے عشق میں آخر جان سے اپنے ہاتھ دھو بیٹھے ؎ اوڑائے پھرتی ہے باد مخالف مجکو گردوں پر ، نہیں معلوم جبھی کا پچھلا ہوں ؎ اسقدر لاغر ہوئے ہیں ہم خیال زلف میں ، اب سواری کو ہماری ایک جون

---

[1] دیکھو حضرت جلال لکھنوی کے تسبیرے دیوان کا شعر ہی ؎ اب آنکھ نہیں کب پھر کے آتی ہیں نظریں ، کہیں دیکھ پایا ہی روزن کیہکا حضرت خورشید لکھنوی نے رسالہ افادات میں لکھا ہو کہ بلوکل نے یہ مقطع جس مشاعرے میں پڑھا ہے خدا کیواسطے جلدی سے آکے اب گردن ! کوئی طول کی اس ہنگذار پر مارے بعض لوگوں نے بے تشدیدی و شوخی سے فقط مصرع ثانی کا اعادہ کرکے جو تعریف کی تو وہ بیچارے ایسے خفیف ہوئے کہ اوسدنسی تا دم مرگ گھر سے نکلنا کسی ملاقات کی ۱۲ ایضاً [2] یعنی امانت لکھنوی جنکا تخلص ستا ہے جیانموں نے یہ مصرع پڑھا ہے پھر جان آئی آپ کی داستان کیا کہی مشاعرہ والوں نے خل مچا دیا ۔ اے داستان کیا کہی اے داستان دیکھ ۱۲ ایضاً [3] رشک بوم جو ناسخ کو شاگرد رشید تھا اور علوم عربیہ و تحقیقات شعریہ میں بیشبہا کامل تھا جنوں نے بہت سے الفاظ متروک کو زندہ کیا ہی اور اس رسالہ میں اکثر اوہیں کے مستعمل ہیں پاس کمال بعض اوقات ایسی مبتذل شعر کہہ جاتے ہیں کہ لوگوں کو کھٹکے کا موقع ملتا تھا ۔ انکے دیوان میں ایک غزل کی جسکا یہ شعر ہی ؎ چاول الماس کی شت سخت جگر ، فرقت یار میں ہوا ہیں ، یہ تیر گھاسی کیوں فلک کا ہے ، پایا اور دلی میں ان پاؤ نہیں ، اسی قسم کی تین چار اور بھی ہیں حضرت رشید لکھنوی نے گوں کے نام پر طنز کی مشہور کر رکھا ہی ؎ دو ست چھپر چھاڑ ہوتے ہیں ، شک بنیاد ہی ہیں بلاؤ نہیں ، گاؤ کو دیکھا ہیں یہ شعر درج ہیں یا تو رشک قوم از لوگوں کا نام رکھنے سے اسکو اپنی سوسائٹی سے کاٹ دیا کسی تذکرہ نویس نے شعر اکے نام شعر کے ساتھ

درکار ہے۔ اور جب یہ حضرات بدرجاج ہونا چاہتے ہیں تو اس قسم کے شعر کہنے لگتے ہیں ؎

پیٹ ہے سن سُنکے گانا اوس بُت بے پیر کا ؛ دائرہ بجنے لگے حرف خط تقدیر کا۔ مانا کہ ع

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر ست ؛ اور بلند پروازی و جدت ایک عمدہ چیز ہے مگر مزے کے

ساتھ ہو غزل میں عشقیہ مضامین درد آمیز معانی پاکیزہ خیالات سلجھی ہوئی ترکیبیں نکھری

ہوئی بندشیں دلکش الفاظ چلبلے جملے مربوط مصرعے پھڑکتے ہوئے شعر ہونا چاہیں پچھلے

سابق زمانے سے اکثر دلی والوں نے بیشتر ان امور کا خیال رکھا ہے اسوجہ سے اسکو

دلی کا رنگ کہتے ہیں میر و درد کا کلیات نسیم دہلوی کا دیوان داغ کا کلام دیکھو کہ

کسقدر مقناطیسی اثر رکھتا ہے لکھنو کے اگلے شعرا میں سے صبا کی شیریں زبانی اور سحر کی سحر بیانی

دلی والوں سے ملتی جلتی ہوئی ہے اور اتبوا کثر لکھنو والوں نے اپنی طرز چھوڑ کر وہی رنگ اختیار کیا

ہے فی زمانہ ایسے دو چار نامی شاعر موجود ہیں جنسے لکھنو کو فخر ہے خدا اونکو سلامت

رکھے اب میں اپنی بعض غزلیں لکھتا ہوں ناظرین اونسے اس رنگ کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

غزل

" نالے بیتاب ہیں سینے سے نکلنے کیلیے	اوس ستمگر سے کوئی کہدی سنبھلنے کیلیے
چشم عاشق کے ہوں آنسو کہ کسی کا جوبن	بڑھ چلیں لاکھ مگر دونوں ہیں ڈھلنے کیلیے
خانۂ دل میں رہو تم جو یہاں جی گھبرائے	چلے آنا میری آنکھوں میں ٹہلنے کیلیے
شوخیاں اونکی سر بزم حیا سے بولیں	تجھکو محفل سے ہوا حکم نکلنے کیلیے
درد تعظیم کو پہلو سے نہ کیونکر اوٹھے	دل میں آتا ہے کلیجا کوئی ملنے کیلیے
کبھی میرا کبھی اونکا جو ہے شکوہ دلکو	ڈھونڈ ہتا ہے کوئی پہلو بدلنے کیلیے
اے مہر جذبۂ دل وقت مدد آپہونچا	گھر سے وہ آج نکلتے ہیں ٹہلنے کیلیے
اونکی تصویر جو چومی تو وہ جل کر بولے	اب یہ معشوق نکالا ہے بہلنے کیلیے
لاکھ رسوا ہو مگر چاہ بری ہوتی ہے	دل کو پھر ضد ہے اوسی کوچہ میں چلنے کیلیے
محفل غیر میں کیوں شمع جلائی تمنے	کیا وہاں کوئی نہ تھا رشک سے جلنے کیلیے
نامناسب ہے یہاں غیر کا رہنا شب وصل	تم اشارہ کرو اب شرم کو ٹلنے کیلیے
مر گیے ہم تو کفن دیکھ کے بولا وہ شوخ	جان دی اس نے نیا بھیس بدلنے کیلیے
حسرتیں بھر گئیں اے شوق یہانتک کہ	آرزو ڈھونڈتی ہے راہ نکلنے کے لیے

غزل

اودھر رُخ سے گھونگھٹ اوٹھانا کسی کا
اِدھر کھاکے غش تلملانا کسی کا

شبِ وصل وہ روٹھ جانا کسی کا
مزا دے گیا پھر منانا کسی کا

گرانا ہی دلپر قیامت کی بجلی
وہ مُنہ پھیر کر مسکرانا کسی کا

نگراہ کا قصد گھبرا کے اے دل
کچھ اچھا نہیں دل دکھانا کسی کا

وہ بھولی سی صورت لڑکپن کی باتیں
نہیں یاد ہے وہ زمانا کسی کا

کہانتک یہ زلف آپ سُلجھائینگا
ذرا دیکھیے پیچ کھانا کسی کا

مرے آگے کیا گل کھلائینگے غنچے
مجھے یاد ہے مسکرانا کسی کا

چمن میں جو گلچین نے کچھ پھول توڑے
تو یاد آگیا دل دکھانا کسی کا

سرِ بزم خم اور نیچی نگاہیں
اجی کھُل گیا دل چرانا کسی کا

مرے خانۂ دل میں خلوت گزیں ہے
کسی کو ملے کیا ٹھکانا کسی کا

تمہیں عشق ہے شوق سب روکتے تھے
مگر تمنے کہنا نہ مانا کسی کا

غزل

دل شوق حسینوں سے لگانا نہیں اچھا
ہوجاؤگے بدنام یہ نہ نہیں اچھا

ہم صاف کہے دیتے ہیں مانو کہ نہ مانو
دل عاشقِ بیکس کا دکھانا نہیں اچھا

رہتے ہو جو دل میں تو جگر کو نہ جلاؤ
ہمسایوں کے گھر آگ لگانا نہیں اچھا

منہ سے نہ کہیں آہ جہانسوز نکلجائے
جلتا ہو جو آپ اُسکو جلانا نہیں اچھا

دل کوئی چرائے تو نہیں اسکی شکایت
آنکھیں مگر ایجان چرانا نہیں اچھا

کھلجائینگے راز آپکے اس شرم و حیا سے
منہ چھپے سرِ بزم چھپانا نہیں اچھا

دیکھو نہ کہیں دل لگی اور بھڑک جائے
بالیں پہ سرِ شمع سلانا نہیں اچھا

ہم خوب سمجھتے ہیں جہاں جاتے ہو جاؤ
سر روز مگر راہ بتانا نہیں اچھا

پڑجاؤگے جھگڑے میں کہہ دیتے ہیں ایجان
ہر ایک کی آنکھوں میں سمانا نہیں اچھا

نازک ہیں عجب کیا کہ وہ دل تھام کے بیٹھیں
احوال شبِ غم اونکو سنانا نہیں اچھا

دامن کہیں مچلتے ہیں کبھی ملتے ہیں وہ ہاتھ
اے شوق ابھی ہوشمیں آنا نہیں اچھا

متروکات

جسطرح میر و میرزا نے ولی و حاتم کے اکثر مستعمل الفاظ ترک کر دیے تھے اوسی طرح ناسخ وغیرہ نے بھی میر و میرزا کے بہت سے الفاظ متروک کر دیے۔ جیسے او و ہر باشباع واو بر وزن دو بمراید ہر مع الیا بگانہ بجذف یا بجاے بیگانہ بیاس باظہار یا بر وزن دیار و ہراس سین کو کے معنی میں تنک ٹک ذرا کے معنی میں دوانہ بجاے دیوانہ ستی۔ سون سے کی جگہ سجن معشوق کے معنی میں تئیں پاس کے معنی میں سمجھو کبھی کے مقام پر کسو کسی کی جگہ بو ہو لو کے مقام میں مکھہ بمعنی رخ نت بمعنی ہمیشہ تئیں آنکھ کے معنی ہیں مجھ پاس۔ ہم پاس میرے پاس ہمارے پاس کی جگہ کہ ہے بدو ہرے ہی کرتا ہی دہرتا ہے کی جگہ آنیاں جانیاں آنین گنین کے مقام پر انہیں سے اکثر الفاظ تو وجوباً متروک کر دیے اور بعض الفاظ ایسے ہیں کہ کسی کسی کہیں کہیں استعمال بھی کیے ہیں۔ اسکے بعد اونکے تلامذہ کا دہ ماہوا انھوں نے کچھ لفظ ترک کیے جیسے بگونا کہ بعض شعرا اسکو متروک کہکے بولا استعمال کرتے تھے۔ برق ے خاک آلودہ جو گردش کو سر پا او ٹھا، دور سے لوگ یہ سمجھے کہ بھولا او ٹھا۔ سحر ے کن پہ یہ زاہد کی صحبت سے

لے میں نے یادگار وطن نام تذکرہ لکھا ہے جسمیں اپنی سوانح عمری اور حضرات نیمی کے حالات لکھے ہیں جا بجا ایسے فوائد عجیبہ و مباحث غریبہ لکھے گیے ہیں کہ قابل دید ہیں اسمیں متروکات کی بحث بسط کے ساتھ ہی تین قسم کے متروکات قائم کیے گیے ہیں۔ ایک وہ ہیں جنکو اور شعرا نے بھی ترک کیا ہی اور مولف بھی اونکا تارک ہی دوسرے وہ ہیں جنکو اور شعرا نے تو ترک کیا ہی مگر مولف کے استعمال میں ہیں۔ تیسرے وہ متروک ہیں جنکو خود مولف نے ترک کیا ہی فمن شاء التحقیق فلیرجع الیہا ۱۲ ایضاح ۲ے حاتم دہلوی بہت پرانے شاعر ہیں جنہوں نے زبان اردو میں پہلے پہل اصلاح دی ہی اور اپنے عہد کے بہت سے رنیک الفاظ ترک کیے ہیں اپنے دیوان سے غزلیں انتخاب کر کے ایک دیوان ترتیب دیا جسکا نام دیوان زادہ رکھا ہے اور ایک دیباچہ لگایا ہے جسمیں انہی متروکات کو لکھدیا ہی حق یہ ہی کہ راستہ دکھایا ہوا اصل میں حاتم دہلوی ہی کا ہی۔ پھر زمانے نے جو جوں پلٹا کھایا زبان بدلتی گئی۔ تراش خراش بڑھتی گئی آخر اردو کا رنگ روپ کچھ اور ہی نکل آیا ۱۲ ایضاح ۳ے اس لفظ سے اس امر کا اظہار مقصود ہی کہ ناسخ کے ساتھ اور شعرا بھی زبان کی اصلاح میں شریک ہیں اسی سے مومن و آتش وغیرہ کا کلام بہت سی اگو رکیک مستعملات سے پاک ہی تو میں ان لوگوں کی مصلح زبان ہونیسے کیونکر انکار کر سکتا ہوں ہاں اوسکو مانتا ہوں کہ ناسخ مرحوم نے اسطرف زیادہ توجہ کی ہی فافہم ۱۲ ایضاح ۴ے خصوصاً بیراو سط علی تشکک مرحوم نے بہت سے الفاظ متروک کی جنسے اونکا تمیر اوپر دیوان جو آجتک چھپا نہیں پاک ہی۔ متروکات کے باب میں اکثر لوگ رشک کرتے ہیں اور اسی سبب سے اکثر اونہیں کے متروکات ہیں ۱۲ ایضاح ۵ے کسی کسی جگہ بولا دونوں فصیح سمجھی جاتی ہیں مگر اب بولا مستعمل نہیں ۱۲ ایضاح

کہاں لایا جنوں یہ بھر ہو لا دیو ہے صحرائے وحشت ناک کا۔ پھر زمانے نے ایسا پلٹا کھایا کہ ہمارے وقت کے شعرا کا ڈنکا بجا۔ ان لوگوں نے اپنے پیشرو کے کلام میں وہی پرانے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ مگر فی زمانہ بہت سے الفاظ حتے الوسع استعمال نہیں کرتے اور بہت سے الفاظ وجوہاً ترک کر دیے آپہی پیشتر آپ ہی کی ہے گو اکر آپہی بہائے مخلوط التلفظ استعمال کرتے تھے۔ اب احتیاط رکھتے ہیں آخر ش بجائے آخر ذوق ؎ اخر ش دیکھا تو العلم بحجاب الاکبر۔ عاقبت پایا تو اس بلبہ کو اہل جنت۔ فصحائے حال احتیاط رکھتے ہیں آنکے آگے کی جگہ۔ مومن ع قتل کیا آنکے اچھا کیا ہمیں ع قبر پر اب کیا کرینگے آنکر۔ اکثر فصحائے حال استعمال نہیں کرتے آنکے جیسے ابکے دفعہ ابکے برس۔ عوام بیائے معروف بھی لیتے ہیں مگر صحیح بیائے مجہول ہے تسلیم ؎ کو چے میں ترے ضعف کا یہ زور ہے ابکے۔ پس جاتے ہیں ہم سایہ دیوار سے دبکے آزہار اسکے مدخول چلیہ کے بعد اسکا ترجمہ سے لا سکتے ہوں اکثر خواص احتیاط رکھتے ہیں جیسے ع روزن چشم کم از روزن دیوار نہیں۔ اسکی عوض روزن دیوار سے کم نہیں کہنا چاہیے انتظاری بزیادت یا غیر فصیح ٹھہرا ہوا ہے اندارا چاہ عریض وزیر ع روزن مور مری الکھوں میں اندارے ہیں۔ اکثر فصحائے حال استعمال نہیں کرتے اندھیارا اندھیرے کی جگہ بالکل متروک ہے انکھڑیاں انکھوں کے معنی ہیں۔ آتش ؎ اون انکھڑیوں میں اگر نشہ فصراب آیا۔ سلام جگ کے کرونگا اگر حجاب آیا۔ اکثر فصحائے حال استعمال نہیں کرتے اوپر جہاں صرف پر کافی ہے جیسے ع عجب صدمہ ہوا ہے دل کے اوپر۔ فصحائے حال استعمال نہیں کرتے البتہ ایسے مقام پر کہ فلاں چیز اوپر ہی کچھ مضایقہ نہیں اوجیالا فصحا نے ترک کر دیا ہے اسکی جگہ اوجالا استعمال کرتے ہیں اور بعض فصحا اوجالا نہیں گراتے ہر جگہ اور برخلاف غور استعمال کرتے ہیں اہل اسکا اطلاق شخص واحد پر جیسے کہ اہل ہنر ہوا ساتذہ کے کلام میں جا بجا آگیا ہے مگر بعضے اس

لہ اس قسم کے غلط الفاظ بحث متروکات میں تغلیباً داخل کیے گیے ہیں ۱۲ ایضاح ؎ دفعہ مونث ہے اور برس مذکر ان دونوں مثالوں سے اسکی طرف اشارہ ہے کہ مونث و مذکر دونوں کے ساتھ یہ لفظ بیائے مجہول صحیح ہے جناب جلال نے اس لفظ کو بیائے مجہول لکھا ہے حضرت امیر لکھنوی سے جو دریافت کیا تو ادھر سے لکھا کہ ایکو ہر حالتیں مذکر ہے استادی حضرت تسلیم لکھنوی نے بھی یہی کہا مگر صاحب ذاد کا لکھا کہ مونث کیساتھ بیائے معروف اور مذکر کیساتھ بیائے مجہول مناسب ایکسال آیا ہے مجہول کہنا چاہیے اور ابکی فصل سی بیائے معروف کہنا چاہیے انتہی فاہم ؎ اس قید سے از خود رفتہ وغیرہ خارج ہو گئے

سے اختیار رکھتے ہیں اور اسکے بدلے صاحب ہنرؤری ہنر وغیرہ استعمال کرتے ہیں
بل بے جیسے ع بل بے اسے ترک رسائی تیری ۱۲ اکثر خواص نے ترک کر دیا ہے
تن بمعنی بغیر جیسے ع یار بن کیسا دل لگے گلزار میں ۱۲ بالکل متروک ہے صحیح میں کی جگہ ع
ٹھہر ہے تیری ترک رسا کا ختن کے بیچ ۱۲ بالکل متروک ہے یا بوسی بزیادت یا انتظاری کیطرح
یہ بھی غیر صحیح ٹھہرا ہولے پر بھی لیکن جیسے ع وعدے کیے لاکھوں پر نہ آئے ۱۲ بعض فصحا
نے ترک کر دیا ہے پن اسکی ترکیب فارسی لفظ کے ساتھ جیسے دیوانہ پن وغیرہ بعض فصحائے
حال احتیاط رکھتے ہیں اور اسکو صرف ہندی لفظ کے ساتھ ملحق کرتے ہیں جیسے بھولا پن
بچن لڑکپن بانکپن وغیرہ پنہا تا نون مخلوط الہا کے ساتھ بعض خواص استعمال نہیں کرتے
اسکی جگہ پنا آتا ہے کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ قاعدے کے رو سے یہی چاہیے کیونکہ پنہا میں
تو نون کے پہلے ہے یہ بجذف ہجا ہے پڑا اگرچہ اکثر شعرا بنور استعمال کرتے ہیں مگر فصحا
فصحا نے وجوہا ترک کر دیا ہے پنا الف دعوت مخصوص کے معنی میں یا ے مخلوط الفاظ ہے
ہے ناسخ ؎ پیالا مجھ آزاد کا بھرتے ساقی ۱۲ نہیں میلا پیالا ہو چاہتا ہوں ۱۲ نسیم دہلوی ؎ ع

۱؎ مگر مولف اوسے متفق نہیں کیونکہ اہل بمعنی صاحب فصیحوں کے کلام میں بکثرت آگیا ہے چنانچہ خیابان میں
خان آرزو نے لکھا ہے کہ اہل بمعنی صاحب آید و گاہی بمعنی صاحبان مقرر بجمع میرود آید ۔ انتظار گاہ رود میں برابر
مفرد بھی مستعمل ہوتا ہے پھر ترک کی کوئی وجہ نہیں بلکہ بعض جگہ اسکو عوض لفظ صاحب وغیرہ برے معلوم ہوتے ہیں
۱۲ ایضاح ۲؎ جناب صفیر بلگرامی مرحوم نے تذکرہ جلوہ خضر جلد دوم میں لکھا ہے کہ ۱۲ دہلی کا کاتب ترک
یعنی بہت مستعمل تھا مگر اب متروک ہو چلا ہے دیکھو رسالہ اصلاح مولوی کریم الدین شوق نیموی انتخاب کلام
مولف کتاب کہ کہنے کو تو واقع پر بھی لیکن بکثرت مستعمل تھا استاد جناب شمشاد لکھنوی جنکو متروکات کا بہت
خیال ہے انکے دیوان اول میں جگہ نام خواہ خیال ہے یہ لفظ موجود ہے اور مولف بھی پہلے اس لفظ کا تارک تھا
مگر رسالہ اصلاح کی وجہ سے جب بعضے سے لوگ اعتراض کرنے لگے تھے کچھ دنوں سے جناب شمشاد کو بھی اعتراض
کی ہے تو مولف نے بھی وجوہا ترک کر دیا ہے ۱۲ ایضاح ۳؎ اعتراض کی وجہ یہ ہے کہ ہندی لفظ کیساتھ فارسی لفظ ملانا
کچھ ایسا برا بھی نہیں کیونکہ بعض ہندی لفظ بعض فارسی لفظ کیساتھ جب بے تکلف مستعمل ہیں اور دیوانہ
پن میں کوئی نقل بھی نہیں تو اسکے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں ۱۲ ایضاح ۴؎ جناب جلال لکھنوی اسناد
لفظوں کی بابت کہا کرتے ہیں کہ زبان متقدمین کی ہو متاخرین کی زبان پر پنہا تا ہی فارسی و ہندی دونوں
جگہ اور سہا یہ زبان اردو میں صورت تامہ کو صحیح قرار دیا ہے مگر مولف کے نزدیک دونوں صحیح و مستعمل ہیں بلکہ پنہا
تقدیم نون ہی صحیح ہے اور جناب خورشید لکھنوی نے بھی رسالہ افادات میں لکھا ہے کہ پنہا فارسی تا کے دال پر
مبنی کے نزدیک خوب ہے مگر مولف نے فصحائے حال کی زبان سے جب سنا ہے پنہا تا نون مخلوط الہا کے ساتھ
سنا ہے ۱۲ ایضاح ۵؎ مولف بھی پر کے بدلے پہ استعمال نہیں کرتا ۱۲ ایضاح ۔

پیالے سے کیا اصل فقیری ترک دنیا ہے ہمارا ہاتھ کیا کم ہے ہمیں کاسہ گدائی کا اور ساغر معروف کے معنی ہیں اگرچہ پیالے مخلوط آگیا ہے مگر چونکہ اصل میں باظہار دیا ہے اکثر فصحائے حال پیالے مخلوط استعمال نہیں کرتے پیر پاؤں کی جگہ فصحائے حال استعمال نہیں کرتے تب چپ شرطیہ کے مقابلے میں تب جلیے ہے جب سنتے ہیں وہ حالت بیمار جدائی تب کہتے ہیں منجملہ کے کہ مر بھی نہیں جاتا بعض شعرا استعمال کرتے ہیں تلک بجائے تک اکثر خواص نے ترک کر دیا ہے تلے نیچے کے معنی میں ہے ع ہیں خلد کے سائے میں کہ خنجر کے تلے ہم اکثر فصحائے حال نے ترک کر دیا ہے تو بوا مجہول اسمیں اظہار واو اچھا نہیں اور اگر آخر مصرع واقع ہو تو اور بھی مکروہ ہے جیسے ع مری جان اب غصب ڈھاتے ہو تم تو جیون یعنی مانند جیسے ع دل مراجیون غنچہ سربستہ ہے بعض خواص استعمال نہیں کرتے حرکت بسبب اضافت وغیرہ کے سبب سے متحرک ہو ہو وقت بحرکت یار فصیح ہے خود رفتہ شعرائے اردو نے استعمال کیا ہے مومن ؎ دو اسوچے تب دل نفسکی سے خبر رکھے مری خود رفتگی سے قلق ؎ بخیر انجام ہو جکا وہ ہے خود رفتگی اپنی چلے تھے ہم کلیسا کیطرف کعبے کو جانکلے دلہ یار خود رفتہ ہو تگو ہے خاموش مجھے گوش کر او سکوتیلے ہیں لب خاموش مجھے داراز کے ساتھ بیشتر یا ہے ناسخ ؎ نکلیا محبوب سے جو آپ سے باہر ہوا ایسی از خود رفتگی کیا ہے ارادہ دور کا آتش ؎ ہے غرور حسن وہ روزہ سے از خود رفتہ یار اسقدر بھی نشہ معجون آب و گل نہو وزیر ؎ لطف از خود رفتگی گر دیکھنا منظور ہو منہ دکھا دو آئینہ آب رواں ہو جائیگا قلق ؎ کوئی بولی کہ ہے زخود رفتہ کوئی بولی کہ ہے جگر تفتہ امیر ؎ جاتے ہیں عالم سے ہم سوے عدم کہدو از خود رفتگی سے ہے ارادہ دور کا سلیم ؎ زخود رفتہ تنگدستی رہے خراب مئی فاقہ مستی رہے جلال ؎ آپ سے آپ زخود رفتہ ہوا جاتا ہوں نہیں معلوم کہ میں آج کسے یاد آیا بہرکیف چونکہ یہ فارسی محاورہ ہے اور فارسی

ف اگر یہ جیون شعرا کے خلاف ہے ان جہاں تکلم میں بر امعلوم ہوتا ہو جیسا کہ مثال کے شعر میں واقع ہوا ہے تو اختیار چاہیے تو ایضاح ف۲ جیون کے بدلے متوسطین نے جوں بحذف یاء مہملہ استعمال کیا ہے لیکن متاخرین کے نزدیک دونوں متروک ہیں مگر اور معنوں میں متروک نہیں جیسے ع جون جون کٹتی ہے ہجر کی رات ع عمر جون تون گذر گئی اپنی ایضاح۔

ہیں از کے ساتھ مستعمل ہے اکثر فصحاے حال بے از کے استعمال نہیں کرتے زور بمعنے
عجیب بسیار۔ ناسخ ع ابتو ناسخ زور رندلا بالی ہوگیا و لہ اے فلک زور انقلاب ہوا
فی زماننا متروک ہے صدا بمعنی ہمیشہ اچھے لوگوں میں سے اب کہیں وہ ایک استعمال کر
ہیں ورنہ اکثر لوگوں نے وجوباً ترک کردیا ہے سر پرست اُردو میں مربی کے معنوں میں
بہت مستعمل ہے مگر چونکہ فارسی میں اسکے معنی خادم کے ہیں اسوجہ سے بعضے احتیاط رکھ
ہیں سن بالفتح بمعنی سنہ اسکے عربی یا فارسی ہونے میں تو تامل ہے از احتہ الالفاظ میں اسکا
تحقیق اچھی طرح لکھی جاچکی ہے البتہ محاورہ اُردو ہونے میں کوئی شک نہیں ہے
سمیت ساتھ کے معنی میں رشک ؎ آہ سونان سے جلادونگا میں انہار سمیت
باغ جنت میں نہ جاونگا اگر یار سمیت فی زماننا اکثر فصحا استعمال نہیں کرتے سو کو بعضوں
نے ترک کردیا ہے مگر میرے نزدیک بعض جگہ یہ لفظ بمان فصاحت ہے جیسے جو ہو سو ہو
عادی عادت گیرندہ کے معنی میں استعمالاً صحیح ہے وزیر ؎ تیغ ابرکی زباں عادی
ہوئی بات سیدھی بھی جو کی ٹیڑھی ہوئی نواب مرزا لکھنوی ؎ ہمتو دشمن ہیں جعلسا
کے آپ عادی ہیں رنڈی بازی کے مگر چونکہ لغتہً اسکے کچھ اور معنی ہیں اسوجہ سے بعض
احتیاط رکھتے ہیں جیسے کیونکر کے معنی میں اکثر خواص نے وجوباً ترک کردیا ہے مگر بجا
اگر بعضوں نے وجوباً ترک کردیا ہے قابل چونکہ یہ لفظ قائل وقابل وسائل وعقیل
ایسے اسم فاعل سے ملتا جلتا ہوا تھا شعراے سلف بکسر یا باندھا کیے ناسخ و آتش وغیرہ
بھی انہیں اوزنوں کے تابع رہے۔ لیکن چونکہ کسرہ خلاف قاعدہ تھا کیونکہ یہ لفظ مرکب
ہے گھاد سے اور یہ سے جو فاعلیت کے معنی پیدا کرتا ہے۔

سلہ اور صرف خود رفتہ لغیرہ کے کلام اساتذہ فارسی میں پایا نہیں جاتا شاید کسی نے استعمال کیا ہو واللہ العلم
عند اللہ ۱۲ ایضاح سلہ اور بوجہ کو اُردو میں از خود رفتہ اچھا معلوم نہیں ہوتا اور بوجہ ترک کرنے محققین کے
صرف خود رفتہ سے احتیاط رکھتا ہے لہذا اس لفظ کو ترک کرکے اسکے عوض از رفتہ استعمال
کیا کرتا ہے ۱۲ ایضاح سلہ میرے نزدیک اگر ترکیب فارسی مستعمل ہو تو بمعنی مرن استعمال کیا جاسکتا ہے
ورنہ کچھ مضایقہ نہیں کیونکہ محاورہ اردو میں خادم کے معنے کی بو بھی نہیں پائی جاتی کہ ہنوز سے توہم ہوا ہو ۱۲
سلہ ہیں اگر اردو میں نظم کریں تو ترکیب فارسی سے احتیاط نہیں ۱۲ ایضاح سلہ یہ اشارہ ہے جانب حال
لکھنوی کے اس قول کی رنگی طرف کہ ثقات شعراے اردو زبان کے کلام بھی مستعمل نہیں پایا کہ ۱۲
سلہ یعنی وہ چیز جسکی عادت کیجاے ۱۲ ایضاح سلہ میرے نزدیک اردو میں جہاں ترکیب فارسی ہو عادی بھی
بجا ہے کچھ مضایقہ نہیں کیونکہ میسکڑوں الفاظ عربیہ وفارسیہ کے مخلوط ہیں اہل زبان ہند نے تصریح کی ہے تو ہمیں اگر تصرف
رکھا جاے تو کیا نقصان ہے ۱۲ ایضاح

جب پہلا جزو ساکن[۱] الاخر ہوتا ہی تو یل کے یے مفتوح ہوتی ہے اڑیل سٹریل جلیل ہریل
وغیرہ اور لہجے کی یہ حالت تھی کہ جو حضرات اساتذہ کا کلام دیکھا کرتے تھے اونکی زبان
پر وہی بکسر یا چڑھا ہوا تھا مگر جنکو شعر و سخن سے چندان تعلق نہ تھا اور لکھنو کے خاص
اہل زبان سمجھے جاتے تھے اونکا لہجہ بفتح یا تھا اس سبب سے بعض[۲] خواص نے اسکی
اصلاح کی اور کسرے کو فتحے سے بدلدیا۔ اوسی زمانے سے اکثر فصحا گھایل بکسر یا سی جلیلہ
رکھتے ہیں مرآۃ الغیب۔ نظم ارجمند۔ گلزار داغ۔ شاہد شوخ طبع۔ کرشمہ گاہ سخن۔ یہ سب
دیوان دیکھو[۳] دل دمائل کی غزلوں میں گھایل کا قافیہ نباوگے۔ فی زمانناً اس لفظ کے اعتبار
سے شعرا کے تین فرقے ہیں ایک اون لوگوں کا فرقہ ہے جنکو اس واقع سے کچھ خبر ہی
نہیں وہ کسرے کے سوا فتحہ کیا جانیں دوسرا وہ پرانی لکیر کے فقیر عظیم رحیم کے اعتقاد
والے لوگوں کا فرقہ ہے جو اس اصلاح سے ناک بھوں چڑھاتے ہیں تیسرا وہ فرقہ ہی جو
اس تصرف کے مستحسن ہونے کا قائل ہے بحر کیف فتحے کی سند طاحظہ ہو۔ بحر مرحوم ؎ یہ
دی ہے بنکی تو نے کہ دل میں ہے یہی کل سے کہ دھو کر زندگی سے ہاتھ پونچھوں تیرے پھل
سے ستم کیا کیا نہ ہوگا اوس نمر طلعت کی کشتی پر کہ گی چاندنی اب ناز معشوقانہ گھایل سے
؎ لہ باغ میرا ہوا برباد جو بادل آئے۔ پتھروں کی ہوئی بوچھار اگر پھل آئے۔ تیرے دیدار
کی حسرت نے چھرہی پھیری ہے۔ یوں تڑپتے ہوئے ہم آئے کہ گھایل آئے۔ سلیم لکھنوی
؎ گمان کیونکر نہو خلد بریں کا صحن مقتل پر۔ تصدق ہوتی ہیں حوریں ترے خنجر کے گھایل پر۔
ولی لکھنوی ؎ تیغ قاتل تری پڑی ہلکی۔ حسرتیں کیوں نہ روئیں گھایل کی۔ اشرف لکھنوی
؎ روح نکلی تن سے جب بیکل ہوئی۔ یوں شب فرقت کی مشکل حل ہوئی۔ دید کی حسرت
رہی دلمیں مرے ابرو سے نظر گھایل ہوئی۔ مستعجا بجائے نہ ناسخ ہی کے زمانے میں کم
مستعمل تھا فصحاے حال نے جو ترک کر دیا ہی موسم بفتح سین تصرفات سے ہے نقط نہیں ہو سکتا فارسی اردو

---

[۱] اور اگر پہلا جزو متحرک ہوتا ہے تو اس یے کو ساکن کر دیتے ہیں جیسے کھیریل ۱۲ ایضاح [۲] یعنی شیخ امداد
علی بحر مرحوم جو ناسخ مرحوم کے ارشد تلامذہ تھے ۱۲ ایضاح [۳] یہ اشارہ ہی جلال لکھنوی کے اس قول کی مدد کی طرف کہ بعض
پوربی شعرا بھی ایسے ہیں [۴] محمد خلیل عجب مازندرانی
نے اپنے قصیدے میں جسکا مطلع یہ ہی ؎ نوروز خوش و بہار خرم آمد بہشت عدن باہم۔ یہ شعر کہا ہی ؎ یا ساقی
گلرخ بیا موجب اقتضاے موسم۔ اور ذوق دہلوی نے کہا ہی ؎ بے یار روز عید محرم سے کم نہیں۔ جام شراب
عید پر قسم سے کم نہیں۔ یہ زیبا ہی روز زرد پہ کیا اشک والہ کوں۔ اپنی خزاں بہار کے موسم سے کم نہیں ۱۲ ایضاح

دونوں میں آگیا ہے البتہ چونکہ بغتہ کسرہ چاہیے فصحاے حال احتیاط رکھتے ہیں مہیت بفتح یاے مشدّدہ استعمالاً صحیح ہے نظم اُردو میں کئی جگہ تربت وغیرہ کے قافیوں میں آگیا ہے مگر چونکہ قاعدے کے رو سے کسرہ چاہیے فصحاے حال احتیاط رکھتے ہیں نشانا بحرکت دوم شعرانے استعمال کیا ہے۔ ذوق دہلوی ؎ ۵ رات میخانے میں ساقی جو نشے میں بہکا خم خمیشہ کو لگا کہنے خم جام شراب۔ رند ؎ ۵ مے حسن کی کیا ہوئیں ترنگیں یہ نشے رند نے کیا اوتارے تمارے۔ بعض حضرات جو اسکو بالکل غلط بتاتے ہیں صحیح نہیں یہ اُردو کا محاورہ ہے اور بعض حضرات جو یہ کہتے ہیں کہ جب ترکیب فارسی نہو تو بالتحریک ہی فصیح ہے یہ بھی قابل اعتبار نہیں شیخ صاحب کے زمانے سے لیکر آجتک جتنے نامی شعرا ہوئے ہیں اونکے کلام کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ فارسی میں اسطرح آیا ہے ان لوگوں نے بھی احتیاط کی ہے اور جسطرح فارسی میں مستعمل ہے اوسیطرح یہ لوگ بھی فصیح سمجھے ہیں لے بجاے نہ سمجھیے ؎ کوئی یار ہے نہ کوئی غمگسار ہے۔ اکثر فصحانے دو جا تذکر کردیا ہے وصلت بجاے وصل بعض شعرانے ترک کردیا ہے وان۔ یان دہان یہان کی جگہ محض غیر فصیح ہے اکثر شعرانے ترک کردیا ہے چکھا۔ رکھا۔ لکھا بہ تشدید کاف فصیح ٹھہرا ہوا ہے۔ پیجیے دیجیے لیجیے کیجیے کی ایک بے گرانا اور بروزن فعلن استعمال کرنا غیر فصیح ٹھہرا ہوا ہے جیتے ؎ ۵ جی چاہا کہ سیر دشت کیجے ؛ ہے ابر شراب ناب پیجے بتلانا دکھلانا لام کے ساتھ بتانا دکھانا کی جگہ غیر فصیح سمجھے جاتے ہیں دلارا ہلسانا وغیرہ بالف ندا جو پیشتر بکثرت مستعمل تھے اب غیر فصیح ٹھہرے ہوئے ہیں اے دل اے زاہد اے ساقی استعمال کرنا چاہیے سمجھنا اسکے بعض مشتقات میں۔ لے علاے فاعل لانا درست ہے آتش ؎ ۵

۱؎ اور بعضوں نے بحرکت ثانی استعمال کیا ہے وہ بھی قلیل ہے شاذ ہے ۱۲ ایضاح ۲؎ مگر میں متوقف نہیں کیونکہ وصل اور وصلت دونوں فصیح معلوم ہوتے ہیں وصلت میں کسی قسم کی خرابی نہیں پھر ترک کرنیکی کیا وجہ ۱۲ ایضاح ۳؎ حسب معیار شک کے مقلدین سے تو یہ نظم ترک کردیا ہے مولف نے آجتک یہ الفاظ استعمال نہیں کیے اسنداً سے کا تارک ہے ۱۲ ایضاح ۴؎ پس حتی الوسع بالتشدید ہی استعمال کرنا چاہیے مگر ضرورت بالتخفیف بھی تکلف استعمال کرسکتے ہیں کیونکہ کلام مسدد بیطرح پہ متروک نہیں ۱۲ ایضاح ۵؎ مگر لام کیساتھ بھی استعمال کرنے میں چنداں مضائقہ نہیں میر مرحوم نے جنکو متروکات کا بہت خیال تھا لام کیساتھ استعمال کیا ہے دونکا مصرع ہے ع وگرنہ لطف دکھلانا مضایں گریبانکا ۱۲ ایضاح ۶؎ مگر کہنا لام کیساتھ فصیح ہے اسکی عوض کہانا جیسا کہ بعض حضرات نثر تک میں استعمال کرتے ہیں محض غیر فصیح ہے ۱۲ ایضاح

عشق اوس چاہ زنخداں کا ہوا مجھ سے عیاں میں نے سمجھا کہ لحد میں دل بیتاب اوترا
دلہ نسبکہ تھی اس سے عیاں سینۂ عارف کی صفا چہرۂ یار کو میں نے دل روشن سمجھا
مگر بجذف نے فصیح ہے جیسے میں سمجھا ہم سمجھے احباب اغیار یہ دونوں لفظ خود جمع
ہیں اسکی جمع احبابوں اغیاروں جو اکثر عوام لکھا کرتے ہیں اور بعض شعرا بھی استعمال کر گئے
ہیں فصحاے حال جائز نہیں رکھتے ہا علامت جمع ہی جیسے ع داغہاے عشق روشن
ہوگئے ۱۲ حتی الوسع اس سے احتیاط چاہیے اور فعل وغیرہ سے جمعیت ظاہر کرنا چاہیے
جیسے ع میرے داغ عشق روشن ہوگئے یا ے معروف آخر کلمہ مشدد استعمال کرنا
غیر فصیح ہے جیسے ع کہوں کیا حال بیتابی دل کا جان خون دین ۱۲ اس قسم
کے فارسی الفاظ جو محاورۂ اردو میں باعلان نون بولے جاتے ہیں جب انکی ترکیب بطور فارسی نہیں
رہتی تو بعض شاعر باعلان نون ہی استعمال کرتے ہیں چنانچہ میر مرحوم نے کہا ہے
ے میر افسردہ ہوں پابندی عطف و اضافت سے ورنہ لطف دکھلاتا مضامین
گریبان کا چونکہ وہ اعلان کے پابند تھے گریباں بغیر عطف و اضافت نہیں لا سکتے
تھے کیونکہ نون کا اعلان کرنا پڑتا فصحاے حال اسکا خیال تو رکھتے ہیں اور اعلان بہتر
سمجھتے ہیں مگر چونکہ اس قسم کے سیکڑوں الفاظ ہیں اور مشترا اونکے استعمال کی ضرورت پڑتی
ہے اعلانکی رعایت سے خواہ مخواہ مضمون کا خون نہیں کرتے چنانچہ یہ اشعار حال کے ہیں۔ امیر
ے کھولے ہوے جو ڑا تجھے ایجان نہیں دیکھا اس بانکیں سنبل کو پریشان نہیں دیکھا تسلیم
لکھنوی ے حسینوں میں ابھی چوری گیا دل میں کسکا نام لوں اپنی زبانسے جلال لکھنوی
ے جو سینے سے خود ہی نکل آتا ہے تڑپ کر اوس دل کا نکلتے ہوے ارماں نہیں دیکھا
داغ ے کیا پوچھتے ہو کون ہے یہ کسکی ہے شہرت کیا تمنے کبھی داغ کا دیواں نہیں دیکھا

---

۱۲ اسمیں ح اسرار کے بدلے اسراروں درست نہیں ۱۲ ایضاح ۱۲ اس قید کا فائدہ یہ ہے کہ جب ترکیب فارسی
ہو تو اعلان جیسا کہ کلام ذوق دہلوی میں جائز ہے جائز نہیں جب فارسی ترکیب ہو تو فارسیوں کا اقتباع چاہیے
اور وہ اس قسم کے الفاظ اعلان کیساتھ نہیں باندھتے اور اگر آوے جگہ جو انکے کلام میں باعلان پایا جاتا ہے یا تو وہ
یہ سمجھو کہ اب کی بار سہو کاتب کی یا سہو سامع کی ۱۲ ایضاح ۱۲ مگر وہ لوگ جگہ اعلان پر بہت اصرار کرتے ہیں تو انکے دیوان میں
بعض جگہ نون غنہ مستعمل ہے چنانچہ امانت دہلوی حضرت شمشاد لکھنوی جنکو ستر و کات سے نہایت ہی احتیاط ہے
اعلان سے کباب میں ہڈی کدر رہتی ہے ہوگی ہے دیوان خزانۂ خیال میں یہ اشعار موجود ہیں ے آزردہ وصل ہے
فراق سے باکمال خفا بوسہ دینے پر بھی جو راضی کسی عنوان نہیں ے بعد مردن بھی کفن سے ہوگی قید لباس کے
دیدہ دلی حال میں ہو یا ان چھپے مصنف بھی دو جوا اعلان نون کا پابند نہیں ۱۲ ایضاح

اور جو الفاظ ایسے ہیں کہ روزمرے میں بہ نون غنہ بولے جاتے ہیں اُنکا اعلان ہیں ممتان مگر جیسے عریاں و نداں آشیاں رضواں وغیرہ۔ فارسی لفظ سے واو معروف واقع ہیں الف آخر کا گرانا شیخ صاحب ہی کے زمانے سے معیوب سمجھا جاتا ہے جیسے ع پہلو میں دردِ ہم مراہی یا سیماب ع آ دا اے یار تیری بھائی ہے۔ مگر یائے آخر کلمہ فارسی اکثر شعرائے گرا دیتے ہے۔ مومن ؎ خنجر تھی آلہی یا زبان تھی۔ خنجر سے زیادہ تر رواں تھی۔ ناسخ ؎ سفید قیس کی قیس جانے میں لیکن۔ وحشی ہوا آدمی کے جنگل کا۔ ولہ کام خونریزی ہے اوس کا بازاری کا۔ جان بیچے سو کرے قصد خریداری کا۔ آتش ؎ شہر میں قافیہ پیمائی ہے کی آتش۔ اب ارادہ ہے مرا بادیہ پیمائی کا۔ منیر ؎ کب دل مرا تقریر سے کھٹتا نہیں کرتے تم اپنی تراشوی سے چوکا نہیں کرتے۔ امیر ؎ رسوائی ہوئی تیری ہی اے ترک ہمیں کیوں لاش ہماری سر بازار نکالی۔ ولہ حال ہشیاری کا بیدار دلوں سے پوچھو۔ ہمتو غافل رہے غافل گئے غافل آئے۔ البتہ اکثر فصحاے حال نے وجو باتر ک کر دیا ہے۔

املاے بعض الفاظ

اژدہا ژ سے اور چوٹی ہے سے لکھنا غلط ہے ازجام زای تازی وحاے حطی سے لکھنا چاہیے **اکسیر** کو اکثر ش سے لکھنا محض غلط ہے **اوس** اودھر میں متقدمین برابر واو کرتے تھے مگر متاخرین کبھی واو کو حذف کر کے الف پر پیش دیا کرتے ہیں مگر میرے نزدیک واو کیساتھ لکھنا اولے ہے **سرات** کو بارات لکھنا صحیح نہیں **پاؤں** اسکا املا مختلف فیہ ہے دلی والے پانو لکھتے ہیں اور ردیف واو میں لاتے ہیں اور لکھنو والے پاؤں لکھتے ہیں اور ردیف نون میں داخل کرتے ہیں اور بعضے پانوں بھی لکھتے ہیں یعنی الف کے بعد نون لکھتے ہیں۔

۱؎ اور الفاظ ہندیہ سے اسقاط حروف علت معیوب نہیں مگر بعض شعرا لفظ ہندی سے بھی الف نہیں گراتے اور بعضے لفظ کاکو مستثنے کر لیتے ہیں باقی الفاظ سے نہیں گراتے مگر مجھے سخت تعجب ہے کہ یہ حضرات الف سے تو احتیاط کرتے ہیں مگر یے اور واو کو مجہول ہوں یا معروف بے کھٹکے گرا دیتے ہیں اگر یہ گرانیں تو حرف علت میں سے کسی کو نہ گرائیں الف کی تخصیص چہ معنی دارد۔ بہرکیف مولف الفاظ ہندیہ سے حروف علت الف یا واو یائے گرانا جائز رکھتا ہے۔ ہاں جہاں کسی کے گرانے سے نظم میں ثقل پیدا ہو جاتا ہو وہاں گرانا معیوب سمجھتا ہے ایضاً

۲؎ مولف ہی نہیں گراتا بلکہ اکثر دیکھا کہ جہاں کسی نے فارسی لفظ سے یے گرائی لوگ عیب فاحش سمجھتے بلکہ غلطی پر محمول کرتے اگر

تپ بخار کے معنوں میں پ سے ہندی ہے فارسی[1] میں تب بروزن لب بہائے تازی ہے جہاں ترکیب فارسی ہو وہاں بائے تازی سے لکھنا چاہیے **تغمہ** غلط ہے تمغا چاہیے **توتیا** اور **تلا** لام کو طے طیا اور طلا طم طو سے لکھنا غلط ہے **ٹھنڈا** دال ہندی مخلوط الف سے لکھنا صحیح نہیں ٹھنڈ بغیر ہائے مخلوطہ چاہیے دال ہندی کی ردیف میں آتش نے کہا ہے ؎ بندے سیکیں زمستان میں مجکو ایدا ٹھنڈا لپٹ کے سوئے گا وہ گل رہیگی تنہا ٹھنڈ **خرد** **خرسند** خرم میں واؤ لکھنا درست نہیں **داوات** دال کے بعد الف غلط ہے دوات بروزن نبات صحیح ہے **دہوکھا** کاف مخلوط الہا کے ساتھ غلط ہے دہوکا بغیر ہائے مخلوط صحیح ہے **ڈانکا** عوام نون سے لکھتے ہیں اور سحر مرحوم نے بھی خندان کا افشان کافی زمین میں یہ شعر لکھا ہے ؎ جلاکر ٹھوکروں سے نقد دل مردوں کے لیتے ہیں یہ سحر شہر خموشاں میں بھی اب پڑنے لگا ڈانکا مگر ڈا کو میں نون نہ ناڈا کے کے بے نون ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ اسکے علاوہ نون جمہور شعرا کے خلاف ہے واجد علی شاہ کے زمانے میں اس لفظ کی بحث آپڑی تھی فلق برق قبول طور آسیر ایسے لکھنؤ کے شعرا موجود تھے سب نے اتفاق کیا کہ اسکو بے نون لکھنا چاہیے **ڈوپٹا** دال ہندی غلط ہے دوپٹا دال فارسی سے لکھنا چاہیے **دکان** واو کے ساتھ غلط ہے دکا اور دوکان تشدید کاف بھی اور بالتخفیف بھی جائز ہے **دونوں** کے بدلے دونو بغیر نون صحیح نہیں نہ زر العجمی اندر دال سے لکھنا چاہیے نہ زر آزائے ہوز سے **سوچ** کو متقدمین نون سے لکھا کرتے تھے ایک جگہ چوچ کے قافیہ میں بھی نظر سے گزرا ہے مگر فی زمانہ اکثر سوچ بغیر نون لکھتے ہیں **طلیار** کو کوئی طاے حطی سے لکھتا ہے اور کوئی تاے فوقانی سے مگر طا کو تو صحیح ہے **عاشورہ** بہائے مختفیہ غلط ہے عاشورا الف کے ساتھ چاہیے **عندلیب** پے سے غلط ہے عندلیب بائے

---

[1] مؤید الفضلا میں لکھا ہے کہ تب عاقی ست معروف کہ بتازیش می خوانند و بابائے فارسی غلط ست ۱۲ ایضاح [2] کیونکہ شعرا نے اسکو بہادوں وغیرہ کے قافیہ کے ساتھ استعمال کیا ہے۔ اور اسکے اخوات یعنی نوں چاروں وغیرہ میں بھی نون ہے ۱۲ ایضاح [3] مگر تعجب ہے کہ جناب جلال اکبر آبادی نے سٹریٹ زبان اردو میں دال کی تغلیط اور زاے ہوز کی تصحیح کی ہے اور وجہ یہ لکھی ہے کہ دال مہملہ کا وجود فارسی میں بعض محققین کے نزدیک نہیں ہے تو کلمات ہندیہ میں کیونکر ہو سکتا ہے رکھا جائے میں کہتا ہوں کہ یہ لفظ ہندی الاصل نہیں بلکہ ہندی کا اصل ذرہ ہے اسے مشدودہ کو تخفیف کر کے ہائے مختفیہ کو الف سے بدل دیا ہے ہندی الفاظ میں حروف عربیہ کے ہونے سے کسی کو انکار نہیں ۱۲ ایضاح۔

نازی سے چاہیے عیدالاضحیٰ غلط ہے عیدِ اضحیٰ چاہیے کھاری کی یے اصلی ہے مذکر اور مؤنث دونوں کے ساتھ یہ لفظ یکساں مستعمل ہوتا ہے جیسے کھاری کنواں کھاری پانی کھارا شربت مگر بعض لوگ علطی سے مذکر کے ساتھ کھارا استعمال کر جاتے ہیں جیسے کھارا کنواں کھارا پانی کل کو اکثر حضرات کلہ بلام مخلوط الما لکھتے ہیں یہ غلط ہے نیز ہائے مخلوط صحیح ہی کلیجہ ہیچ ہیوز غلط ہے کلیجا الف سے لکھنا چاہیے گزارش اور گزر کو زاے ہوز سے لکھنا اور لکھنے ہیں مگر بعضوں کے نزدیک ذال سے لکھنا درست ہی نہیں لاچار غلط ہے ناچار چاہیے۔

تکلیف گاف سے غلط ہے کاف تازی سے چاہیے ہرج بہ معنی معروف بعضوں کے نزدیک ہاے ہوز و سکون راے مہملہ غلط ہے حرَج بجاے حاے حطی و فتح راے مہملہ چاہیے مگر فرہنگ نویس دو میں جہاں فارسی ترکیب نہو ہرج کہ مضاف نقطہ نہیں ہونٹ کے آخر میں متقدمین ہاے مخلوط التلفظ بھی لکھا کرتے تھے اور ناسخ وغیرہ یہ لفظ ردیف ہا میں لائے ہیں مگر فی زمانا بعضے بغیر ہاے مخلوط لکھتے ہیں یونہیں اسکے املا میں اختلاف ہے کہ واو کے بعد نون چاہیے یا نہیں مگر تحقیق یہ ہے کہ لکھنا چاہیے کیونکہ یہ لفظ مرکب ہے پہلا جزو یون ہے اور لہجہ میں بھی نون باقی رہتا ہے پھر نہ لکھنے کی کوئی وجہ نہیں اور بعض حضرات جو یونہی لکھتے ہیں یعنی آخر میں نون نہیں لکھتے صحیح نہیں ؎ ذوق دہلوی ؎ میں ہجر میں مرنے کے قرین ہو ہی چکا تھا تم وقت پہ آپہونچے نہیں ہو ہی چکا تھا جو کہ ہوا ہمسے وہ کسطرح ہوتا حکم ازلی ذوق یونہیں ہو ہی چکا تھا داغ دہلوی ؎ زاہد مری تقدیر میں وہ دشمن دیں تھا مجبور ہوں اللہ کو منظور یونہیں تھا۔

؎ سحت عجب ہے کہ خاں جلال نے اپنے لغت میں لکھا ہے کہ اس لفظ کے آخر میں جو بعضے ہاے مخلوط التلفظ بڑھا کر ہونٹھہ بولتے ہیں اور لکھتے ہیں مؤلف پنجدان کے عندیہ میں نادرست ہی میں کہتا ہوں کہ جب ناسخ وغیرہ نے استعمال کیا ہے اور جنکی اہل زبان ہونٹھہ بولتے ہیں تو نادرست کیوں ہونے لگا اور سب سے زیادہ تعجب تو یہ ہے کہ پیٹ بیلے تجول کو بمعنی شکم اور پیٹ بیلے معروف کو بمعنی پشت لکھا ہے حالانکہ پشت کی ہندی پیٹھ ہے نہ مخلوط ہی پیٹ پر دن پیٹ کوئی نہیں بولتا ۱۲ ایضاح ؎ کیونکہ لہجہ میں بھی نون ہے اور اسائندہ بھی زمین وغیرہ کے قافیہ میں استعمال کیا ہے اور آجتک کسی محقق اہل زبان نے بھی کسی کے قافیہ میں یونہی استعمال نہیں کیا اور بعضوں کا یہ جو خیال ہے کہ کلمہ حصر ہی ہے نہ یہ محض غلط ہے بھی نہیں میں بالاتفاق نون ہی دونوں لفظ ہیں لیکن جزو اول ہم اور تم ہی ہے لفظ آپ بھی کلمہ حصر ہی ہیں یا ہمیں کو کلمہ حصر کہیے یا یہ کہو کہ ہی جو کلمہ حصر ہی کبھی اوسکے بعد نون زیادہ کر دیتے ہیں ۱۲ ایضاح

تذکیر و تانیث[1]

کئی[2] رسالے اس بحث میں تالیف ہو چکے ہیں ہم اس جگہ ایسے ضروری الفاظ لکھتے ہیں جنسے اکثر لوگ واقف نہیں **آب** چمک کے معنوں میں جیسے آب گہر آب آہن مونث ہے اور بعضوں نے جو مذکر استعمال کیا ہے وہ جمہور شعرا کے خلاف ہے **ہاں جہاں پانی** کی رعایت رکھی گئی ہو وہاں مذکر بھی استعمال کرنا درست ہے۔ ناسخ ؎ زیادہ آب بقا سے ہی آب آہن تھا بحر ؎ جبکہ سمجھے زندگی مرغابیٔ شمشیر یار اپنے حق میں آبِ جیوان آب آہن ہوگیا **آغوش** مذکر و مونث دونوں طرح بندھا ہے مگر اکثر فصحاے حال مذکر ہی استعمال کرتے ہیں **بغل** مشترک ہے مگر اکثر فصحا مونث ہی استعمال کرتے ہین ترشح مذکر مونث دونوں طرح بندھا ہے مگر فی زمانہ مذکر مستعمل ہے **تمکین** آتش نے مذکر استعمال کیا ہے ع کوہ سے اے نازنین بھاری ترا تمکین ہو اکثر فصحاے حال مونث استعمال کرتے ہیں۔ داغ ؎ بجا ہے عشق میں بے صبر ہیں ہوں ابھی تمکین کی کیا عمر ہے ابھی **خراش** پیشتر مذکر ہی مستعمل ہوتا ہے نسیم ؎ یہانتک اوج جنون میں مجھے کمال ہوا خراش ناخن دیوانگی ہلال ہوا۔ وہ خراش زخم سینہ بدتون کا دور کرتا ہون۔ لیٹ جاتا ہون جب سینے سے زلف مشکبو ہوکر۔ تسلیم ؎ خراش جگر دشمن جان ہوا غم عشق کا دل پہ احسان ہوا۔ مگر اکثر فصحاے حال مونث ہی کے قائل ہین **طرز** پیشتر مشترک تھا بلکہ مذکر زیادہ فصیح تناب مونث فصیح ہے بلکہ اکثر خواص مونث ہی استعمال کرتے ہین **طوطی جلال** مفید الشعرا میں لکھتے ہین۔

---

[1] یہ وہ بحث ہے کہ ابتدا سے آجتک جسمیں اختلاف چلا آتا ہے حال میں مولف نے طعن اور رد بحثی ابطال کے باب میں شواے لکھنؤ سے استفتا کیا بہت سے نامی شعرا نے انکو مذکر کہا اور بہت سے اہل زبان نے مونث فرمایا یا یہ کہ جو لفظ نظم میں بہت کم مستعمل ہوتا ہے اوسمیں اختلاف ہو ہی جاتا ہے ۱۲ ایضاح [2] جیسے مفید الشعرا و شمامات عنبر و دستور العمل آرمغان احبا انمیں سے مفید الشعرا جناب بطال کی تالیفات سے ہے جنکا نام پہلے کارآمد شعرا تھا یہ رسالہ باعتبار حجم اگرچہ چھوٹا ہے اور سند کے اشعار بھی بہت کم ہین مگر الفاظ اسمیں سب رسالونسے کہین زیادہ ہین تو کہ سکا مولف نامی اساتذہ لکھنؤ سے ہے اور اہل حال لکھی ہے اگرچہ بعض جگہ بمقتضاے بشریت فاحش لغزش بھی ہے مگر پھر بھی اسکو ترجیح ہے کیونکہ وہ دستور رسالونکی بنا صرف متبع پر ہے زبان قدیم و جدید و شاذ وغیرہ کی کیفیت اوسنے ظاہر نہین ہوتی رشحات صفحہ ۱۰۰ میں اسکی کوشش کی گئی ہے مگر وہ بات جو مفید الشعرا میں ہے نہیں اور اگر سند کو اعتبار دیکھو تو اسمیں ہر رسالہ سے کچھ نہ کچھ قدر ہے بلکہ رشحات کو اسمیں سب پر ترجیح ہے ۱۲ ایضاح [3] اور بعضونکی یہ راے ہے کہ آب گہر کو تو ہر جگہ مونث باندھنا چاہئے اور آب آہن میں اختلاف ہے مگر مونث مستعمل کرنا اولے ہے ۱۲ ایضاح

کہ کنایہ خاص کے مقام پر مذکر ہے جیسے ؎ ہے شیشۂ سبز گرم قلقل ۔ طوطی مستونکا بولتا ہی اور جہان پرندۂ معروف مراد ہوتا ہے وہاں مؤنث استعمال پاتا ہے ۔ بحر ؎ آئینہ ہوتا ہی منہ دیکھکے پانی پانی ۔ طوطیان ہوتی ہیں شکر تری گفتار سے ۔ شک ؎ طوطی سبزۂ خط صاف یہی کہتی ہے ۔ ہیں وہی آئینہ عارض جانان انبک ۔ مگر بہ تحقیق جمہور شعرا کے خلاف ہے لکھنو مین بہت ہی کم لوگ مؤنث بولتے ہین اور اشعار مین مشتبہ ذکر ہی بندہا ہی ۔ آتش ؎ چلیگا کبک کیا طوطی کریگا کیا سخن سازی ۔ تری رفتار بہتر ہے تری گفتار بہتر ہے ۔ وزیر ؎ صاف بندش ایسی دی ہر بیت آئینہ بنی ۔ دیکھتے ہی اوسکو گویا طوطی مضمون ہوا بحر ؎ سحر کی باتین ہین غنچہ سا دہن گل ہوگیا ۔ طوطی روی خط صاف بلبل ہوگیا ۔ ولہ آگے آئینہ کے طوطی بولتے ہین کسطرح ۔ بھولجاتے ہین ترا منہ دیکھکر تصویر ہم ۔ قلق ؎ گر نہو ناحیرتی رنگین بیانی کا تری ۔ طوطی خط ڈھنگ اوڑا لیتا لب تقریر کا ۔ ولہ ؎ گویا ہوسکا طوطی خط سبز ہی انبک اسی منہ پر ہے دعوے آپکو معجز بیانی کا **قامت** اکثر فصحاے حال مؤنث ہی استعمال کرتے ہین **کف** اکثر فصحاے حال مؤنث ہی باندہتے ہین کف پا ہو یا کف دست **معراج** ناسخ نے مذکر استعمال کیا ہی ع عزیز و گر نہیں معراج تمکین عرش راقم کا ۔ مگر اکثر فصحاے حال مؤنث ہی استعمال کرتے ہین **معدن** شیخ صاحب کے اس مصرع سے مذکر ثابت ہوتی ہی ع دیکھنا لعل بدخشان کا ہے معدن آب مین ۔ لیکن اور مقام سے تانیث پائی جاتی ہی ناسخ ع ایکدن آجاے گر ہیرے کی معدن زیر پا ۔ رشک ع تجلو کہنے کے لیے ہیرے کی معدن چاہیے ۔ قلق ع دفن کو لعل سے ہیرے کی معدن بنا لیگئے ۔ الحال اکثر فصحا مؤنث ہی استعمال کرتے ہین **نقاب** مشترک ہے مگر تانیث زیادہ تر صحیح ہے اکثر خواص مؤنث ہی استعمال کرتے ہین **فائدہ** کبھی لفظ مذکر و تانیث مین عقد یا ہجر کا تاج ہوجاتا ہی نسیم ؎ کہ آئینہ وحشت مین بھی رشتہ مری زنجیر کا پاؤن میرا دیکھ ہے دیدۂ زنجیر کا ۔ ناسخ ؎ بحر مین ہر شعاع تمکین مجھے ہوگیا ہے ۔ ع قمر ۔ ۔ ۔

موافق وہ فعل تانیث وغیرہ مین اوس اسم کا تابع ہوجاتا ہے جو مصدر کے ساتھہ مرکب ہے اسے اور مصدر کی علامت جوتا ہے اوسمین کچھ تغیر نہین ہوتا جیسے خط لکھنا تھا چند شعر کہنا پڑے قیمت دینا ہوگی منتین کرنا پڑین۔ خلق مرحوم ؎ بت پرستی ہی مین گر عمر بسر کرنا تھی؛ نام اسلام کیا آپنے بدنام عبث؛ اور کبھی مصدر کا لحاظ کرکے فعل کو بھی واحد مذکر استعمال کرتے ہین جیسے گفتگو بات کرنا نہین آتی کی جگہ تمکو بات کرنا نہین آتا۔ مگر دلی والے فعل اور مصدر دونون کو اسم کا جو مصدر کے ساتھہ ملا ہے اور حقیقت مین اوسکا مفعول ہے تابع کرتے ہین اور یون بولتے ہین قیمت دینی ہوگی منتین کرنی پڑین شعرائے لکھنؤ نے یہان پر دہلی کی تقلید کی ہے اور مفعول کی تانیث و تذکیر کا اعتبار کرکے مصدر کی علامت مین تغیر و تبدل کیا ہے۔ ناسخ ؎ تیرے زخمون کو اگر ٹانکے لگانے ہین تجھے؛ پہلے لاجراح ڈورا یار کی تلوار کا بحر ؎ نہ تھی امید دریاے شہادت پیر نکلین گے؛ خدا کو آبرو رکھنی تھی بیڑا پار ہونا تھا۔ امیر ؎ واماندگی سے جا نہ سکے کاروان تلک؛ کھائی تھین ٹھوکرین جو مقدر مین رہگیے۔ تسلیم ؎ مرے پہلو سے وہ کیونکر نجاتے پاس غیرون کے؛ کسی جا عید ہوتی تھی کہین کہرام ہوتا تھا۔

ایطا

وضیون نے لکھا ہے کہ ایطا تکرار قافیہ لفظاً و معنیً کو کہتے ہین۔ اگر کھلی کھلی تکرار ہو تو خفی ہی ورنہ جلی ہے پہلے کی مثال آب و گلاب و دانا بینا اور دوسرے کی مثال آنکھین نظرین جلا سنا وغیرہ دی ہے اوّل کو جائز رکھتے ہین اور دوسرے کو ناجائز لکھتے ہین۔ اب مین کہتا ہون کہ اس تعریف و مثال مین کئی خدشات ہین اوّل یہ کہ تعریف مجہول ہے خفا اور عدم خفا کی تحدید نہوئی ایک ہی لفظ مین بعضون کے نزدیک ایطا خفی ہوسکتا ہے اور بعضون کے نزدیک جلی چنانچہ خندان گریان مین کسی نے ایطاے خفی لکھا ہے اور کسی نے ایطاے جلی ٹھہرایا ہے دوسرے یہ کہ دانا بینا مین ایطاے خفی کہتے ہین جلا سنا نے کیا قصور کیا ہے کہ جلی قرار دیتے ہین تیسرے یہ کہ آب و گلاب کو ایطا مین شامل کرنا ہی عبث ہے اسلئے کہ اختلاف

؎ خط لکھنا اس جگہ مین تا فعل ہے اور خط لکھنا جو مصدر مرکب ہے اوسکا فاعل ہے اسیطرح چند شعر کہنا پڑے مین تے فعل اور چند شعر کہنا مصدر مرکب فاعل ہے اور قیمت دینا ہوگی مین قیمت دینا فاعل ہے اور ہوگی منتین کرنا پڑین مین منتین کرنا مصدر مرکب فاعل ہے اور پڑین نما ہے اور ان جملون مین مبتدا ہونا بھی ممکن ہے یعنی یون کہین کہ خط مبتدا ہے اور لکھنا تا خبر چند شعر مبتدا کہنا پڑا خبر قس علیٰ ہذا ۱۲ ایضاح

علمیت سے معنے مختلف ہوگئے چوتھے یہ کہ اگر عنانین صحیح رکھی جائین تو بہت سے مستند شعرا کے کلام نادرست ہوجائینگے۔ مومن ؎ پھر دل مین مرے لگی ہے آتش یہ نالے سے برس رہی ہے آتش ولہ اور جو یہ راز نہانی نہ کھلا یہ جتنے جی مین یہ ارمان رہا۔ ناسخ ؎ جب وادی وحشت مین گذر میرا ہوا ہے ہر ایک بگولا لیے تعظیم اوٹھا ہے۔ آتش ؎ ہستی کو مثل نقش کف پا مٹا چکے یہ عاشق نقاب شاہد مقصود اوٹھا چکے۔ نسیم لکھنوی ؎ آتشکدہ پریون نے بناکر یہ پھینکا اوسے پھول سا اوٹھاکر۔ سحر ؎ جگناتھ نے آکے کلمہ پڑہا مسلمان جنیو فرنگی ہوا۔ بحر ؎ دوپٹا وہ گلنار دکھلا گیے یہ منے سر سے پھر آگ بھڑکا گیے فلق ؎ چوڑیونکو نہ تم بڑہا رکھنا یہ مہندی ہرگز نہ تم اوبھار رکھنا۔ امیر ؎ تبیت رعد نے چلاکے سنائی کیسی یہ ہان مین ہان کوندکے بجلی نے ملائی کیسی۔ تسلیم ؎ دونون کو ہٹ ہی نی دیکھے کیسی ٹھہرے یہ کون کام رہے کسکی تمنا نکلے۔ جلال ؎ پہلو مین کسکو بزم مین اوسنے بٹھالیا یہ کیون لے چل ہمین جہان سے اوٹھالیا۔ داغ دہلوی ؎ سبق ایسا پڑہا دیا تونے یہ دل سے سب کچہ بھلا دیا تونے۔ شمشاد لکھنوی ؎ وہ مرا دل دکھا نہین سکتے یہ عرش اعظم ہلا نہین سکتے۔ یہ چند شعر مثال کے لیے انتخاب کیے گیے ورنہ اس قسم کے سیکڑون شعرا ساتذہ کے دیوان مین موجود ہین ان سب پر ایطاے جلی کا عیب لگانا اور قافیہ نادرست بتانا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے قاعدہ جمہور فصحا کے کلام کا تابع ہوتا ہے نہ یہ کہ کلام جمہور قاعدے کا پابند ہوتا ہے۔ اب مین ایطا اور اوسکی دونون قسمون کی جامع ومانع تعریف کرتا ہون کہ قافیہ کا بعینہ لفظ ومعنی مکرر لانا ایطا ہے اگر ایسے زوائد قافیے ٹھہرائے جائین جو اپنی اصلی حالت پر نہ رہے ہون جیسے رنجور مزدور نامساد یا الف[۲] فاعل یا تای مصدری یا شین[۳] مصدری ہون جیسے دانا بینا شجاعت سخاوت وکاوش وسازش یا انکے حذف کے بعد اکثر مزید علیہ بمعنی ہوجاتے ہون جیسے اِدھر اودھر جدھر کدھر جہان کہان وہان یہان

---

[۱] رنجور مزدور مین ر اپنی اصلی حالت پر نہین رہا واو اصل مین متحرک تہا یہان ساکن ہے ۱۲ الیضاح [۲] نامساد اصل مین نامراد تہا مے ہوز الف سے بدل گئی ہے ۱۲ الیضاح [۳] حرف الف فاعل ہو یا اوسکے بعد نون بہی ہو جیسے خنداں گریاں ۱۲ الیضاح [۴] اکثر کی قید اسلیے ہے کہ متحرک الاوسط حالت جمع مین ساکن الاوسط ہو جاتے ہین وہ بعد حذف علامت جمع کبہی بمعنے بہی ہوجاتے ہین جیسے نظر مین بسکون ثانی مگر اکثر بامعنے رہتے ہین اسیطرح جن کا بہی مزید علیہ کبہی بمعنے ہوجاتا ہے جیسے لڑکپن بچپن ۱۲ الیضاح

اس جس کس ان جن کن - یا حرف علت علامت افعال ہندی متصل بحرف اصلی ہون جیسے سنا رہا - سنور ہو - سنے رہے وغیرہ تو ان سب صورتون مین الیطاے خفی ہی ورنہ جلی ہے جیسے ہنر ور - سخنور - ستمگر - فسونگر - عقلمند - دردمند - باغبان - غنچہ ہا - محبوبان - معشوقان - آنکھین نظرین جلتے بجھتے وغیرہ - دانا در دامین الیطا نہین کیونکہ الف زائد تو ہین مگر معنی مختلف ہین ایک جگہ الف فاعل ہے اور دوسری جگہ الف ندبہ ہے اسیطرح تبان ہڈیان مین بھی الیطا نہین گو دونون جگہ جمع کے الف ونون ہین مگر ایک جگہ جمع فارسی ہین اور دوسری جگہ جمع ہندی ہے - قلق مرحوم ؎ زائل نہین ہوئی تب عشق تبان ہنوز ؛ پھکتی ہین سونگھ سے مری ہڈیان ہنوز ؛ اسیطرح ان اشعار مین بھی الیطا نہین - وزیر ؎ مین ہمہ پا مظہر اتم خدا و اللہ ہون ؛ ہمصفیر و اس چمن مین مرغ بسم اللہ ہون - بحر ؎ کمر درویشی طریقہ ہے رسول اللہ کا ؛ باندہیے تسمہ کمر مین مد بسم اللہ کا ؛ کیونکہ بوجہ اختلاف علیت معنی مین تکرار نہین - جب تکو الیطا کی دونون قسمون مین اچھی طرح فرق معلوم ہو گیا تو یہ بھی جاننا چاہیے کہ اکثر فصحاے حال رنجور و مزدور و دانا بینا خندان گریان شجاعت سخاوت کاوش[۱] سازش جن کن ان[۲] کے ایسے الیطاے خفی کو استعمال کرتے ہین اور ان حروف علت کو ہندی مین بھی روا رکھتے ہین جنکے بعد حرف وصل و خروج ہون جیسے ملایا[۳] سنایا وغیرہ ؛ ایسی علامت فعل ہی جسکے حذف کرنے سے اوس فعل کا صیغہ امر نہو سکے جیسے دکھا بٹھا انمین سے جب الف حذف کر دینگے دکھ بٹھ رہجائینگے سناٹے کے لیے قافیون مین احتیاط رکھتے ہین - باقی رہے ادہر ادہر جہ بہر کہ بہر مرا ترا وغیرہ کے اپنے قافیے انکو بھی اکثر استعمال نہین کرتے - اب یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ اکثر عروض دانون نے لکھا ہے کہ غزل اور قصیدے کے دوسرے اور تیسرے شعر مین وہی اوپر والا قافیہ مکرر لانا درست نہین مگر یہ قاعدہ نہ اسی مین مسلم رہا اور نہ اردو مین حافظ شیراز کی ہاروت ماروت والی غزل اور عرفی وغیرہ کے

---

[۱] تبان اور ہڈیان کے ایسے قافیے سے جسمین لفظ ظاہر الیطا ہو اور دونون قافیون مین ایک فرق ہو احتیاط چاہیے ۱۲ ایضاح [۲] امیر ؎ سنگدل تجکو مرے سانحہ یہ کاوش کب تک - میری کوشش کے لیے غیر ہے سازش کب تک ۱۲ ایضاح [۳] جلال لکھنوی ؎ ہوے ہین عاشق ہی کن گلون کے کہ خود ہی شاکی ہین ان گلون کے ہمین ہے وعدون مین ان گلون کے وفا کی بو اعتبار کا رنگ ہو ۱۲ ایضاح [۴] ملایا اور سنایا مین الف اول اگرچہ علامت ہے اصلی نہیں مگر یہان بروی قرار دیا گیا ہے اور یہ ے وصل اور الف تا حرف خروج ہے ۱۲ ایضاح

قصیدے دیکھ لو ہرگز اس قاعدے کی پابندی نہین کی ہے بہرکیف اردو مین اگر مطلع کہا جلی سے مخفوظ ہے تو بقیہ اشعار مین کہا رکھے مضائقہ نہین نسیم دہلوی ؎ نہین شکوہ جدا ہے کہ ہر پارہ مرے دل کا کیا صانع نے دو ٹکڑے ازل سے نقطۂ قاتل کا وزیر ؎ اشتعال آتش غم سے ہین داغ تن چراغ چار دیوار عناصر مین ہین یار روشن چراغ ذوق ؎ مجھے محروم رکھا فیض تقریر و تبسم سے اسی کا اے لب و دندان جانان شکوہ ہے مجھ کو ان مطلعون کے باقی اشعار کے قوافی قاتل روشن تم واقع ہوے ہین۔

فوائد متفرقہ

فائدہ ہاے مختفیہ کے بعد اگر کوئی حرف معنوی نہو تو اوس ہے کو الف سے بدلنا جائز ہے ناسخ ؎ گھر ہمارا فرقت مین سونا ہو گیا کیچ مدفن کا نمونا ہو گیا لیکن یہ تبدیل اوسوقت درست ہے کہ فارسی ترکیب نہو ورنہ درست نہین جیسے نوک خامہ سواد نامہ نوک خامہ سواد نامہ لکھنا غلط ہے ہان اگر ایسا مرکب ہو کہ اوسکے دونون جزو ملکر بمنزلہ کلمۂ واحد ہو گیے ہون تو کچھ مضائقہ نہین جیسے میخانہ ہمسایہ **فائدہ** معطوف علیہ یا معطوف اگر لفظ ہندی ہو تو حرف عطف واو لانا درست نہین رات و دن کہنا غلط ہے رات دن یا رات اور دن کہنا چاہیے **فائدہ** عین کا تقطیع سے گرانا جیسے ع ہم عندلیب ہین گلزار عشق جانان سے ع اب عاجز ہو گیے ہم تجھے اے دل ؛ سخت عیب سمجھا جاتا ہے **فائدہ** بعض حضرات اس قسم کی ترکیبون کو غلط بتاتے ہین سیکڑون تصویر ہزارون تمنا۔ لاکھ آدمی آیا۔ انکھون کی پتلی۔ فرماتے ہین کہ سیکڑون ہزارون جمع ہے۔ تصویر تمنا واحد۔ لاکھ معنی جمع۔ آدمی مفرد۔ آنکھون جمع پتلی مفرد۔ یہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے سیکڑون تصویرین۔ ہزارون تمنائین۔ لاکھ آدمی آئے۔ آنکھون کی پتلیان کہنا چاہیے مگر یہ نہین جانتے کہ تصویر وغیرہ اسم جنس ہے اسکا اطلاق واحد اور جمع دونون

؎ حرف معنوی جیسے مین کے ہے وغیرہ ۱۲ الصباح ؎ اور اگر اوسکے بعد حرف معنوی رہتا ہے تو اوس ہے کو یے سے بدل دیتے ہین جیسے پروانے شانے سے مگر یہ تبدیل اوسوقت ہے کہ فارسی ترکیب نہو ذوق کا جو یہ شعر ہے خلاف قاعدہ ہے ؎ کو سون کیا تنگ زمانے نے کہ جنین جیسے سواد نامے سے کو یہ اضافت فارسی نامے کی ہے کی تبدیل درست نہین ۱۲ الصباح ؎ بلکہ عیب کیا خلل بھی سمجھا جاتا ہے مگر میرے نزدیک یاے مصدر و یاے فارسی کے استقاط سے اسکا مخفوظ رہنا وجوب نہین بلکہ جواز ظاہر ہوتا ہے کہ اسکے گرانے سے فصاحت مین کچھ دھبا نہین آتا فارسیون نے جو اسکو تقطیع سے گرایا ہے خصوصاً متاخرین کے کلام مین بہت ہے لغت بہار عجم سے بھی اسکا گرانا جائز معلوم ہوتا ہے ۱۲ الصباح

ہوسکتا ہے۔ چونکہ انمین معنی جمعیت پائی جاتی ہے انکی ترکیب دن الفاظ سے درست ہے
اساتذہ کے کلام اس قسم کی ترکیبون سے مالا مال ہین۔ ناسخ ؎ تھی نہ امید رہائی کی
دل ناسخ کو لاکھ زنجیر ترے گیسو خدا رکی تھی۔ آتش ؎ مشق ناوک افگنی کرتا تھا جب وہ
شمع رو یاسیکڑون ہی تو دنما کستر پروانہ تھا۔ تسلیم لکھنوی ؎ خال و مژگان کے عشق
سے دل مین ہ سیکڑون داغ لاکھون روزن تھا۔ جلال لکھنوی ؎ نظر آتے نہین
مجکو وہ دس منزل مین رہتے ہین ہ مری آنکھون کی پتلی مین نگہ مین تل مین رہتے ہین ہ
مگر اسمین کوئی شک نہین کہ ایسی صورتون مین جمع فصیح ہے فائدہ معشوق کو جو رشک
گل و غیرت ماہ وغیرہ سے تعبیر کرتے ہین اور اوس یا وہ وغیرہ نہین لاتے تو کلام بالکل غیر
فصیح ہو جاتا ہے جیسے ع محبت ہوگئی اب رشک گل سے ع جو گھر سے اپنے رشک
ماہ نکلے۔ یون کہنا چاہیے ع محبت ہوگئی اوس رشک گل سے ع جو گھر سے میرا رشک
ماہ نکلے فائدہ لفظ ہر کو جمع کے ساتھ اہل زبان استعمال نہین کرتے جیسے ہر علمانے کہا
ہر عالم کہتے ہین۔ بلکہ یون کہنا چاہیے ہر عالم نے کہا ہر عالم کہتا ہے اسمین اکثر باہر والے
لغزش کھا جاتے ہین فائدہ لانا جو مصدر متعدی ہے اسکے مشتقات کے استعمال مین باہر
والے جو اہل زبان یا کامل زبانداں نہین اکثر فاحش غلطی کر جاتے ہین اور یون بولتے
ہین نے یہ رسالہ لایا تمنے یہ کتابین لائین حالانکہ یون چاہیے مین یہ رسالہ لایا تم یہ
کتابین لائے۔ اس متعدی کا استعمال فعل لازم کی طرح ہے نہ تو فاعل کے ساتھ لفظ نے
لانا چاہیے اور نہ فعل کو تانیث و تذکیر و وحدت و جمع مین مفعول کا تابع کرنا چاہیے یہان فعل
فاعل کا تابع ہوتا ہے مرد کہے گا مین کتاب لایا عورت کہے گی مین کتاب لائی اس متعدی کا
حال اور افعال متعدیہ کی طرح نہین ہے فائدہ معروف و مجہول کا قافیہ کلام استادہ
[illegible] گیا ہے ناسخ ؎ مائل سوچو یہ تیرے حضور ہے ہ میر میرا در نیاز بہت پر غرور ہے
[illegible] تو یار سے ہے تم خوشی کا خیال ہ دامیرے شتیاق مین آغوش گور ہے
[illegible] جواب [illegible] فائدہ ردی متحرک ہو جاتی ہے صورت مین جیسے
یعنی حرکت ماقبل ردی کا اختلاف اگرچہ جائز ہے مگر [illegible]

استعمال کرسکتے ہین مگر خلاف فصاحت ہونے مین کچھ شک نہین۔ فائدہ ردیف کو
تلفظ مین یکسان ہونا چاہیے معنیاً متحد ہو یا نہو دس مین بس مین کیساتھ قسمین استعمال کرتے
ہین کیونکہ مین ردیف ہے ہر جگہ تلفظاً یکسان ہے اور انکے ساتھ مین بفتح میم نہین لاسکتے
اسیطرح ایک جگہ سیاہ اور دوسری جگہ سے آہ جیساکہ ناسخ مرحوم نے کہا ہے ؎ کرے
خط نے ترے عارض پر نور سیاہ ہوگیا مشک کے مانندیہ کافور سیاہ ۔ پاس جو بیٹھ کر
پڑھتے تھے غزل وہ گیے دن ۔ اب تو ناسخ کبھی کر آتے ہین ہم دور سے آہ۔ میرے نزدیک
عیب سے خالی نہین کیونکہ سیاہ بفتح یا ہے اور دور سے آہ مین بے تقطیع سے گر جاتی ہے اور
سیاہ ہوجاتا ہے پس دونون لفظ تلفظاً یکسان نہین رہتے فائدہ حرف مکتوبی کا قافیہ
اوس غیر مکتوبی کے ساتھ جو تلفظ مین ہو درست نہین ملے عاشق کا قافیہ دل عاشق ہنوز
وطن کا قافیہ بہار وطن جائز نہین شعرا نے اس قسم کے تقفیہ سے بہت اجتناب کیا ہے
عجب ہے کہ بعض الفاظ مین کچھ ایسا دھوکا کھا گیے کہ تقفیہ مذکور استعمال کرنیکو کر گیے مگر خبر تک
نہوئی کہ کیا کہہ گیے آجتک لوگ اس قسم کے قوافی استعمال کرتے ہین اور جانتے ہین کہ
ہمارا کلام تقفیہ مکتوبی وغیر مکتوبی سے پاک ہے مثال کے لیے ایک شعر لکھا جاتا ہی۔ ناسخ ؎
آسمان کی کیا ہے طاقت جو چھڑائے لکھنؤ ۔ لکھنو مجھپر فدا ہے مین فدائے لکھنؤ۔ ظاہر ہے
کہ چھڑائے مین الف کے بعد ہمزہ اور ہمزہ کے بعد یے ہی۔ اور فدائے مین الف کے بعد

۱؎ اور ناسخ مرحوم نے اسوجہ سے اسکا قافیہ باندہا ہے کہ جس لفظ کے شروع مین الف ہو اور پہلے ساکن ہو تو
اوسکے آخر کو متحرک کرکے اور اوس الف کو گرا کے ملا سکتے ہین جیسے کہ آہ بروزن مفعول کو کراہ بروزن فعول
پڑھ سکتے ہین پس سے آہ مین بھی پہلے ساکنہ کو متحرک کرکے الف کے ساتھ وصل کرسکتے ہین ایسی حالت
مین اسکا لہجہ سیاہ کی طرح ہوجاتا ہے مگر یہ تکلف سے خالی نہین جو شخص بلا تکلف بولے گا وہ سے آہ بالکل
یا کہے گا اور کراہ مین کچھ تکلف نہین دو صورتے ہے آہ کی ہے کو متحرک کرنا اور الف کے ساتھ ملا کے
سیاہ پڑھنا فصاحت کے بھی خلاف ہے کما لایخفی علی من لہ ذوق سلیم وفہم مستقیم ۱۲ اینجاح ۲؎
مگر نون اصلی کے ساتھ نون تنوین قافیہ مین بعض جگہ آگیا ہے رشک ؎ یار من سن کے بگڑ جاتا ہے
کام من من کے بگڑ جاتا ہے ۔ یہ تراوٹ ہے کہ بوسون کا کیل اور آنکے بگڑ جاتا ہے ۔ استاد ہی حضرت تسلیم
لکھنوی ؎ قید اپنا وہ آپ ہین تھا حلقۂ زلف طوق گردن تھا نہ عذر مانع نہ تھا کوئی تسلیم ۔ ترک
شعر و سخن یہ قصد آتھا ۔ مطلب یہ ہے کہ اگرچہ اس قسم کا تقفیہ بھی فی الجملہ معیوب ہے مگر شعرا نے استعمال کیا
ہے مگر اس تنوین کے سوا کوئی اور لفظ جو مکتوبی نہو قافیہ لفظ مکتوبی واقع نہین ہوا اور اگر شعرا سے پوچھا جاے
کہ منوار جمن کا قافیہ بہار چمن وامثال ذلک درست ہے یا نہین تو بالاتفاق یہی کہین گے کہ ہرگز درست نہین فاہم ۱۲ اینجاح

صرف ایک یے ہی جسکو بوجہ اضافت کسرہ ہے اور کسرہ کی وجہ سے وہ یے لہجہ مین ہمزہ سی بدلگئی ہی اور اوس کسرہ کا اشباع کیا گیا ہی جس سے دوسری یے صرف تلفظ مین پیدا ہوگئی ہی اوسکو کتابت سے کچھ علاقہ نہین پس جسطرح سوا سے چمن سا سے چمن کا قافیہ بہار چمن درست نہین اوسیطرح چھڑائے لکھنؤ کا قافیہ فدائے لکھنؤ از روی انتظام شاعری درست نہین ہوسکتا ۵ فائدہ متلاشی بمبئی تلاش کنندہ مرغن بمعنی روغن وار یا اس قسم کے دوسرے الفاظ جنکا مادہ عربی نہین مگر اونکا اشتقاق بطور عربی ہوا ہی اور عام طور پر بولے جاتے ہین اونکا استعمال میرے نزدیک کچھ مضائقہ نہین فائدہ ہندی لفظ کی اضافت یا کوئی اور ترکیب بطور فارسی جیسے تلوار زید قطرۂ آنسو ہرگز درست نہین اسکو یون کہنا چاہیے زید کی تلوار آنسو کا قطرہ اسیطرح ہندی یعنی وہ لفظ جو عربی یا فارسی ہو اور اوسمین ہندوالون نے لفظ یا معنی تصرف کیا ہو اوسکو بھی فصحا ترکیب فارسی جائز نہین رکھتے مگر یہ قاعدہ اونہین الفاظ مین ہی جنکی فارسی مشہور ہو اگر فارسی ہی نہو یا ہو مگر مشہور نہو تو اوسکو مفرس قرار دیکر ترکیب فارسی استعمال کرسکتے ہین اساتذہ کے کلام مین جابجا ایسی ترکیبین پائی جاتی ہین ناسخ ہاتف بگفت صرع سال بنای آن بہ باب امام باڑہ سلطان خاص و عام امام باڑے کا ہندی لفظ ہونا رای ہندی کیوجہ سے ظاہر ہے پھر بھی یہ ترکیب فارسی مستعمل ہوا۔ آتش کسیکی محرم اب روان دہ یاد آئی ہے جواب کے جو برابر کبھی جواب آیا۔ محرم جسکے معنون مین یہان مستعمل ہوا ہی مفرس ہے اور ترکیب فارسی ہی ہوئی فائدہ جو شخص مرگیا ہی اوسکے نام کے ساتھ لفظ صاحب مرحوم مغفور بھی جیسا جیتے جی یا لقب کیساتھ کچھ مضائقہ نہین جیسے شیخ صاحب یعنی ناسخ مرحوم خواجہ صاحب یعنے آتش مغفور فائدہ ہمزہ کو اکثر لوگون نے بے عدد نکالے

---

۵ یہ جو اس شخص کو نامی شعرای حال کیخدمت مین پیش کیا بعضون نے تو صاف انکار کردیا کہ یہ بات شبہ بہت صحیح ہی اور بعضون نے یہ جواب دیا کہ فدای مکسور الآخر نہین بلکہ ساکن الآخر ہی وزن کی رعایت سے یے کے پہلے ہمزہ بڑہا دیا ہی مین کہتا ہون اولاً کسرہ اضافت کیا ہوا اثنیاً ہمزہ کی یہ وجہ قابل قبول نہین بلکہ بات یہ ہی کہ جیسے مکسور ہوتی ہی اوسکو لہجہ مین ہمزہ سے بدل دیتے ہین جیسے فرمایش ازمایش وغیرہ پس فدای کی یے کو بوجہ اضافت کسرہ دیا یای مکسور ہمزہ سے بدلگئی اور اشباع بوجہ سے لفظ مین ایک دوسری یای ساکنہ پیدا ہوگئی ہی اور بعضون نے یہ کہا کہ جو یای ساکنہ بعد اشباع پیدا ہوئی ہی وہ بھی مکتوبی ہی مین کہتا ہون کہ اولاً وہ یا جو اشباع کسرۂ اضافت سے پیدا ہوئی ہی اوسکو نکتی نہین تانیاً موجودہ ایک یای یے کے عدد سے ہین اور بعضون نے یہ جواب دیا کہ فدای کیطرح چڑہای بھی مکسور الآخر ہے اسمین بھی الف کے بعد صرف ایک یے ہے جسکو کسرہ ہی اور اوس کسرہ کا اشباع کیا گیا ہی دفیہ مافیہ ۱۲ الیضاح

اور مین بھی پہلے اونہین کا ہمخیال تھا مگر تحقیق و متن سے ثابت ہوتا ہی کہ اگر مستقل طور پر ہو یعنی کسی حرف پر نہو جیسے عطاء اللہ ضیاء اللہ تو اوسکا ایک عدد لینا چاہیے فائدہ جوتے دراز لکھی جاے جیسے رحمت وغیرہ اوسکے چار سیکڑے لینا چاہئین اور جوتے گول یا شکستہ لکھی جاے جیسے زبدۃ العلما ہدیۃ الشعرا تو اوسکے پانچ ہی عدد لینا چاہئین فائدہ آئے جائے بروزن فعلن کا املا دو طرح مروج ہی ایک یہ کہ جسطرح آؤ جاؤ مین واو پر ہمزہ لکھتے ہین اوسیطرح آئے وغیرہ مین ایک یے لکھکر اوسکے اوپر ہمزہ لکھ دیتے ہین ایسی حالت مین صرف ایک یے کے عدد لینا چاہیے مورخین ہند نے جابجا ایسے الفاظ مین ایک ہی یے کے عدد لیے ہین اور دوسری صورت یہ ہے کہ دو یائین لکھکر پہلی یے پر ہمزہ لکھدین فی الحال اکثر اسکا املا دو یاؤن سے دیکھا جاتا ہی ایسی حالت مین دو یاؤن سے بیش عدد لینا چاہیے کیونکہ تاریخ کی بنا کتابت پر ہے۔ تمام شد

۱؎ کسی حرف کے اوپر ہونے کی مثال آؤ پاؤ وغیرہ ہی کہ واو پر ہمزہ لکھا جاتا ہی ۱۲ الیضاح ۲؎ ہمزہ کے عدد کی بحث مولف ذی تذکرہ یادگار وطن مین نہایت بسط کے ساتھ لکھی ہی ممن شاء التحقیق فلیرجع الیھا ۱۲ الیضاح ۳؎ تاے مدوود طویل کی بحث اگرچہ ازواحتہ الاغلاط وغیرہ مین مولف ذی تذکرہ یادگار وطن مین اس بحث کو محققانہ طور پر مع مالہ وماعلیہ لکھا ہی جو قابل دید ہی ممن شاء التحقیق فلیرجع الیھا ۱۲ الیضاح ۴؎ عجب نہین کہ کسیکو شبہہ پیدا ہو کہ جب جاے آئے مین ایک یے لکھنا اور اوسپر ہمزہ بڑھانا جاتا ہو تو پھر اوسکا قافیہ فدائے کیونکر درست ہوگا اسمین بھی تو ایک یے ہی جسپر ہمزہ ہی جب آئے اور فدائے کی کتابت اور تلفظ یکسان ہی تو اوسکا تقفیہ بھی درست ہوگا اب مین کہتا ہون کہ غالبًا لوگون کو یہی دھوکا ہوا کہ ایسے قوانی استعمال کیے مگر بات یہ ہی کہ آئے جاے مین الف کے بعد مین ہمزہ ہی اور ہمزہ کے بعد یے ساکنہ ہی اور فدائے مین الف کے بعد صرف ایک حرف یے ہی جو یہ ہمزہ سے بدلگئی ہی وہان یا مکتوبی خروج ہی اور یہان وصل کتابت مین یہان خروج کا نام نہین ۱۲ الیضاح ۵؎ یہ قاعدہ مسلمات سے ہی کہ تاریخ کی بنا کتابت پر ہی جو حرف کتابت مین ہوگا گو وہ پڑھا نہ جائے جیسے خود نوشت کے واو اوسکے عدد محسوب ہونگے اور جو حرف کتابت مین نہوگا گو ملفوظ ہو جیسے خرم اور ذرہ کی ایک ریے اوسکے اعداد لیے جائینگے۔ اس قاعدہ پر شبہہ وارد ہوتا ہی کہ موسیٰ جیسے پر الف بھی لکھا جاتا ہی اس قاعدہ سے لازم آتا ہی کہ الف اور یے دونون کے عدد لیے جائین حالانکہ الف محسوب نہین اسکا جواب یہ ہے کہ مکتوبی سے وہ حرف مکتوبی مراد ہی جو مستقل ہو کسی حرف کے اوپر یا نیچے نہو جو نکہ الف جیسے وغیرہ مین یے پر لکھا جاتا ہی مستقل نہین ہوتا اور اسیواسطے الف ممدودہ کا پہلا الف جو بخط مستقل لکھا جاتا ہی یا نون غنی جو نیچے لکھا جاتا ہی اوسکے اعداد محسوب نہین ہوتے ۱۲ الیضاح شرح اصلاح

ازالۃ الاغلاط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ دانستنی ست کہ غلط بر دو گونہ باشد اول غلط عام و آن اینکہ ہمہ دانان با اینکہ از چگونگی الفاظ ماہر باشند دران تصرفی کنند ہمچون کافر کہ بکسر فاست و با دلبر و خنجر قافیہ آرند و این قسم معیوب مذموم ست دوم غلط عوام و آن خلاف قسم اول بود ہمچون تالاش بر وزن تماشا کہ محاورۂ ناواقفان ست پس کسانیکہ غلط العام فصیح گردد جواز غلط عوام آرند فرقی در ہر دو قسم نہ انگارند و از بیخبری غلط العام و غلط العوام را متحد المعنی پندارند و حق مبادکہ آنچہ در عرف عوام مشہور ست کہ بجہت ضرورت شعریہ تغیر لفظ از ہیئت اصلیہ جایز باشد اعتبار را نشاید آورده اند کہ یکی از بہمنان چرا بتشدید را استعمال کرده چون طعنہ کردند گفت چو در شعر نگفتن ضرورت بود تشدید برزبانہ جایز شود و دانایان از تشدید برنشدید چیزی نفہمیدہ و نفہمیدہ زدند درین باب نقلی دیگر یعنی شعر گفتن چہ ضرور مشہور ست بالجملہ ما جائیکہ خوستند ضرورت شعریہ را روا داشتند جمہور متاخرین بر تشدید متبحان را نمیرسد کہ بنقلی خلاف لغت و لہجہ و استعمال فصحا بکار آرند آری در اعلام و جائیکہ در تقطیع گنجد و ضرورت باشد مضائقہ ندارد بدانکہ تغلیط الفاظ باعتبار ہمان معنی ست کہ درین کتاب نوشتہ شدہ و ممکن کہ بمعنی دیگر صحیح باشد و نیز تخطیہ با عتبار عربیت و فارسیت بود اگر جائی از الفاظ مغلطہ موافق محاورۂ اہل زبان ہندیا بانی متصرف فیہ ہندیان پنداری فصل الف۔ آتش۔ آنچہ بعضی از فرہنگ نگاران تغلیط فتحہ تاکردہ اند دو نوشتہ اند کہ بکسر تاست دبا دانش وغیرہ قافیہ شدہ ست درین شکی نیست کہ تخطیہ ایشان محض بیجاست اگر در کلام پارسیان تفحص کنی صدہا از آتش با عشق و کشش و آمدم بریکہ اکثری را در صحت کسرۂ آن کلام ست دیگران یکسو میرزا غالب کہ در فارسی بدطولی داشت می نگارد کہ قافیہ آتش با دانش و عائیست نادلپزیر و بعض جاہل عصر و نیز دیگران درین باب تبعیت میرزا کردہ اند گویم کہ منشای آن عدم تفحص باشد نظامی گوید ہمہ کارشان شرب و آتشگری نگشتہ شبی گرد چارشگری و ملا الہی خلیلی در قطعہ این بیت نوشتہ ۔ پیوند گلستگی ست با عشق چون کسرۂ حرف تای آتش ۔ پیداست کہ این شعر ناطق ست بر کسرۂ تای فوقانی اکنون کسی را مجال انکار کسرہ نماند آما تحقیق آنست کہ کسرۂ از عالم خاست آزر و بکون رای مہملہ غلہ آسیاہ کردہ از مہد الفضلا فرہنگ جہانگیری فرہنگ رشیدی و دیگران قلط و بفتح

رای مهمله خطاست فیضی فیاضی گوید - چون دید که آزگشت اجساد، آن آزد دهد چو خاک برباد، آزردن
بفتح زای معجمه نه بضم آن چه مخفف آزاردن ست نظامی گوید - دران یکسال کو فرمانهی کرد، نه مرغی
بلکه موری را نیازرد، و در موئد الفضلا نگاشته که عوام که بزای مضمومه خوانند غلط محض ست آستر بالف
ممدوده ضد ابره شیخ شیراز گوید - شنیدم که فرمانهی داد گرد، قباداشتی هزار دوآستر، واستر بتخفیف
مسموع نیست ندانم که در کلام فارسیان آمده یا نه جائیکه دیده ام آستر بالمد دیدام بلکه صاحب غیاث
اللغات تخطیه استر بالف مقصوره کرده و از غرائب اینکه بعض اجله عصر باستناد این شعر خاقانی - زینسان
همه ساکنانش منکر، چون آب بره چو آتش استر، تغلیط قول صاحب غیاث کرده یارب کاتبان
چنانکه نوشته اند میخواند و مفید مدعا میدانند در نیمقام ابره را چه نسبت ست و استر را چه ضرورت سخن
کوتاه مصرع ثانی بدین نهج ست ع چون آب تر و چو آتش ابتر، هر کس گفتار مرا باور ندارد در نسخ
تحفة العراقین ملاحظه کند ابریشم بضم شین معجمه از برهان، قاطع وغیره بفتح آن خطاست نظامی
گوید - بسا مرغ را کز چمن گم کنند، بقفس عاج و دام از بریشم کنند، و قافیه آن با معلم بفتح لام که درین شعر
ملا فوقی بزدی واقع شده - توان صوف سخن را بافت معلم، که پشم خایه اش نبود بریشم، از عالم
اختلاف توجیه نموده اند اجنه جمع جنین ست بمعنی بچه که در شکم مادر باشد نه جمع جن چنانکه عوام دانند
فی الصحاح الجنین الولد مادام فی البطن والجمع الاجنة و در منتخب اللغات نوشته که عوام اجنه را در جمع جن استعمال
کنند و آن غلط ست احمد بضمتین نام کوهی بمدینه طیبه از صراح و منتخب اللغات و منتهی الارب و بفتح ثانی چنانکه
شهرت دارد خطاست اخوان بالکسر و الضم بروزن فعلان جمع اخ از صحاح و قاموس و مصباح منیر
و تاج اللغات وغیره و عوام که بالفتح خوانند و جمع بروزن افعال دانند خطاست ادعیه بتخفیف
تحتانی ست نه بتشدید آن چه این جمع قلت ست بروزن افعلة ارجمند بسکون جیم مرکب ست از کلمه
ارج که بمعنی قدر و مرتبه باشد و از کلمه مند که بمعنی صاحب آید از فرهنگ جهانگیری وغیره و در کشف اللغات
نوشته که بضم جیم غلط ست چه در مرکبات اظهار حرکت حرف آخر کلمه اول نشاید ارقام اینچه هندیان بمعنی
نوشتن نگارند و این را مصدر از باب افعال انگارند بعض اجله عصر نوشته که در کتب لغات یافته
نمی شود درین وادی فقیر هم با ایشان همزبان ام هر چند در صحاح جوهری و صراح و قاموس و
تاج المصادر بیهقی و مصباح منیر و منتخب اللغات و منتهی الارب و تاج اللغات و کتب دیگر تفحص کردم
نیافتم اما در استعمال فارسیان نه مرا اقرار ست نه انکار ارم از اوهام بعض خواص ست که ارم باغ
شداد در نامند و بمعنی بهشت درست نیست گویم که بمعنی بهشت هم استعمال کرده اند مولانا جامی در

دیوان غیر منقوط گوید - داورا داده وصالی چو ارم ۔ کاورم سر بدا سر و ارم و له مرسل عصر ما رسول الله
آمده سر و رصد و ارم ۔ و له در رد اسلام هر کو آمده ۔ کز نگارا و باد بد چو ارم ۔ از و حاصم بنای عربی
و حای حطی ست نه از و حاصم بتای ثنویه و دای بلید بدین مصدر عربیست و رعایی زای عجمی بخطا
داده اش زحم بجای صحیح ست نه بهای هواست ازرق بتقدیم زای معجمه بهای مهمله و جیم و باطل
خطاست هم ماده اش زرق بمعنی گربه چشم شدن بتقدیم ذای معجمه است اسرار جمع کبالفتح و بالکسر
خطاست اصطبل بالکسر و سکون با مکان بستن اسپان از صراح و قاموس و تاج اللغات و منتهی
الارب و بفتح اول یا بحرکت با چنانکه شهرت دارد خطاست فیضی فیاضی گوید ۔ انگه بشناخت سوی اصطبل
برعقل گهر شناس دطبل ۔ قاآنی گوید ۔ گه رفت باصطبل و گهی گشت مدپوش ۔ گاهی زقضا شکوه و
گاهی زقدر کرد ۔ و له عدوی هر یکی زین پنج تن ۔ تا ابد باد اندر مکان در گلخن و اصطبل و قید و منقل و میزان
ناخدای شیرازی گوید ۔ زاصطبل و زخرگاه و زنوبت ۔ زمیخوق و صلیج و طبل و رایت ۔ اجوبه بضم همزه
و سکون عین بمعنی عجیبه از قاموس و غیره بدانکه این لفظ بهمزه در کلام اساتذه بکثرت آمده و بدون
همزه اگرچه بعض محققین تخطیه اش کرده هم بندرت دیده شد مثال اول جامی گوید ۔ زحد گر چه
هزار اعجوبه سازی ۔ نه خند طبع کودک جز بازی ۔ امیر خسرو دهلوی گوید ۔ ای شیخ شهر بابکه
اعجوبه عالم خیال ست ۔ آئینه طلعت کمال ست ۔ مثال ثانی محسن تاثیر گوید ۔ ای شیخ شهر بابکه
توان این عجوبه گفت ۔ بی پرده گشت راز نهان اندر دای گفت ۔ چون ایمه دانستی بدانکه اگر عجوبه بحذف
همزه خوانند عین را حرکت ضمه و بهندنه فتحه اعرابی بالفتح منسوب باعراب که تازیان بیابان باش
را گویند از صراح وغیره و بالکسر خطاست اقربا بالکسر برای مهملین جمع قریب بضم آن که بلسنه جاریست
از صحت عاریست اقلیم بالکسر بخشی از هفت بخش زمین از تاج اللغات و منتخب اللغات کشف اللغات
وخیابان وغیره و بالفتح درست نیست اکسیر بالکسر کیمیا از قاموس و بهار عجم و هفت قلزم و بالفتح خطاست
و این لفظ صحیح بسین ست کسانیکه اکثیر بثای مثلثه نویسند خطای فاحش کنند الا نه نقطی ست که بر
فلانیان کتب نویسند همچون الا نه ام بدیعه و الا نه دم و این غلط محض ست چه بعد الا نه ایراد حرف
نفی معنی ندارد بجای الا نه صرف الا نه نوشتنی ست الحال بالفتح مرکب ست از الف و لام و حال
حلال و بکسر همزه محاوره جهال ست الف لیله بسکون ثانی نام کتابی ست مشهور عوام که بحرکت
آن خوانند علما گفتند انها تحتمل بکلف فارسی تصور کردن و پندانستن از فرهنگ جهانگیری و برهان
قاطع و بکلف تازی که مشهور بیت از صحت وه ست فصل بای تازی ۔ بابل بکسر ثالث و ضم

آورده چنانکه در فرهنگهاست اما بعض اجله عصر نوشته که از کلام اساتذه و از نظم محقق نیست چه جای
باگل دل امتال آن نادره و صاحب بهارستان که باستدلال جواز ضم آن این هر دو شعر آورده ظهور
ست در دکن آن چشم پیدا میشود ۲ باج خواه ساحران بابل ست ۳ سلیم ست در ره عشق ای دل از
وفسون غافل مباش ۴ همانه هر مور این صحرای چاه بابل ست ۵ بحواله نوشته که نسبت معاینت چه
وقت تحریک وی اختلاف ماقبلش جایز داشته اند گویم کلمه اتصال روی هم با بابل باگل و غیره
نه آورده امن شیخ شیراز گوید ۶ چه کند بنده که بر جور تحمل نکند دل اگر تنگ شود مهر تبدل نکند ۷ هجر گوید
حرام ست درین عهد وفا ۸ چشمت آن کرد که با بابل نکند ۹ فیضی فیاضی گوید ۱۰ گر بند
شوق درین سلسله ۱۱ هاروت توئی بچاه بابل ۱۲ قاآنی که در قصیده که مطلعش اینست ۱۳ ای زلف
تو چیده تر از خط ترسل ۱۴ بردامن زلفت تو مرا دست توسل ۱۵ این شعر نوشته ۱۶ هاروت بغرم تو
معتظم آیه ۱۷ پران بسوی عرش چمد از چه بابل ۱۸ خدای شیرازی گوید ۱۹ دو چشم سحر سازش از تطاول
فگنده عالمی ۲۰ چاه بابل ۲۱ بالکلمه بابل بضم باء ثانیه هم مستعمل شعراست و این سخن دیگرست که
کسره ضمه فصیح باشد بازرگان بفتح زای معجمه مخفف بازارگانست و بضم این لهجه بوقیانست
زای مخفف عن مفتوح ست نه مضموم بالشت بمعنی وجب هندیست نه فارسی بدخشان بفتح اول و
ثانی نام ولایتی ست معروف که لعل از آنجا خیزد و منسوب ست از کشف اللغات و برهان قاطع بضم ثانی
خطاست برون بکسر باست بفتحتین چنانکه در عوام شهرت دارد یا آنچه در بعض فرهنگها نوشته
خطاست چه این مخفف بیرونست که بکسر باست بز بالضم جانوریست که در هندی بکری
در عربی معز نامند و آنچه بز را مخصوص بمعنی مغز گوسپند را معنی مغز داده اند محض خطاست بز مؤنث
ست از آنکه نر باشد یا ماده گوسپند اعم جنس ست شامل ست بز و میش را نر باشد یا ماده چنانکه در عربی
و شاة غنم شامل ست مر و ضان را بُز بضمتین و سکون را مهمله و دو نقطه جیم عربی و کسر سین
و سکون های هوز نام وزیر نوشیروان از نهفت قلزم و غیره و در عوام که بجیم فارسی و حرکت ها
محض خطاست بسفایج بالفتح نام دوائی ست معروف از منتخب و منتهی الارب و برهان قاطع
نهفت قلزم و بالکسر خطاست بشارت بهر سه جا کلمات باقی موحده مژده بکذا فی منتهی الارب
فی شمس العلوم فیما ثلاث لغات فتح الباء و ضمها و کسرها پس آنچه صاحب غیاث اللغات
و دیگران نوشته اند که با فتح خطاست منشای آن عدم التفاتی و عدم تحقیق باشد بضاعت
بالکسر سرمایه تجارت از صراح و منتخب مصباح منیر و تاج اللغات و منتهی الارب مؤید الفضلا و بالفتح

در سر نسبت بغداد بالفتح نام شهر یست از عراق عرب اصل باغ داد بود بجهت آنکه پیش ازین
باغی بود که نوشیروان عادل هر هفته یکبار دران باغ بانظام دادی و بداد مظلومان رسیدی الخ
استعمال صاحب اقتداز کشف اللغات و برهان قاطع و هفت قلزم وغیره و بعضی از محققین نوشته اند که عرب
ست از بلخ بالفتح که نام بتی ست و کلمه داد بمعنی عطیه بلخ وجه تسمیه اش اینکه سالی قوم مشرقی که عبادت
ین بت میکردند غلامی نزد کسری هدیه فرستادند پادشاه آن غلام را ملکی فرمود گفتند بلخ داد یعنی این
لک داد بلخ ست پس آن ملک باین اسم مسمی شد با جمله عوام که بضم اول گویند غلط محض ست بکار
بالفتح دوشیزگی از صحاح و صراح و قاموس و تاج اللغات و مصباح منیر و منتخب اللغات و منتهی الارب
کشف اللغات و بالکسر درست نیست بلخ بکون ثانی نام شهر یست از فرهنگ جهانگیری وغیره
بفتحتین خطاست سعدی شیرازی گوید نشنیدی حدیث خواجه بلخ مرگ بتر ز زندگانی تلخ بتقاآنی
گوید که نماید انوری را سخره اوباش بلخ تیره رای روشنش را چون شب تمان کند بوقلمون
دراصل بفتح قاف و لام ست اما بسکون ثانی هم استعمال کرده اند ناصر خسرو گوید از گلاب و مشک
بهرش سازی آب خاک و خشت هم گوید چندان آنرا روی بوقلمون کنی منوچهری گوید فرآن
تیغ دین هنگام پیکار چنان دیبای بوقلمون نماید بهتر مرکب ست ازینه و تر که مرای تفضیل آید از
تحفه الامانی وغیره و عوام که از تحقیق بهره ندارند این لفظ را یک کلمه انگارند و تعجب ست از بعض مولفین
که به ما مخفف بتر نگاشته پیر غیرانی هندجا با این کلمه در صفت عشوق وغیره بترکیب فارسی استعمال
کرده اند سالی چند میگذرد که خواص بعض این لفظ کرده چون در کتب لغات و کلام شعرای عجم نیافتند
گمان برده اند که این لفظ هندیست بعلم یا عنگان خود را منع کرده اند که شاید که این لفظ بترکیب فارسی استعمال
یابد هر چند بعد ازان به بعض چنین شعر در کلیات میرزا جلال اسیر یافتند طفل مجوب را کرد ست
نشجر آئینه پیر دست سنگدل بی رحم بی پیر آفریند اما کسانیکه ازین واقعه خبر داشتند و مثال گوش
گزار شده هنوز در فارسیت آن تامل دارند آمدم برین که فقیر نیز درین وادی غبار ها انگیخته ام
و خاکسایی این بیت در کلیات شیخ علی حزین بنظر م درگذشته کجا پاس حجاب از زاید بی پیری آید که
تا میخانه هم با خرقه تذویر می آید و چون تحقیقش از شیخ محمود قزوینی و حاجی عبدالله رشتی خاکی گلخن خواستم
پرده بزرگواران فرمودند که این لفظ شعله از دشنام داده و در فارس شایع ست چنانچه یکی از شعرای
عجم گوید بی پیر مرو آنجا که خرابات بپرست چند سکندر زمانی و این شعر در عجم کمال شهرت دارد بیگم بضم کاف
فارسی بقب زنان میر شمس الدین فقیر گوید ماحسن بر خط بیگم گل ما کردند بلبلان گم دله بردند

خبر از وبه بیگم بکای غیرت ماه و رشک انجم بفتح کاف لجه هندیان ست فصل باری فارسی پارس
نام ملکیست عوام بحرکت دا خوانند و خواص دران تامل دارند و حق انیست که بسکون رای مهمله
آمده و بحرکت آن شاذ و کمتر برای سند برین چند ابیات قاآنی لقطهٔ انتخاب دم مثال سکون
چون عقدهٔ دلم نکشاید بملک پارس ۔ باید کشید رخت سوی کاشغر مرا ۔ ما نحم چرا بپارس که نبود دران دیار
نی آب خاک نی شتر و گاو و خر مرا ۔ ورت هواست که در پارس فتنه بنشیند ۔ یکی ز خلق بپوشش ان دو چشم
فتانرا ۔ ای اهل فارس مژده که از فضل کردگار ۔ آمد ملک پارس امیر بزرگوار ۔ شهنا تا در فشان گردید
در مدح تو قاآنی بهر جا خاکانی ایام و خاک پارس شهر و انش ۔ بشمار نحم رسد از بام و در که قاانی را بپای
بوس ملک سر و مکن بپارس و رنگ ۔ اگر چه پارس گلستان عشرت ست ولی ۔ چو نیست بخت چه
شادی دهد گلستانم ۔ مرا در ان ملک یزد و پارس بخشید ۔ لقب ادش بصاحب اختیاری مثال حر
۔ ز دجله تا لب جیحون ز طوس تا پارس ۔ ز پارس تا در شوشی ز رشت تا شستر ۔ دنیز دانستنی ست
که پارس بمعنی سنگ معروف گویند که هندیست در کتب لغات اثری ازان یافته نشد و از ایرانیان
هم مسموع نشده و در کلام اهل عجم بنظر نگذشته مگر در کتابی قطعهٔ بنام یکی از شعرای سند آورده
بود و دران این دو بیت یافته شد ۔ گویند که آهن شود از صحبت پارس ۔ زر این سخنی ست که افتاد
در افواه ۔ پارس نبود هیچ بجز مردم بخرد ۔ آهن نبود هیچ بجز مرد خرد خواه ۔ بتغیر عکسی شعاع از بهلد عجم و غیره بمعنی سنگ
که مشهورست از صحت دور ست چه عکس و شعاع چیز دیگر ست و سایه شی آخر پرستار غلام و کنیز از
فرهنگ جهانگیری و برهان قاطع و هفت قلزم و در سراج اللغات نوشته که اینکه بعض مردم هندوستان
مخصوص بگنیز و انند خطاست پرستان بمعنی جای پریان در کلام فارسیان یافته نشد و نه از
ایرانیان و اردو هند مسموع شد کس نگوید که ستان برای ظرفیت ست در اینجا حاجت سند جزئیات
دارد پس پرستان بخون مردستان باشد چه در حذف یای پری و تبدیل حرکت را از کسره بفتح
امثال شما پر ضرورست بالجمله محققین گویند که هندیست در آرد و ترکیب هندی و با بلوان نون
آورده و کسانیکه رشحه آورده و بخطا آورده اند لفظ هندی دانسته باشند پیرکار بکاف فارسی نام آلیست
که نقاشان بدان دایره کشند از فرهنگ جهانگیری و غیره و بعض نوشته که کاف تازی درست
است و معربش فرجار آمده کاف فارسی را بجیم تازی کردند نه کاف تازی را بجیم فارسی که جد
مرد و هوار بکاف عجمی تغیر یافت چنانچه بحال قصهای ایران پرکار بکاف تازی
پروردگار بدال موقوف خداوند تعالی که پرورنده همگنان ست و بمعنی پرورنده نیز آمده و اظهار

حرکت دال غلط محض ست از کشف اللغات وغیره **پلنگ** درنده ایست دشمن شیر که بعربی نمر میگویند
و اینچه در عرف عوام بمعنی پولرکه بهندی چیتا گویند شهرت دارد محض غلط ست چه پلنگ از شیر شیر نیست
از سراج اللغات وغیاث وغیره **پنجاه** بالفتح عددیست معروف مستفاد از برهان قاطع و سراج اللغات و
هفت قلزم و بالکسر درست نیست **پنجره** بحرکت جیم قفس هر چیز که مشبک باشد از هفت قلزم وغیره
مولوی جامی گوید ؎ بگرد روضه ات گشتیم مشتاق ؎ دلم چون پنجره سوراخ سوراخ ؎ و بسکون جیم محاوره
هندیانست **پوشاک** بمعنی لباس بعض اجلهٔ عصر در فارسیت آن تامل دارد **گویم** که صاحب بهار عجم
گوشته که پوشاک چیزهای پوشیدنی ملاطغرا در منشآت خود استعمال کرده اگر گوئی که ملاطغرا غلط انظار هندیه
باستعمال می آرد **گویم** که جماعتی از ایرانیان بتحقیق پیوست که در پارسی پوشاک بامعنی مستعمل ست **فصل**
تای فوقانی تارک بفتح رای مهمله فرق و میان سر آدمی و چیزیکه عدو در جنگ بر سر نهند از برهان
قاطع وغیره ملا هاتفی در لیلی مجنون گوید ؎ کو تاج و فاتر تبارک ؎ دلدار نوت بود و مبارک ؎ میر در مثنوی
مزدا یما گوید ؎ بیا تیغ جهایم نه تبارک ؎ بود خونریز جانبازان مبارک ؎ و بضم ثالث درست نیست
تشب بمعنی حمارت و حنی و رفارسی بیای تازیست و اینچه بیای فارسی شهرت دارد و محاورهٔ هندیست
شعرای عجم جاها تشب را بالب وغیره قافیه کرده اند چنانچه سعدی شیرازی گوید ؎ برادیش از
قفان وخیزران تشب ؎ که ریخورد اندر دراز ی عنب ؎ و درینجا از اعالم تقفیه اسپ و کسب نیست چه از
کتب لغات هم بیای تازی مستفاد میشود و نیز از جمعی از ایرانیان بتحقیق پیوست که لهجهٔ اهل پارس
تشب بیای عربی ست **تندکار** با لفتح ذکر نمودن و بالکسر خطاست چه مصدریکه بروزن تفعال آمده
مفتوح التا باشد چون تعداد و تکرار و انچه بتیان و تلقار بالکسر آمده لغتیست فی الماضی قالوا لم یجی
التفعال بکسر التا الا لاسته عشر اسما اثنان بمعنی المصدر وهما التبیان والتلقار **تشنه** بفتح تا ست
و بالکسر خطاست سعدی شیرازی گوید ؎ یکی در بیابان بسگ تشنه یافت ؎ برون از دهن لولو دحیاب
میافت ؎ درین شعر قافیه تخییلی ست نه یافت ردیف واقع شده **تعویذ** محدثانست گویند که چون این تعویذ
در کلام پارسیان یافته نمی شود بعض اجلهٔ عصر درین ترکیب که بطور فارسی ست تامل دارند و گویان آورده
اند تامل دارد **گویم** که رسم هندست که برناف لحد چیزی سازند مانند تعویذ و اینجاست که او را تعویذ لحد گویند
در پارس اثری ازین نیست تا باستعمال چه رسد چون فارسیش نیست ایراد این ترکیب فارسی مضحک
خواهد بود این بحث را در خاتمه ذکر کنم انشاالله تعالی **تفرقه** بفتح فوقانی و سکون فا و کسر رای مهمله
کردن ؎ بفتح ثالث غلط ست چه این مصدر ست بروزن تفعله که بسکون فا و کسر عین باشد **تمغا**

یعنی معروف بتقدیم میم بر عین و واو بر آخر الف مقصوره و تعنا با تمغبها خطاست **توتیا** بمعنی سنگ سرمه بهر دو جا تاسے فوقانی ست و بطای مطبقه نوشتن درست نیست **تیمور** یا دشاه مشهور صاحب غیاث اللغات و بعض جاله عصر نوشته که این لفظ ترکی ست و چون در ترکی بعد مکسور یا بعد مضموم واو نگارند و بتلفظ در نیارند کتابت یا و او رواست و تلفظ آن خطاست و غیر مستقیم کرده اند بدین رباعی سلطان تیمور که مثل او شاه نبوده در هفصد و سی و ند در آمده بوجود هفصد و هفتاد و یکی کرد خروج ز در شصد و هفت کرد عالم پدرود و شعر اکه در قافیه فغفور آمده اند از قبیل اشباع و تصرف شمرده گویم که حق تحقیق بر عکس ست اصل نام آن بادشاه با ظهار یا و واو بود در ذی نورست قاضی شهاب الدین احمد که معاصر شاه تیمور بوده در تاریخ تیموری که موسوم بعجائب المقدور فی اخبار تیموست نوشته اسمه تیمور بتا مکسوره ثمناة فوقانیة یا ساکنة مثناة تحتانیة و او ساکنة بین میم مضمومة و راء مهملة - هذه طریقه اطلاقه - و فی التصریف زنته بنایه - لکن کرة الالفاظ الاعجمیة - اذ تداولها صوجان اللغة العربیة خرطها فی الدوران علی انبار اوز اهله - و حرجا کیف شائی میدان لسانه فقالوا فی هذا انارة تمور و اخری تمرلنگ پیداست که اصل نام آن بادشاه تیمر بر وزن ذی نور نگاشته و تمر و غیره از تصرفات انگاشته و پر ظاهرست که تحقیق چگونگی اسم احدی چنانکه موزخ معاصر داند بدیگران چه رسد اگر از پسینان صد هزار ارباب فرهنگ هم خلاف صاحب عجائب المقدور نویسند اعتبار را نشاید و اینکه گویند که در ترکی بعد کسره یا و بعد ضمه واو غیر ملفوظ باشد قاعده کلیه نیست در رباعی شاعر تمر بحذف واو از قبیل تصرف قائست چنانکه از تحقیق قاضی مر یافتی با جمله شعرا این لفظ را بر اصل خود بقافیه فغفور و امثال آن آورده اند نه بر اشباع ضمه یا تصرفی کرده اند مگر بنیکه آنچه تیمور بفتح فوقانی شهرت گرفته اصلی ندارد **فصل ثانی مشتمله** - گویم بعض نوشته که امکان میم جایز نیست چه در اصل الفتحتین بست بسکون ثانی سیاه و گویم که بقاعده که در خاتمه ذکر کنم انشاالله در امکان ثانی مضائقه نیست **فصل حیم تازی جمله** الحاء المهملة اول نام شهریست مشهور بر کناره بحر مکه معظمه از صراح و قاموس و منتهی الارب و کشف اللغات و در بعض لغت با لکسر نوشته با جمله باین معنی با فتح خلاصت **جراحت** بالکسر ریش از صراح و منتخب اللغات و بهار عجم وغیره و با لفتح خطاست **جرثقه** چیزی که از مجرم گیرند مرکب ست از جر مجرور آنکه کلمه نسبت ست چون سالار و ما نند و بجای آن جریمه و جریانه محض غلطست **جریان** بفتح جیم روان شدن آب وغیره از بهار عجم و بالکسر خطاست **جزیه** بالکسر آنچه از ذمی گیرند از صراح و قاموس و منتخب اللغات و منتهی الارب و تاج

اللغات و موید الفضلا و بالفتح خطاست **جلباب** بالکسر چادر و قمیص از منتخب اللغات و منتهی الارب
وغیره و بالفتح خطاست **جمادی الاولی و الاخره** بضم جیم و فتح دال هر دو ماه از سنه
و قاموس منتخب اللغات و تاج اللغات و منتهی الارب اکثر نوشته که بجای الاولی الاول و بجای الاخره
الآخر نباید چه در توحیف جمادی که مونث معرفه ست یا کلمه الاول و الآخر که بر دو مذکر ست مطابقت
صفت و موصوف در تذکیر و تانیث نخواهد ماند و نیز گویند که اطلاق کلمه ثانی آنجا باشد که برای آن
ثالث نیز باشد پس بجای جمادی الآخره جمادی الثانیه درست نباشد و نیز بجای جمادی الآخره
جمادی الأخری درست ندارند فی المصباح المنیر لا یقال جمادی الأخری لان الاخری بمعنی
الواحدة فتناول المقدمة و المتاخرة فیحصل اللبس فقیل الآخرة فیختص بالمتاخرة گویم که اگر در عربی
درست نباشد گو مباش اما فارسیان بحاظ این قاعده ندارند جاها در نثر ایشان جمادی الاول و
جمادی الثانی و جمادی الاخری دیده ام و جمادی الاول در نظم هم بنظر در گذشت بلبن شیرازی
سر آید ع بروز کاوند و الف از جمادی الاول ؛ شرف الدین بخاری گوید ع نیمه از جمادی الاولی
بود کاین نظم گشت مستکمل ؛ و درین لفظ تصرف دیگر هم بست که الفی که بصورت یاست و
آن بجهت اجتماع ساکنین ساقط افتد آنرا بیاء بدل کردند و نیز دانستی ست که در اشعار عربیه تو
جمادی بصفت مذکر جائز داشته اند تا بفارسی چه رسد آمدم برسر نکته جمادی بفتح جیم چنانکه بر السنه عوام
جاریست از جهله صحت عاری ست **جمجمه** بضم هر دو جیم کاسه سر از صراح و تاج اللغات و منتخب اللغات
و بهار عجم و در کشف اللغات و موید الفضلا نوشته که انیکه مشهورست که جمجمه نام بادشاهی بود غلطست
و در قصه جمجمه که با عیسی علیه السلام تکلم آمده بود و حال بادشاهی ؛ مرگ خود باز نمود مراد از جمجمه
کاسه سر باشد **جنوب** بفتح اول جهت معروف از منتخب اللغات وغیره و بضمتین خطاست جنیبت
بفتح جیم و کسر نون اسپ کوتل از بهار عجم وغیره و بضم اول و فتح دوم چنانکه شهرت دارد خطاست
جواد بتخفیف و هو سخی از کشف اللغات و منتهی الارب و تاج اللغات و جواد بتشدید او با یعنی غلط
ست عرفی شیرازی گوید ع ذهی جواد که تا خنجر نام جان بخشش ؛ نشاند گوهر صحت بفرق بیماری
جوراب بواو نوعی از کفش و موزه از بهار عجم وغیره و **جوراب** بحذف واو بتشدید راء درست نیست جهانگیری
جهد بالفتح نادانستن از تاج اللغات وغیره و بالکسر خطاست **جهد** بالفتح کوشش از صراح و منتخب اللغات
و منتهی الارب و بهار عجم و بالکسر درست نیست نظامی در مخزن اسرار گوید ع دست و دلم از جهد کن
تا نشوی عهد شکن جهد مکن ؛ امیر خسرو در لیلی مجنون گوید ع مصطرب از سخن چو شکر و شهد نمود

جهد؛ مولوی جامی در یوسف زلیخا گوید ؎ بشیرینی مکن همچون مگس جهد؛ که آخر بند بر پایت نهند شما
ناظم هروی در یوسف زلیخا گوید ؎ که من کردم درین اندیشه چون جهد؛ شدم آن شاه معنی را
دلیعهد؛ **جهل** بالفتح نادانی از منتخب اللغات و کشف اللغات و تاج اللغات و بالکسر خطاست طالبا قلی
در لیلی مجنون گوید ؎ علم همه پیش علم او جهل؛ کار همه پیش کار او سهل **جهنم** بفتح نون مشدده دوزخ
از قاموس و منتهی الادب و کشف اللغات و تاج اللغات و بضم نون غلطست شیخ شیراز در پندنامه
گوید ؎ سرانجام جاهل جهنم بود؛ که جاهل نکو عاقبت کم بود؛ ناظم هروی در یوسف زلیخا گوید ؎ گیاهش تلخ
نوش؛ زهره شنجم؛ زلال چشمه اش در دهم جهیم **جیب** بالفتح گریبان و بالکسر خطاست شیخ سعدی شیرازی
گوید ؎ زنخدان فرو برد چندی بجیب؛ که بخشنده روزی فرستد بغیب؛ شیخ علی حزین گوید ؎ از اثر
پرتوان نور غیب؛ جلوه ایداع بر آمد جیب قاآنی گوید ؎ مرد کز غیب خویش بیخبرست؛ هنرویگران شمارد
عیب؛ جنم بیچارگان چراشکند؛ آنکه بینای می نهد در جیب؛ آری بمعنی کیسه زیر دامن بالکسر باشد
فصل حیم فارسی **جرم** بالفتح پوست از موید الفضلا و هفت قلزم وغیره و بالکسر خطاست نظامی گنجوی
گوید ؎ بساگردن سخت و کمبخت جرم؛ که شد چون دوال رکاب تو نرم **جله** که بمعنی سراندرین خام
جرم؛ پیر طاسی من شود پشت گرم **جهل** بکسر اول و ثانی عدد معروف و بفتح ثانی چنانکه شهرت دارد
درست نیست فردوسی در یوسف زلیخا گوید ؎ وزیران فرزانه پاک دل؛ بدین و بیارش رونده
چهل؛ ظهوری در ساقی نامه گوید ؎ بمیزان دفتر کشایان دل؛ شمارش چهارست و درپیش چهل **فصل**
حای حطی **جمله** بفتح جا پرده که برای عروس سازند از صحاح و قاموس و تاج اللغات و منتهی الارب
و بهار عجم و بالضم درست نیست **جرج** بمعنی تنکی بجای حطی و فتح راست و باین معنی بجرج بهای هوز
سکون میم مهمله چون در کلام اکابر هند آمده اگر متصرف فیه هندیان گوئی سزاست **حرکت** بسکون
را از تصرفات اکابر ست فوقی یزدی گوید ؎ نیست خوش حرکت بغیر ازین؛ ادا بود؛ اگر میدا تیزی خوشنما
بود؛ امیر خسرو ع لاجرم بهانه گیتای غیر ازین پرنده است؛ از اصل الاصول خان آرزو و ابطال
ضرورت بهار **حقارت** بالفتح خواری از منتخب اللغات وغیره و بالکسر خطاست **حلام و**
حلان بره و بزغاله از صحاح جوهری وغیره و حلوان محاوره هندیست؛ عربی و فارسی **حماقت**
بالفتح نادان شدن از منتخب اللغات وغیره و بالکسر خطاست **حمل** بفتح اول و سکون ثانی بارکم
از صراح و کشف اللغات و موید الفضلا و تاج اللغات و منتهی الارب و بحرکت ثانی محاوره هندیان
ست **حوالیه** مرکب از حوالی که بفتح لام ست و از ضمیر غائب قلایان مکتب که درین شعر سعدی علیه

ه فطو بی لباب کبیت عیش ؛ حوالیه من کل رنج عمیق و حوالیه را بکسر لام خوانند محض غلط کنند فی الصحاح یقال قعدوا حوله و حوالیه و حوالیه و لا تقل حوالیه بکسر اللام **فصل خای معجمه خالو** برادر ماور را گویند و بمعنی شوهر خاله که در هند شهرت دارد خلاف محاوره فارسیان ست از نهر الفصاحت وغیره **خجالت** بالفتح شرم و حیا از بهار عجم و بالکسر خطاست **خجسته** بضم اول و فتح ثانی مبارک از فرهنگ جهانگیری وغیره و بکسر جیم خطاست در کلام اساتذه قافیه خجسته باشکسته وغیره بسیار آمده نظامی در لیلی مجنون گوید ه صبح از گل سرخ دسته میکرد ؛ باد زدم به نفس خجسته میکرد ؛ جامی گوید ه زین کاروانی رخت بسته بجزم مصر با بخت خجسته خاجیه بروزن فتیح بفتح اول و کسر ثانی نام یکی از ازواج آن حضرت صلی الله علیه و آله وسلم از منتهی الارب وغیره و بضم اول و فتح ثانی چنانکه عوام گویند محض غلط ست **خدیو** بکسر تین بادشاه بزرگ از کشف اللغات و فرهنگ جهانگیری و برهان قاطع و بفتح خا محاوره ناواقفان ست **خرج** بیرون شدن ضد دخل بجیم تازیست چه لفظ عربی ست و در عربی جیم فارسی نیا آمده و از ایرانیان بتحقیق پیوست که لهجه پارسیان هم بجیم تازیست نه بجیم فارسی اساتذه عجم بالفظ خرج و امثال آن بسیار استعمال کرده اند نظامی در شیرین خسرو گوید ه چو توان راستی راه رج کردن ؛ دروغی را چه باید خرج کردن ؛ سعدی شیرازی گوید ه شکم صوفی ز دنیا پر نگردد ؛ خرج ؛ دو دنیا بر هر دو آن کرد خرج جامی گوید ه بهر نقدی که ایشان خرج سازم ؛ ز غلمت تا ز نجی درج سازم ؛ آری خرج بجیم فارسی از عالم تصرفات هند بانست **خرد** و چک ضد بزرگ صحیح بی واو ست از فرهنگ جهانگیری و بهار عجم **خرستار** شادمان صحیح بی واو ست **خرم** شادمان بدون واو و نوشتنی ست **خروش** بضمتین بانگ و فریاد از کشف اللغات و فرهنگ جهانگیر و برهان قاطع و بهار عجم و بفتح درست نیست **خزان** بالفتح نام فصلیست از فصول اربعه از کشف اللغات و موید الفضلا و فرهنگ جهانگیری و برهان قاطع و بهار عجم و هفت قلزم و بالکسر خطاست **خزانه** بالکسر گنجینه و با لفتح غلط ست کذا فی الصراح و القاموس **خزف** سفال اعلای آن بزای هوز ست و بذال نخ چنانکه اکثر بیخبران نویسند غلط ست **خساره** بالفتح زیان از صراح و منتخب بالکسر درست نیست **خسرو** بفتح رای مهمله نام پادشاهی از پادشاهان کیان پسر شاه منوچهر بن کاوس که او را کیخسرو نامند و نیز نام پروین هرمز عاشق شیرین و هر پادشاه صاحب شوکت را هم گویند از برهان قاطع وغیره و فردوسی گوید ه بدو گفت ای گیو خسرو منم ؛ جهان یکسر تازه نو منم ؛ نظامی گوید ه تلذوی که مداوا خسرو ؛ یکی سرود آن نیز پر جوجامی گوید ه کن شد قصهٔ شیرین خسرو ؛

ناخدای شیرازی گوید ؎ تو هم ساقی ز عکس چهره خسرو بگلشن در سا غر بیجاده پر تو خضر بالکسر
بفتح اول و کسر ثانی نام بزرگی معروف از صحاح جوهری وغیره و کسر اول و فتح ثانی از تصرفا
همه دانان عجم ست قاآنی گوید ؎ صد مرتبه گردد بتر از زهر هلاهل یک گز اگر افتد عکس تو در آب خضر
و له مرا که همت خضر ست و چون تو خضر رهی بگو تو هم ز دل و جان تا بنوشم آب خضر یعنی هم او در قصیده
دیگر گوید ؎ بچشم آب ده از دش مصطفی ز چشمهٔ نوش چنانکه سوخت چو آتش ز رشک آب خضر مدار
قافیه بر فتح ماقبل روی ست چون اثر و شجر و نظر و امثال آن و شعرای هند هم خضر را با سفر و غیر
جا ها آورده اند و انچه بعض جلهٔ عصر بفتح ثانی درست ندانسته اعتبار آنشاید و اینکه نگاشته که در کلام
شعرای پارسی بسکون ثانی ست یا بکسر آن و بفتح که طریق شنود و آمده از قبیل تقفیه غزل بارگل
ست گوییم که اختلاف توجیه از عیوب ست قدما بالبعض جا از تکابش کرده اند اما متاخرین بوجهی
جائز نه دارند تا به قاآنی که از فصحای متاخرین ست چه رسد با جمله خضر بفتح ضاد از عالم تصرفات اکابر
است نه از قبیل ارتکاب افحش عیوب **خلوت** بالفتح تمنائی از صراح و تاج اللغات و منتهی الارب کشف
اللغات و بهار عجم و بالکسر خطاست **خلعت** بالکسر جامهٔ دوخته که کسی را پوشانند از قاموس و منتخب اللغات
و تاج اللغات و منتهی الارب بهار عجم و بالفتح درست نیست **خمار** بالفتح و تشدید میم میفروش از منتهی الارب
وغیره و بالضم خطاست **خمی** بفتح اول و کسر ثانی کلمهٔ تحسین از بهار عجم وغیره و بکسر اول چنانکه شهرت دا
درست نیست **خیمه** بالفتح خانهٔ معروف از منتخب اللغات و تاج اللغات و منتهی الارب و کشف اللغات و
بهار عجم و بالکسر خطاست **فصل دال مهمله** ـ **دربار** بعض مولفین نوشته که دربار بمعنی مجلس سلاطین و امرا
مصطلح هند یا لغت نه فارسیان یا عرب کسی که هندی نژاد باشد و صحبت اهل زبان هشتم دریافته و نه سیر کلام
سلف کرده چگونه روا باشد که در تقطی حکم عدم فارسیت کند و بر دیگران خنده زند سخن کوتاه این لفظ بدین معنی
در فارس شائع ست چنانکه لسان الملک میرزا محمد تقی سپهر در ناسخ التواریخ نوشته که این قصه را نیز در حضرت
محمد علیا و اعرای دربار معروض داشت **درعه** بمعنی گز خلاف محاورهٔ فارسانست بجایش ذراع استعمال
کرونی ست **دُرُود** بضمتین معروف از کشف اللغات و موید الفضلا و فرهنگ جهانگیری و برهان قاطع
و بهار عجم و بفتح دال خطاست **دریغ** بکسر نون افسوس و بفتح اول خطاست **دکان** در موید الفضلا
که بواو خطاست و در بهار عجم آورده که تلفظ و کتابت آن بواو بعد الدال غلط فاحش ست و در خیابان
ست که لفظ دکان بتشدید کاف معروف و بتخفیف استعمال فارسیان ست و اینکه اکثر مردم هند
دوکان بواو خوانند و نویسند غلط محض ست **دوات** بروزن نبات ظرفیکه دران سیاهی کنند از

بهار عجم وغیره و دواوات بزیادت الف بعد دال غلط است ملا شیرازی در مثنوی سحر حلال گوید ؎ چون نشد از نجر به حاصل دوات ؛ از قرو کلکے کن و حاصل دوات ؛ جامی گوید ؎ زسرخی هر یکی بوده دوات ؛ نوشتی از غمش خط نجاتے ؛ ملا هاتفی در لیلی مجنون گوید ؎ پیچید بسان نامه بر خویش ؛ تنها دوات و خامه در پیش ؛ قاسمی در رضا نامه گوید ؎ نے کلک درفشان از دوات ؛ نمود رخ دست و آب حیات حکیم گوید ؎ رشوق شاهد معنی همیشه همچو دوات ؛ براه عالم بالاست چشم حیرت من ؛ غنیمت گوید ؎ قلم نوشت جریتانی دل ؛ دوات بود حلق مرغ بسمل ؛ دو چار ناگاه ملاقات شدن بضم اول و خفای ثانی بر وزن خمار از برهان قاطع وغیره و بانهار داو خفاست حکیم قاآنی گوید ؎ چنانکه من زرخ ماه خود نتابم مهر ؛ بصد بلا اگرم عشق او دو چار کند و هل بضم اول و تشدید ثانی ملا ریست معروف که در هندی ڈهول گویند از کشف اللغات و فرهنگ شیدی و بهار عجم و بفتح ثانی خطاست نظامی گوید ؎ صبا بلبلان را دریده دهل ؛ زنامهربان روی پوشیده گل ؛ سعدی گوید ؎ تغلب کند سیر بر بوی گل ؛ فرو ماند آواز جنگ از دهل ؛ ملا هاتفی در ظفرنامه گوید ؎ دهل زن فراموش کرد انبهل ؛ بگردون دوانش گردید غل خریش گوید ؎ زافسون چرخ دریده دهل ؛ چرا ای تهی مغز خندی چو گل

فصل ذال معجمه

ذکا با فتح زیرک شدن و تیزی طبع از منتخب اللغات و منتهی الارب هو ثمد القضاء و باین معنی بالضم خطاست **ذوالفقار** بفتح فا نام شمشیر امیر المومنین علی رضی الله عنه خان آرزو در خیابان نوشته و اینکه بکسر فا شهرت دارد خطاست انتهی عامه اعتقاد دارند که دو سر داشت و این خلاف واقعست اما شعرا بر قول عامه عمل کنند و دو سر بندند میرزا صائبا گوید ؎ ما را خیال جنگ سر کار زانیست ؛ ورنه دل دو نیم کم از ذوالفقار نیست **فصل رای مهمله** راشی رشوت دهنده و رشوت ستاننده را مرتشی هم دهنده راشی بمعنی رشوت ستاننده غلط است **رجا** با فتح امید و امر شدن از تاج اللغات و منتخب اللغات و کشف اللغات و بالکسر خطاست **رستم** صاحب مخزن الفوائد نوشته رستم که برای مضموم شهرت دارد غلط است صحیح برای مفتوح ست وجه تسمیه اش اینکه مادرش راکه دختر مهراب کابلی بود در ایام حاملگی وقت زادن نهایت شد بدرد زه جان بلب بود چون مار نهادی را اختیار از زبانش برآمد که رستم ای رها شدم همون بقش گردید انتهی بدانکه چون این وجه تسمیه جیفه ملمع یعنی این لفظ بالضم اول غلط پندارند و خطا نمایند که اشباع آن بواو چنانکه در کاموس قد ماواقع شده صحیح و اصل است بر صدر آن خاقانی گوید ؎ قائل ضحاک کیست جز پسر آبتین ؛ بچه سیمرغ کیست جز رو و تهم ؛ و فرهنگ نگاران هم بضم اول نوشته اند و صاحب بهار عجم رستم بواو بعد الراء را مغلط رستم نوشته رعایا بالفتح

جمع رعیت و بالکسر خطاست رعیت بفتح اول و کسر ثانی از قاموس و منتهی الارب و غیر
و بفتح عین خطاست رفاقت با فتح ہمراہی کردن از منتخب اللغات وغیرہ و بالکسر
خطاست رفعت بالکسر بلندی قدر و مرتبہ از قاموس منتخب اللغات و منتہی الارب و بالفتح
خطاست رقابت با فتح نگہبانی از منتخب اللغات وغیرہ و بالکسر خطاست رمل بفتح
اول و سکون ثانی نام علمی ست از منتخب اللغات وغیرہ شفعای اشتر کسیر ازی گوید ؎
توانی در دل من کرد تخمین دماغ ہجران را بعلم رمل اثنا سی اگر ریگ بیابان را و بحرکت
ثانی درست نیست و اینکہ از منتہی الارب با تحریک مستفاد میشود زلت قلم جامع بہت رنگ
صماغ در سراج اللغات نوشتہ کہ رنگریز بزیادت تحتانی بجای رنگرز غلطست روغن رد
از اہل زبان بتحقیق پیوست کہ روغن زرد بجای روغن گاؤ وغیرہ محاورہ فارسیان نیست
رہا با فتح خلاص و بالکسر درست نباشد رہن با فتح گرو داشتن از منتخب اللغات وغیرہ و بالکسر
خطاست فصل زای معجمہ ۔ زجر با فتح باز داشتن و نہی کردن از صراح و منتخب اللغات
و تاج اللغات و بہار عجم و بالکسر خطاست سعدی گوید ؎ بہ تشنیع دہ شام و آشوب و زجر
سپید از سیہ فرق کردم چو فجر زردشت با فتح زا و ضم دال مہملہ نام شخصی کہ دعوی نبوت کرد
و دین آتش پرستی را رواج داد و گاہی دال را بتای فوقانی بدل کردہ زرتشت نامند از برہا
قاطع و ہفت قلزم و بفتح دال غلطست فردوسی طوسی راست ؎ ہمی خوانند آن ترند
زردشت را پیغمبر دان گمی آور و پشت را بانظامی گوید ؎ فریب بت پرستان بگلکن از مشت
فسون خوانی مکن چون ژند زردشت ہم او گوید ؎ چو شکست بر ہمیر بد پشت را بر انداخت
آئین زردشت را بجامی در سلسلۃ الذہب گوید ؎ بود با ہیمہ سالہا ہم پشت تا برافروزد
آتش زردشت زرہ بکسر تین جامہ باشد کہ از حلقہای آہنین سازند و روز جنگ پوشند انا
تشف اللغات و مؤید الفضلاء و فرہنگ جہانگیری و برہان قاطع و سراج اللغات و بہار عجم و
نفائس اللغات و بفتح ثانی چنانکہ شہرت دارد خطاست فیضی فیاضی گوید ؎ در محفل
کہ جلوہ دہ شد جوشن زخد نگ و زرہ شد زلہ با فتح پس خورد ہ از فرہنگ جہانگیری و بہار
عجم و بالضم خطاست زیادتی در غیاث اللغات نوشتہ کہ بجای تحتانی زائدہ محاورہ عوام
ست گویم کہ در کلام فصحا جا بجا در آخر مصادر عربیہ زیادت تحتانی ست و این ہم ازان قبیل
ست میرزا صائبا گوید ؎ ہر جسم آنقدر کہ فزودیم ہمچو شمع پا شد مایۂ زیادتی اشک و آہ ما و ل

بزیر خاک غنی را بمردم درویش ۲ اگر زیادتی هست حسرتی چندست فصل سین مهملہ
ساائس بروزن آئس و سیمن بروزن رئیس خادم اسپ از کشف اللغات وغیره مولوی
روم گوید ۵ ساسی کردی در آخر آن غلام ۲ لیک سلطان سلاطین بود نامش سلیمان ۵
ی سیس مر کبانست سائس بحکم رواق ۲ دی غلام آستانت خسروزمین ۲ سائس در کلام سا
فته نشد بلکه اکثر محققین خطیه اش هم کرده اند ندانم که عبد الواسع هانسوی از کجا سائیس را مشبع
ائس نوشت سباق بالکسر بر یکدیگر پیشی کردن از منتخب اللغات وغیره و بالفتح درست نیست
سپردن بکسر سین و بضم آن و بفتح مسموع نیست سنک بفتح اول و ضم دوم ضد گران از برهان
و سراج و بهار عجم و بضمتین درست نیست ستور بضم اول و ثانی جانور چهارپایه خصوصا اسب و شتر و خر
از کشف اللغات و فرهنگ جهانگیری و برهان قاطع و هفت قلزم و بکسر سین و فتح فوقانی خطا
چنانچه خان آرزو در سراج اللغات نوشته که انیکه بعضے ستوه بفتح تا خوانند غلط محض ست ستوه بضم اول
و ثانی عاجز شدن و تنگ آمدن از کشف اللغات و فرهنگ جهانگیری و سراج اللغات و هفت قلزم و بکسر
اول و ضم ثانی خطاست سجاف بالکسر بروزن غلاف بدون نون انچه بر اطراف جامها دوزند
مولوی روم گوید ۵ در حیا پنهان شدم همچون سجاف ۲ تا گهان بحکم زیر این سحاف ۲ و سنجاف
بقول لهجهٔ اردو گویا نست نه محاورهٔ فارسیان و از نیجاست که اکثر محققین تغلیط سنجاف مع النون کرده
اند سدره بالکسر درخت کنار سدرة المنتهی درخت کناری است بر آسمان هفتم از قاموس و تاج اللغات
و منتخب و منتهی الارب و کشف و بهار عجم و بالفتح غلط است سراب بالفتح بروزن خراب ریگ بیابان که
در تاب مهر و ماه بسان آب نماید از کشف اللغات و برهان قاطع و سراج اللغات و هفت قلزم و بالضم
غلط است سرکار لفظی ست معروف تعظیمی شیخ علی حزین نوشته تتر در اکثر سرکار ملازم شده داخل
سپاه گشتند و بهم اورنگ زیب بایمای رئیس قلان آن زمره نفر خلعتے از سرکار محمد شاه معین شده دیگه
از سال گرد و نواحی سیهر ۲ شهری ایبیل العارفین این تتر نگاشته مراد سرکار عظمت و نواحی
دنار نواحی الله آباد بهادر گوید پس کسی که باین معنی لفظ هندی انگاشته و شعرای هند
دارند آورده اند انرا تفسیر خطا پنداشته همانا بر کلام سرانده و سفرنامهای تذکره های اهل
زار و دو بار سف قلم
علیه السلام را صد خصوصا از کشف اللغات و فرهنگ جهانگیری و برهان قاطع و هفت
اول و سکون ثانی و ضم اول خطاست سلاح بالکسر آلت

تاج اللغات و منتخب اللغات و منتهی الارب و بهار عجم و باین معنی بالفتح خطاست سلک بعض اجله عصر
نوشته که سلک بمعنی رشته است و بمعنی سدل که بهندی لڑی نامند درست ندارد و گویم که آری معنی حقیقیه
رشته باشد فی الصحاح السمط الخیط ما دام فیه الخرز والا فهو سلک اما مجازاً بمعنی سدل هم گرفته اند قاآنی
گوید ؎ گوهر نظم دل آرای ترا قاآنی ؛ راستی گرچه بسلک گهر آمیخته اند ولی رخت ظفر آنجاست که محبت
تو نهد تخت ؛ سلک گهر آنجاست که کلک تو نهد گام ؛ سمت بالفتح راه راست در وقس نیکو و جانب
از تاج اللغات و منتخب اللغات و منتهی الارب بالکسر خطاست سموم بفتح اول باد گرم از صراح و تاج اللغات
و منتخب اللغات و منتهی الارب و کشف اللغات و بهار عجم و بضم آن خطاست سن بالفتح بجای
سنه بمعنی سال با وجود تخصص در کلام فارسیان یافته نشد و نه از ایرانیان دارد و هند مسموع شده آری
صاحب بهار عجم ازین شعر والله هروی استناد کرده ؎ توقف تو درین سن بکام خواهش باشد ؛ دعای
آنکه شوی پیر ناصواب برآید ؛ اما چون نیک بنگرند درینجا سن بالکسر بمعنی عمر باشد و کس را نمی رسد که سن را تخفیف
سنه گوید چه درین باب استعمال فصحا پر ضرورست کو تا بای سخن در صحت سن بالفتح الا راست سوک
بنجیران دانند که این لفظ هندی ست قاآنی گوید ؎ آفتاب خاوری چون عروس سوگوار ؛ بر سر از گرد سمند شهر
نیلگون معجر گرفت ؛ سه بالکسر و فضای ها عدد معروف از بهار عجم و غیره فردوسی در یوسف زلیخا گوید ؎
شنیدم من که گوینده دلفروز ؛ که یوسف بچاه اندرون بد سه روز خاقانی گوید ؎ بعد از سه نتیجه زاد انسان ؛
بعد از سه کتب سید فرقان جامی در لیلی مجنون گوید ؎ چون یک دو سه روز جیتکرد ؛ و هر نفری سرباغ او کرد ؛
و جائی که این های مخفیه در تقطیع محسوب و باشباع سین باید خواند نه باظهار چنانکه در بن شعر بدر چاچی ؎ و آنه
مهر و ابهر بلوغ سه پسر ؛ خوانگاه چار زن و زر هر این نه شوهرست ؛ و آنانکه از تحقیق بهره ندارند در مثال
شعر بدر چاچی سه را باظهار خوانند و فرمایند که بجز که وجه و نه در همه جا ما قبل های مخفی مفتوح باشد
چنانکه در رساله ها نسبت پس در کلمه ما قبل ها را مکسور خواندن و بازهای مخفی گفتن یعنی چه و ندانند که نشانهی آن
عدم تدبر است و بیدانی ست که تمیز میان خواندن و در جهار العجم هر چهار کلمه را ازین قاعده استثنا کرده سهو
بضمتین آسانی از صحاح و غیره و بفتح اول یا سهولیت بزیادت نخستانی خطاست سهی بفتح اول و بکسر
دوم راست از فرهنگ جهانگیری و برهان قاطع و صراح اللغات و بکسر تین خطاست فصل کمین
معجمه ـ شارک بفتح وای محله پرنده ایست که مانند طوطی سخن گوید و آنرا در هندوستان
مینا نامند و بضم ثالث کوه شهرت دارد و خطاست منیر گوید ؎ سخن چون سر کنم از وصف شارک
بود بر من سخن سنجی مبارک شارک فی الصراح العشاق هو للمعشوق و المعشوق هو العاشق

واز اینجا است که کلمهٔ ارباب علم در شائق بمعنی شوق دارنده تامل دارند و بعض اجله عصر هم نوشته که شائق عاشق است میتوان گفت چه از کتب لغات و کلام اساتذه پارسی جواز اطلاق شائق بر عاشق مستفاد نمی شود گوییم که در منتهی الارب ترجمهٔ شائق آرزومند هم نوشته اگر خلاف لغات دیگر باشد گو باش اما در استعمال فارسیان شکی نیست شیخ علی حزین نوشته شعر اگرچه خود نمی گفت اما به صحت آن بغایت شائق قاآنی گوید ۵ شاه پرستم نه مال و جاه پرستم ۵ عاشق گنجینه ام نه شائق از دره شائق فرد و بس نیست عاشق یزدان بتان نیز فسانیست حال افسرده مطیع درگه او راز مانه شائق خدمت ۵ گدای حضرت او راستاره عاشق فرمان شجاعت بالفتح دلیری از منتهی الارب و غیره و بالضم چنانکه شهرت دارد خطاست شرف بفتحتین بزرگی بالضم معنی بسکون ثانی چنانکه مشهور شده خطاست حافظ شیراز فرماید ۵ طایر اگر مدد کند از قفس آدرم بکف ۵ گر بکشم زهی طرب ور بکشد زهی شرف شرف بالفتح بر وزن شتر قلابی باشد که بدان ماهی گیرند از کشف اللغات و فرهنگ جهانگیری و فرهنگ رشیدی و برهان قاطع و سراج اللغات و بهار عجم و نفائس اللغات و هفت قلزم و بالکسر خطاست نظامی در شیرین و خسرو گوید ۵ در آب زگیسوان انداخته شست ۵ نه ماهی بلکه ماه آورده در دست شطرنج بالضم معروف دانستنی ست که فارسیان این لفظ را بفتح شین خوانند کما فی مؤید الفضلا و در عربی بالکسر صاحب صراح و قاموس و تاج اللغات و دیگر اهل لغات عربیه قافله در قافله تحطیه بفتح شین کرده اند اما بالضم هم جایز داشته اند شفا بالکسر صحت از منتخب اللغات و غیره و بالفتح بالمعنی خطاست شفقت بسکون ثانی مستعمل فارسیانست سعدی گوید ۵ تظلم برآورد و فریاد خواند ۵ که رحمت برافت و شفقت نماند شکوه در اصل شکوی بر وزن دعوی بود فارسیان الف را بها بدل کردند و آنچه صاحب غیاث اللغات نوشته که شکوه بها نوشتن خطاست اعتبار ندارد شاید شریف طهرانی گوید ۵ دل عیث لب بشکوه وا نکند ۵ شیشه تا نشکند صدا نکند ۵ و صف مشدی گوید ۵ دلم ز دوری تو میسپارد از گریه شکوه کنم بخانه آتشم از شمع محفل افتاده ست ۵ شفائی اصفهانی گوید ۵ یک لحظه نپرداخت مرا او و بخشم زین شکوه جانسوز بخشم دگر افتاد ۵ قاسم دیوانه گوید ۵ لب خموش و شکوه در دل چاره ما کردنی ست مانده دهنمای کلید و قفل در واکردنی ست ۵ ملک نمی گوید ۵ صد ستم دیده ز دل ملک یکبار سر کند شکوه ۵ هستی شرمنده لطف زبانت لال چیست ۵ سلیم گوید ۵ از بار مصلحت نیست آهنگ شکوه کردن ۵ چون دف بخلقه ماه و لبوار گوش دارد ۵ ظهوری گوید ۵ مخمل کرد چشم و سنبل معطر شد دماغ ۵ شکوه بیمرحمی باد صبا خواهم نوشت ۵ عرفی گوید ۵ چون زخم تازه دوخته از خون لبالبم ۵ ای وای اگر شکوه

شود و استعمال شمشیر بفتح اول بعضی از عجم نوشته که شمشیر بیای مجهول است و این شعر سعدی در
بند آورده ؎ چون شاه شمشیر بگیرد بکف اندر ۔۔۔ هم بیدق و رخ شه شود و هم فرزین و این شعر ظهیر
شمشیر با شیر و زنجیر کرده اند از قبیل عیوب پنداشته گو بگو مگوی در اهل بیای مجهول است چه مرکب
از شم و شیر چنانکه فرهنگ نگاران نگاشته اند اما چون در اینجا بیان بیای معروف تغیر یافت جانم شیر
باتیر وغیره آمده جلال اسیر ؎ همتم را ترک عالم کمتر از شمشیر نیست ۔۔۔ عشق بی طالع کم از اقبال عالمگیر نیست
کعبه چو گردیده ام میخواهم از سر طی کنم ۔۔۔ راه صحرائی کمتر از دم شمشیر نیست ؛ قاسم دیوانه ؎ عشق در
ویرانی دل تا سر تعمیر داشت ۔۔۔ خانه ما عنکبوت از جوهر شمشیر داشت ؛ کلیم ؎ عشقت کمی از چاه و تدبیر
ندارد ۔۔۔ در گرمی تب مروحه تاثیر ندارد ؛ ایمن ترم از چشم تو تا بر تخته مرگان ۔۔۔ من بنده آن ترک که شمشیر ندارد ؛
میرزا صائب ؎ سهل شمرد همتم پیران با تدبیر را ۔۔۔ کز کمال بال و پر پرواز باشد تیر را ؛ عقل کامل میشود
از گرم و سرد روزگار ۔۔۔ آب آتش میکند صاحب برش شمشیر را ؛ حزین ؎ سینه خشمی دلم را از پی
تسخیر می آید ۔۔۔ غزالی در هوای صید این نخجیر می آید ؛ خضر را چشمه ساز زندگانی باد از زانی ۔۔۔ مرا آب
حیات از جوهر شمشیر می آید ؛ و در لغت دو گویان از میر و سودا و ناسخ و آتش تا آمیر و سلیم و داغ و شمشاد
کسی نیست که شمشیر را با تیر وغیره نه آورده اگر گوئی که اردو گویان از تلفیقه مجهول با معروف
اجتناب دارند استعمالش یعنی چه گویم که چون در لهجه فصحای هند هم بیای معروف ست در تلفیقه آن
زنجیر وغیره مضائقه ندارند شمه بفتح اول و تشدید میم مفتوحه بوی اند از منتخب اللغات وغیره و بمعنی آن
مجازست کمانی بهار عجم و انچه در عرف عوام بالکسر شهرت دارد خطاست شنبه بکسرهای معجمه
و اظهار ها نام روز اول هفته از فرهنگ جهانگیری و برهان قاطع و سراج اللغات و هفت قلزم و غیاث
و خوانش هم همین نهج باشد نظامی در هفت پیکر گوید ؎ از دگر روز هفته آن به بود ۔۔۔ نام هفته مگو
شنبه بود ظهوری در ساقی نامه گوید ؎ عید هم ایام رندان به است ۔۔۔ که سال و مه و هفته پر شنبه
است ؛ میر در مثنوی بهزاد یا گوید ؎ بود کیفیتش عید که و مه ۔۔۔ شب جمعه شود روز صبح شنبه ؛ و بخفا
نامیدن هندیانست شنیدن بفتح اول سخن را گوش کردن و بوئیدن از موید الفضلا و برهان
قاطع و هفت قلزم و بضم شین چنانکه شهرت دارد و غلطست و نیز دانستی ست آنانکه از معنی نافی خ
ندارند اندرین شعر سعدی شیرازی گوید ؎ مصرعی بر لوح سیمین بر نوشت ۔۔۔ کای شنیدی پند پیران چرا در چاه کنعانش
ندیدی بجای شنیدی شمیدی بهم خوانند و ندانند که شمیدن بمعنی درهم شدن ست و بمعنی بوئیدن اگر
درست ندارند اما درین باب حق آنست انچه خان آرزو در رساله ذو الفوائد نوشته که بمعنی بوئیدن را

تاج بضم اول تاج اللغات و منتخب اللغات و منتهی الارب کشف اللغات و بالضم خطا
دار بالکسر خطا است از بهار عجم و ابطال ضرورت و بالضم خطا است عرصه یعنی امیدوار
شاعت شیخ شیرازی گوید ؎ نکی بیدم از عرصه رودبار * که پیش آدم بر پلنگی سوار
مدت گوید که در کلام فارسیان نیامده و شیخ نظامی چند جا در ترجمه عقیلی شاه نوشته که گاهی در عرصه ما
یک دو بیت از دشت خیالش نوشته ظاهرا سهو میباشد لیکن ممکن که بجای عرض کاتبان
تصحیف کرده باشند والله اعلم بالصواب عرس بالفتح دختر و پسر نوکر از رصاح و منتهی
الارب بهار عجم و رجیانی نوشته که بهمین لفظ که بضم اول شهرت دارد غلط است انتهی و آنچه عرس
بالضم بمعنی ولیمه عروسی و نغمه عروسی در صحاح و اقرب الموارد و منتخب اللغات و منتهی الارب
نامی هست که میزان شعر باشد و منتخب اللغات و منتهی الارب و کشف اللغات و هاشم خیالات عشر
بالکسر خوش زندگانی کردن از منتخب اللغات و منتهی الارب و بهار عجم بالفتح خطا است عشر بالضم عشر
واو صدم حصه بالفتح غلط محض است چه این مرکب است از عشر یعنی ده و یک بالضم باشد و کلمه عشر
بمعنی حصه دهم را مانند عشمت بالکسر نگاهداشتن خود را از گناه از صراح و قاموس و تاج اللغات و منتخب
اللغات و منتهی الارب بالفتح خطا است عضو بالضم و بالکسر اندام از قاموس و تاج اللغات و منتخب اللغات
و منتهی الارب و بهار عجم و بالفتح خطا است عطش بفتحتین تشنگی از قاموس و تاج اللغات و منتهی الارب
و کشف اللغات و بهار عجم و بسکون ثانی خطا است فیضی فیاضی گوید ؎ عاشق عطشی که شعله
یافت * معشوق بدل همان عطش یافت عظمت بعض جلد عصر بسکون ثانی معتبر ندارد در مرثیه
اسیر گوید ؎ شبها که در سراسر گلزار ماهتاب * می افگنی کلاه ز عظمت بر آسمان عمان بالضم
بر یمن کناره بحر اعظم از منتهی الارب و غیره و بمعنی بالفتح درست نیست عندلیب بالفتح بلبل از منتخب
جمیع اللغات و موید الفضلا و کسانی که بالکسر خوانند غلط کنند و نیز بنای فارسی نوشتن خود
خطاست چه این لفظ عربی است و در عربی بای عجمی نیامده شعرا هم بالفظ طیب و غیره تصغیر
این عنبره در قران السعدین گوید ؎ در بهر جان گشته بگلزار طیبه * بر بنزن عشاق شده عندلیب
بلبل سیر از سر زیده روی تو کس ندید * هزار رقیب هست و در عرچه بهنوز و صدت عندلیب
است عوفی شعله لذی گوید ؎ بلبل تر از روح امین عندلیب * بادی مسیح از چمنت برده طیب
عنصلا بالفتح نام طائریست معروف الاسم و مجهول الجسم از منتهی الارب کشف اللغات و منتخب
اللغات و بهار عجم و غیره نوشته که بضم چنانکه شهرت دارد خطاست عوج بن عوق نام

تحویل المقامات فی القاموس عوق کنوح والد عوج الطویل ومن قال عوج ابن عنق فقد اخطأ ودر منتخب نوشته کہ عوج بالضم نام مرد یست معروف کہ در زبان آدم علیہ السلام بوجود آمد ودر زبان موسی علیہ السلام زندہ بود ونام پدرش عوق بضم عین ست ودر نخبہ مشہور شدہ کہ عوج بن عنق ست خطاست صحیح عوج بن عوق ست چنان انبہمہ دانستی گویم کہ شعرا گاہے بر قبول عامہ عمل کنند وعوج بن عنق آرند تا آنی ودر کتاب پریشان گوید ہمچو عوج بن عنق کورا کلیم گفت گو جاہین بکش یا در کلیم عهرت بعض اجلہ عصر نوشتہ کہ یعنی زن ودر کتب لغات نامدہ گویم فی المصباح المنیر قیل لامرأۃ عورا جالفتح انظر الیہما عیانا بالکسر زن ومرد وغیرہ در منتخب اللغات وبالفتح خطاست عیان بالکسر ظاہر وبالفتح خطاست عید اضحی نام روز معروف چون اضحی بمعنی قربانیست بدین وجہ یوم النحر را عید قربانی نامند کذا فی القاموس وغیرہ وعید بالفتح چنانکہ شہرت دارد خطاست قانی گوید بیت گوی عید اضحی را کہ باگل نیایش نیوتی از جیب ولہ ایضا عید اضحی بانصرت وظفر باموکب امیر نظام آمد از سفر فصل عین مجمہ بعلبہ بعضی طاء عصر نوشتہ کہ بسکون تا نی صحیح نیست ابی گوید نہ در مزاج کسے دست یافت چکند نہ در دہان کسے بلکہ در دعوت خواب غلط بفتحتین خطا کردن از قاموس وغیرہ بسکون لام چنانکہ بعض متسرات بہ تکلف خواندہ غلط کنند اشرف مازندرانی دیوان سر نوشتہ چون نسخہا ہمہ بر خط او بود نوشتہ ست اما غلط دارد وصل فا فتیلہ معروف وبجای آن فتیلہ بتقدیم لام بر تحتانی درست نیست فرار بالکسر گریختن از منتخب اللغات وبالفتح خطاست فربہ بکسر باست وبفتح آن خطاست شیخ شیراز گوید بیت آن شنیدے کہ لاغر ودانا بہ بخورد پیہ بابلہ فربہ اسپ تازی اگر ضعیف بود ہمچنان از طویلہ بہ فربستن عوام وبعض مشتقاتش خطای فاحش کنند بجای فرستند فرستم فرستید وفرستیم استعمال کنند وخصوص بہمین دو صیغہ نیست بلکہ ہمہ صیغ مضارع ہمین حال دارد واطوفہ اینکہ اگر کسے صحیح گوید تخطیہ اش کنند فربہ بکسر تین مکرر از رشیدی وبرہان قاطع وہفت قلزم وانند خطاست فسادہ بالفتح سرگشت وماجرا از برہان قاطع وغیرہ وبالکسر خطاست فغان آرزو وہوس وجماع ہیئت آورد کہ فغان بضم فا وآن بمعنی افغان بسکون فا وآن بمعنی اقبال بضم ست وصاحب بہار عجم نوشتہ کہ فغان بالضم الشہیر بکسر فا غلط مشہور است فکر بکسر فا وتشدید کاف ذکر کردن است خندہ زنند کہ این لہجہ سوقیان کہنہ ست ونداند کہ استاندہ استعمال کردہ اند قانی گوید بیت سرو دش ز نوا در بیج تر سخنی کہ نقش می نہ پذیرد خیال بلوح فکر وله ای صدر ستین ای بدر استانه

کز وصف ذات تو عاجز بود فکر فلان بمعنی معروف بالضم آدمی از صراح و قاموس و منتخب اللغات و منتهی الارب و مؤید الفضلا و برهان قاطع و هفت قلزم و انچه بالفتح شهرت دارد بمعنی ا
محققین نمیله اش کرده اند اما حق انیست که فارسیان بالفتح هم خوانند و نظامی گنجوی
فلانی گویند فصل قاف - قالب بضم اول بمعنی صورت است خصوصا
بکسر لام ساخته و درین شعر شیخ نظیر از سه چون
قالب ملاف توجیه روا داشته گوئیم نه خلاف لغت است و نه از
منیر و منتخب اللغات و منتهی الارب وغیره ملاحظه نرمانده و بدانی ست که بکسر هم نوشته اند و قانی گ
شعرای متاخرین ست و همچنین در قصائد هم اختلاف توجیه می پسند و گوید گران آشتر بار
صاف ساغر برانسان که بجان فرخنده قالب هم او در قصیده دیگر گوید چ
چنانچه نوشته اند هنگام سختی ازی روح قالب را مدار قافیه بر کسره ناقل رودی ست همچون طالب و سالب
وغیره قسطنطنیه بتقدیم تحتانی بر نون ثانی نام شهری ست از ملک روم که پایتخت دولت
دار و نیا کرده شاه قسطنطین از قاموس و منتهی الارب و هفت قلزم و قسطنطنیه بتقدیم نون ثانی بر تحتا
غلط است قطار بالکسر جمعی از هر چیز از بار عجم وغیره و بالفتح خطاست فصل کاف با نونی
کازد بسکون رای مهمله سکین از بهار عجم وغیره و بحرکت راء خطاست سعدی گوید
برحلقش بمالید روان گوسپند از وی نمالید کسی و فتح این لفظ برای ذوی العقول ست چنا
کسی نیست بمعنی آدمی نیست و استعمال آن در غیر ذوی العقول چنانکه گویند کسی چیز مرا نوش نمی
آید درست نباشد کلمه بعضی اجله عصر نوشته که بسکون ثانی نامده گوئیم که مولانا جامی در دیوان
بی تعاط فرماید ه روا اگر دو مراد اهل کلمه ز رودگه در حرم طاهر محمد ولی الهامراد و لم کلمه آمد بنام
مراد ار مسموع سامع کلیسا بکسر اول و ثانی معبد ترسایان از مؤید الفضلا و برهان قاطع و بفتح اول
درست نیست کناره بالفتح معروف از فرهنگ جهانگیری و برهان قاطع چراغ هدایت و بهار عجم و
هفت قلزم و بالکسر خطاست کندن صحیح بدون تحتانی است و کندن بزیادت یا مجاورت نا
واقفانست گذشت بضم کاف و کسر نون از فرهنگ جهانگیری و برهان قاطع و سراج اللغات
و بفتح اول درست نیست گنگره بضم اول و ثالث انچه بر سر دیوار حصار وغیره سازند از کنف
اللغات و برهان قاطع و هفت قلزم وغیرهم و بالفتح چنانکه شهرت دارد درست نیست گفت
بضم اوّل و سکون ثانی فتح تحتانی نامیکه در اوّل آن اب یا ام یا ابن یا بنت باشد و عوام

سرنون مشده خواندن غلط است قاآنی گوید ۵ بگفتم ارنشناسید نام گفتید من ۵
ت متقدم بر رشیدی بمعنی بیاز گوید ۵ بشش بضم کاف و واو و غین غطاء ناقه وغیره و اظهار
حقیقت است گوید ۵ بلفظ کورنش و تسلیم میکرد ۵ بنزاکت را اندیکم میکرد کیاست
ت تازی ست چه این لفظ عربی ست آرزو در خیابان نوشته که کلمات تازی
ن زیرکی و دانائی و انیکه بکاف فارسی شهرت دارد غلط است کیفیت بر تشدید یا را
ف هم استعمال کرده اند سنجری گوید ۵ مکو زدست ساقی شکین کلاه نیست ۵ درصد
ش کیفیت یک پیاله نیست فصل کاف فارسی بگاف زرجامه شوی بزای هوز است
له بعضی بذال تخذ تولیند خان آرزو در سراج اللغات تخلیه آش کرده حق بجانب است
تین چون پذیرفتن و گزاردن در املای آن اختلاف کرده اند گروه بکسر اول و فتح ثانی
ن از بهار عجم رنجیده و بضم ثانی چنانکه شهرت دارد و خطاست سعدی گوید ۵ نماند بصیا
ل در گروه که دارد و چنین سید علیشیر در امیر خسرو در مطلع انوار گوید ۵ مرده به آن خرکه زهره دوجو
بهر جا دم عیسی گروه ۵ جامی گوید ۵ تا خم چرخ کهن باشد و کاس مه نو ۵ بهر جامی بود دم خرقه
نه گردد ۵ سیفی نیاضی گوید ۵ تا چند دل بعشوه خوبان گرو کنم ۵ این دل بسوزم و دل دیگر
خم گروه ۵ بضم اول و ثانی جماعت مردم از مردمان قاطع و برهان هفت قلزم و بفتح اول
ت نیست گروه بکسر اول و ثانی عقده از مؤید الفضلاء و برهان قاطع و سراج اللغات و بهار
بفتح ثانی چنانکه در عرف عوام شهرت دارد درست نیست نظامی در مخزن اسرار گوید ۵
که بیوقت کشایند گره ۵ اگر بینی از ان خنده بیوقت به ۵ سعدی شیرازی گوید ۵ مزنان قاضی
ربه که در خانه دیدن با بروگره ۵ امیر خسرو در قران السعدین گوید ۵ از عنب افگند بابروگره
ی کین کرد کمان را بزه ۵ مولوی جامی در لیلی مجنون گوید ۵ آبی که بسینه آتش گره بود ۵
ن صبر شعله نه بود ۵ طالبای در ظفرنامه گوید ۵ کمان کیانی در آمد بزه ۵ ز قبضه میان دو
ره ۵ عرفی شیرازی گوید ۵ سوزن عیسی همه بند دگره ۵ نیک دمش مرهم ناسوده خرین گوید
خراز بسته کارش گره ۵ عطار در قلم رانده مه گفت زه گزاردن او اکردن بدانکه تخذ بعض
ن املای آن بزای هوز ست و بذال تخذ غلط چراکه در اصل لغات فرس دال تخذ
ز و بعضی درست ست بحث انکه نزد پسینیان خاصی دال تخذ هم وجود دارد
ف هم مضایقه ندارد و چه دانکه کتب مطبوعه ایران و نسخ قلمی کتابت اکابر معجم مذال دید

شنیدن پذیرفتن که این قبیل ست همین حال دارد گزاف بکسر اول بمعنی دروغ و هرزه از فرهنگ
جهانگیری و برهان قاطع و هفت قلزم و بضم اول نیز آمده و بفتح درست نیست
اول و فتح ثانی و سکون ثالث و بکاف فارسی خطاست نظامی در لیلی مجنون گوید ان سا
بندگست باچون حلقه کعبه دید و دوست بسندی شیرازی گوید چو نافش بردند
گسست بپستان مادر آویخت دست بامیر خسرو در لیلی مجنون گوید از حلقه
برون جست زنجیر بردوشت بگست فیضی فیاضی گوید تا بی زرکمند طره بگ
دان نامه ببال مرغ و رست گلخن بالضم آتشگاه و حمام و مانند آن از برهان قاطع و غیره
خطاست چه این لفظ مرکب ست از گل بمعنی اخگر که بضم باشد و خن مخفف خانه و اشیا
دال ست بضمه گاف سوزنی گوید شکوه پوشش تو وحشمت تراچه زیبان هژ گفتگوی و
خاکساش گو لختی گلیم بکسر تین پوشش معروف از بهار عجم و انبطان بضرورت بفتح اول خط
کنجشک حرف آوکش کان فارسی ست نام طایری معروف از مهذب الفضلا و فر
جهانگیری و برهان قاطع و هفت قلزم و در مخزن الفوائد نوشته که بلغات تازی چانکه شه
غلطست گواه بالضم شاید از هفت قلزم و غیره و بالفتح درست نیست گوسپند ر
گویند نر باشد یا ماده تخصیص آن بماده بخطاست کیومرث بفتح کاف فتحی و فتح
تای ثمناه فوقانی نام پادشاهی از پادشاهان عجم که بحسن سیمان پادشاهی کرده در
که بکاف تازی و تای مثلثه شهرت دارد و درست نیست جراکه نزد چنیان فارسی تای
ندارد کیومرث بتای مثلثه اسم آن پادشاه چگونه تواند شد از فرهنگ جهانگیری و فرهنگ
برهان قاطع و چسپانی بدایت سفت قلزم و تحقیق آنست انچه خان آرزو در
نوشته کیومرث بکاف تازی و تای مثلثه معرب کیانست فصل لام - لاش بجزا
نوشته که بمعنی تن مرده بندیست و زعم کثیران همین ست و انچه صاحب غیاث اللغا
لغت ترکی نوشته باید ندانگوئیم شهنشاه اعظم سخندان کامل گوید باشد تا بهی نه
مردان خشن ؛ بوده در اتا قیامت ناچشن نهاده کند دله نهنگ تیغ در اجسم دیوا
دمان بچنگ تیز اتا لاش شیران مست شیر جانی بالفتح بعد الف جیم لو لو بضم چنانکه
فرامند محض غلطست بجست بالضم پیکری که دختران از جامه سازند و بازیچه
قطع در صحاح و قاموس و منتخب اللغات و منتهی الارب و کشف اللغ

سیمودن زمین از بهار عجم و بالفتح خطاست **مسرت** بفتح میم خوشی از تاج اللغات وغیره و بضم
چنانکه شهرت دارد خطاست **مسوده** بضم میم و فتح سین و تشدید واو مفتوحه سیاه کرده شده
صیغه اسم مفعول ست از تسوید و مسوده بضم اول و سکون دوم و فتح سوم و تشدید واو سیاه صیغه اسم
فاعل ست از اسوداد و بالجمله در پارس بمعنی چیزے که سر سری نویسند تا باز دیگر ابیضاض آرند بهره و
طور مستعمل ست اما اول فصیح ست از ثانی بسامی گوید ؎ در سواد طره که کرده هم مسوده نه علامم
کرد در همه عالم سمر مراد مسوده بالفتح و تخفیف واو چنانکه بر السنه عامه جاریست درست نیست
مشاطه بفتح اول و تشدید شین معجمه زنی که عروس را آراید و شانه زند و سرمه کشد از منتخب اللغات
و کشف اللغات و خیابان و نفائس اللغات و هفت قلزم و با غم خطاست **مشکور** ستوده و
پسندیده و بمعنی شکرگزار چنانکه گویند از احسان فلان ممنون و مشکورام درست نباشد چرا که
مشکور صفت محسن تواند شد نه صفت محسن الیه **مضائقه** بفتح چهارم نه بکسر آن چه مصدر ست
از باب مفاعلة که بفتح عین آید **معاف** بالضم عفو کرده شده از منتخب اللغات وغیره و بالفتح
خطاست **مکرمت** بضم را ی همه بزرگی از صراح و قاموس و تاج اللغات و مصباح منیر و منتهی
الارب و بفتح آن غلط ست **ملکت** بالضم قدرت و توانگری از منتخب اللغات و بالفتح خطاست
مملکت بالفتح مواضع که در ملک آید از منتهی الارب وغیره و بالضم غلط ست **منت** بمعنی
احسان کردن و نهادن در کلام فارسیان شائع هست اما بمعنی عجز و خوشامد که اردو گویان
بترکیب فارسی استعمال کرده اند در فارسیت آن اکثران را تامل ست چنانچه بعض اجله
عصر در کتاب خود انکار فارسی بودن آن کرده و باین معنی لفظ هندی انگاشته گویم اسناد بی
که بعد تفحص بلیغ بهم رسیده ثبت می افتد امیر خسرو گوید ع خلق بمنت یکطرف آن شوخ تنها یکطرف
وصال که یکی از تمامی شعرای عجم ست در تعریف نگارے سرآید ع دران رضوان بمنت گشت مزدور
ملا محمد باقر فائض مازندرانی گوید ؎ ماه من لطف کن از خانه برون آئی دمی تا که بجان آمدم از منت
دربانے چند **منصب** بعض اجله عصر بغلیط فتح صاد کرده و صرف کسره روا داشته و ندانند که
فارسیان تصرف کرده بالب و تب قافیه کرده اند میرزا صائبا گوید ؎ مکن در مدح احسان گو تمامی
سے داری تا که باشد باد رستی لنگر آرام منصب را میرزا اجلال اسیر گوید ؎ غزل و نصب
بدو نیک نمائے دل ست بکردنی در عدم این مشق که منصب خواهی منکر بضم میم و فتح کاف
(منتخب اللغات وغیره و بامعنی) بکسر کاف غلط محض ست

تا آنی در تقدیر و کرتوانی از تنبیر و غیره آمده گوید و الی آخر گذرا نشتر کرد زیر سیر بعضی بآن
لحظه که در تبریز [illegible] شکر هوز و ب مولد و سیلاد از تصرفات فارسیه است قانی گوید و خاصه این
ماه رجب کز وی سیم عجب بذکر و از بهر دولو دشه زین بوترابب **تله** روز مولود شهنشاه است
در روز چنین روز هر که گلمه بات بروی زند گی باد احرام بالیس کسانیکه تخطیه کرده اند از تحقیقات او
ندارند **فصل نون تا چار** صحیح بنون ست دلا چار بلام **نقاهت** بالفتح انتخابی از منتخب
اللغات و تاج المصادر و بهار عجم و بالکسر خطاست **نزه** و بالفتح از برهان و هفت قلزم و کسی که بالکسر آورده
کرده چه این مخفف نزدیک ست که بالفتح باشد **نشتر** بالکسر آله فصد کردن از مؤید الفضلا و همان قاطع و
نقائس اللغات و بالفتح خطاست چه این مخفف نشتر ست که در آن نشتر بالکسر و کلاتر باشد **نصرت** بالضم یاری
کردن از منتخب اللغات و مصباح مفید و منتهی الارب و بهار عجم و بالفتح خطاست **نقاب** بالکسر روبند از صراح و
منتخب تاج اللغات و منتهی الارب و بهار عجم و بالفتح خطاست **نقاط** بکسر نون جمع نقطه از منتخب اللغات و منتهی الارب
کشف اللغات و انچه بالضم شهرت دارد غلط ست **نقاهت** بعضی اعله عصر در صحت نفس این کلمه تامل دارد و گوید
که بجز صاحب منتخب اللغات کسی نیاورده و دیگران که منتخب را در سند کافی پندارند در صحت این کلمه کلامی ندارند
یا بمعنی ناتوانی صحیح نه انگارند و گویند که نقاهت بمعنی برخاستن از بیماریست نه بمعنی ناتوانی گوئیم که اگر
فی نفس این کلمه صحیح ست تا بمعنی ناتوانی از مجاز باشد چه ماده بش نقه است و این را ناتوانی لازم
ست فی تاج اللغات نقه بالتحریک از بیماری برخواستن از جمع نقه من مرضه برخاست از بیماری
خود یعنی تندرست گردید اما هنوز ناتوانی باقی ست انتهی بهرکیف نقاهت از مصادر عربیه مانند
یا نه مادر محاورات فارسیان للغتش کلمه هم صحیح ست و هم بمعنی ناتوانی شیخ علی حزین نوشته نشتر تا
آنکه بیماری من روی با نحطاط نهاد و از شدت افتاده و نقاهت طرف حالتی بود و هم او
در مرثیه نشتر ناچار با ضعف و نقاهتی تمام از لاهور بصوب سلطانپور حرکت نموده قانی گوید
چون مه چارده رخشان ز صباحت فربه یا لیک تن شان ز نقاهت چو مه نو لاغر
نقص بالفتح کم کردن و کم شدن از منتخب اللغات و تاج اللغات و منتهی الارب و بهار
عجم و بالضم خطاست جامی در سلسلة الذهب گوید رقص ناقص زردی نقص بود بر
جنبش کاملان نه رقص بود **نکهت** صحیح بکاف تازیست چه این لفظ عربیست و در عربی
کاف عجمی نیامده و انچه خان آرزو در اصل الاصول نوشته که گاهی تصرف در جوهر الفاظ
نمایند مثل نکهت که بفتح کاف تازیست و ایشان بضم و کاف فارسی آرند شاید که از کسے

تنبیه باشد ورنه خودش در خیابان شیخ گلستان نوشته که بکاف فارسی خطاست فافهم
بر کیف از فضلای ایران مسموع شد که گفت بکاف فارسی بهتر از افغان است تا بهم
دانند که ایران نمایا بالفتح بالیدگی از موید الفضلا وغیره و بالضم خطاست بهر و بالکسر زمره و قوت
و در فرهنگ جهانگیری و فرهنگ رشیدی و برهان قاطع و هفت قلزم و بالفتح خطاست فصل
واو - دال بکسر لام و ظهور با شیفته و سرگشته صیغه اسم فاعل است از والد و بالفتح لام و خفای
با از نصرت نامه است قاآنی گوید ؎ سحاب جهل را تا له ریاض شرع را لالهٔ خودبر
چهره والد - روان از نهر او شیدا بناخدای شیرازی گوید ؎ من از حیرت بدان رفتار والهٔ
که شیدا از پی شدان خود رساله پس انچه صاحب غیاث اللغات و دیگران تغلیط کسر لام و خفای
با کرده از بیجاست و جاهلیت بالفتح روشناخته و با قدر شدن از غیاث اللغات وغیره و بالکسر
خطاست و صلت بالضم پیوستگی از منتهی الارب وغیره و بالفتح خطاست فصل های
هوز - ها جر بفتح جیم نام مادر اسمعیل علی نبینا و علیه السلام از قاموس وغیره و ها جره با ها ق
با غلط است هجر بالفتح جدائی از قاموس و منتهی الارب و بهار عجم خاقانی شاه دانی در تحفة العراقین
گوید ؎ آواز خروس در شب هجر او دستان ببرد و زن گه هجر او حافظ شیرازی گوید ؎ شب
قدر است وصل شد نامه هجر او سلام کی حتی مطلع الفجر میخواند در اما بعد گوید چو وصل آن نزینه
قصه هجر او چراغ شام بی نور است در فجر او بالکسر چنانکه شهرت دارد و بعض خطیه اشعار
کرده اند اما از خیلی اهل ایران مسموع شده که محاوره فصحای پارس هجر بالکسر است و اینکه در قافیه
هجر و جزا روند اعتبار اصل لغت کنند هر سر بکسر اول و فتح ثانی شیر در زبده از قاموس و منتخب
اللغات و منتهی الارب و کشف اللغات و موید الفضلا و بضم اول چنانکه شهرت دارد غلط است
هزارگو بضم اول نام بادشاهی ست که در نظم معروف ست و بالفتح اول خطاست ها اهل بکسر با
تانیند هر قاتل را گویند از کشف اللغات و فرهنگ جهانگیری و فرهنگ رشیدی و برهان
قاطع و صراح اللغات و بالفتح های ثانیه چنانکه شهرت دارد خطاست ملا نوعی اصفهانی گوید ؎ زلب
طعم زهر بلا بل بشنوی تو پر و بال این مرغ بسمل بشنوی ؎ ملا ناقص در لیلی مجنون گوید ؎ غنچه مرده که خنده
بلبل ؎ سا نند هر مرد عاقل فیضی در نظم من گوید ؎ انداخته ساقیش بخمل ؎ دردا که دو ؎
هاشمی ها اهل همان بالفتح تا نایه از چیزیکه ملائمت طبع باشد و بالضم چنانکه مشهور ست درست نیست
میرزا اسمعیل هم در هنر الفصاحت تخطیه کرده همانا بالفتح ! بجای پنداری بوگویا شاید موید الفضلا

جهانگیری و برهان قاطع و سراج اللغات و هفت قلزم و خان آرزو در خیابان شرح گلستان آورده
که جانامرکب ست از جان که زائد نیزی آید چنانکه همچنان و همچنین و از لفظ مانا پس همانا نیز بمعنی
پنداری باشد و بفتح اول بود و بضم خطا باشد و بضم هر سه حرف بضم اول و سیم و بکسر آن خطاست
عرفی شیرازی گوید ؎ ای طعن فلک نوشته بر لوح ... ای زلف صبا بریده از دوش ای
در بر تو سمن فلک شوخ ... زان گونه که پیش شعله هیزم ست و بدین شعر مولانا لغاتی ؎ بمنقاری
از بستگی لازم ست ... چو در بشکنی خانه پر هیزم ست و مولوی معنوی ؎ آدمی را آدمیت لازم
ست ... دعوی را گر بود باشد هزار ست کسی را استناد بر کسره آن نمیرسد و وقت تحریک ردی اختلاف
را قبلش مضائقه ندارد چنانچه صاحب بهار عجم هم درین بحث همزبان ست **فصل یای تحتانی**
یال بر وزن بال تگو گردن اسپ از کشف اللغات و مؤید الفضلا و فرهنگ جهانگیری و برهان قاطع
و سراج اللغات و بهار عجم تا آنی گوید ؎ یکی بر سوی اصطبل بستین بزن ... ز بشتو یال و دم خنک
کوه گوئی هوا یال بزیادت همزه محاوره هندیانست **شبرب** بکسر سه حرف مهمله و سکون ثانی و ضم
را و فتح باء موحده و سکون ثانی و ضم راء مهمله و باء موحده ظریف از منتخب
اللغات وغیره و بفتح راء خطاست خاقانی در تحفة العراقین گوید ؎ برماندت آب خاک شبرب ... وز آب سیاه بحر مشرب ؎ ملا ناتقی دریغی مجنون گوید ؎ بر در گهت ای رسول شبرب ... موسی بعصا
جویش حاجب تو ناخدای شیرازی در مثنوی رئیس العارفین گوید ؎ پس اگر اذن خواهم تا شبرب ... به بطحای نخم چون نجم ثاقب **یکان** بکاف فارسی بمعنی یک از برهان قاطع و هفت قلزم و بکاف
تازی خطاست **یورش** بضم تحتانی از مؤید و ذخیره و غیاث ضم را بمعنی حمله کردن و اظهار داد و فطانت
چراین ؎ او بیت که در الفاظ نگنجد بدر حرف مضموم جست الا لغت ضمه با قبل یاء ساکنه و تلفظ نیارند

خاتمه در فوائد

فائده آغا عصمت الله شیرازی متخلص بر ارکه ورای پارسی دانی در علوم عربیه هم دستگاهی تمام
داشت و قصیده غرا در فارسی ی لغات از خطه شیراز بسیاحت سر هند گذرانیده بود و با صفدر
چندی صحبتهای بار بکتل در باب فرس کلفظیکه عربی باشد و توالی حروف کلمات داشته باشد
چون عظمت و فخامت و کلمه و کمره و غیره در عجم شیراز و پیرامون آن مکان حرف ثانی ساکن دارند
درین باب مجادله عظیمه نمود و این قدر گفت که بعض الفاظ چون رمضان و غیره
تحریکش مستحسن بود فصیح باشد و نیز میگفت که هر لفظی که چهار حرفیست و توالی سه حرکات داشته
باشد چون آخرش بوجه اضافت و غیره متحرک گردد و باید که حرف دوم را کسره دهند تحریکش

نافصیح بود و سرش اینکه در نیصورت توالی اربع حرکات لازم آید و این بر زبان گران ی
و فقد اکنون شوق بحمد زد بحمد الله ان حضرات که تخطیه یکون حرف دوم ترکه و هره و مشهره و کلمه
عظمت و حرکت و شقفت کرده اند می پرسد که بدون تحقیق و تتبع کلام اساتذه این خامه فرسائیها
یعنی چه بهانا تخطیه کار آسان شمرده اند در پرده تحقیق و تنقیح اعتراضات بر اساتذه هند کرده اند
دیدنی ست که دعوای این بزرگواران بود که فلان لفظ هندیست در فارسی نیامده و فلان کلمه
بدین گونه باشد هرکس که چشم بینا دارد و دل دانا در ین کتاب ملاحظه کند که چقدر بر دعاوی باطل ایشان
کبره ام و مردم را براه راست آورده ام با اینهمه ادعای من نیست که انچه من تحقیق کرده ام همه
مسلم کردنی ست کتاب آسمانی نیست که در ان خللی نباشد آری همچون ایشان بلا تحقیق و تتبع چیزی
ننگاشته ام و در مسلک تخلیط هیچ با قدم نه پیموده ام اگر گفتار مرا باور نداری لفظی را که خواهی بمیزان
نظر بسنجی تا حقیقه الحال پدید آید **فائده** بسا الفاظ یابی که در معنی دیگر عربی یا فارسی ست و بمعنی دیگر
هندی همچون سر پرست که معنی خادم وارد و در اردو و مرثی را گویند با جمله بدین معنی یا اینکه لفظ دیگر در
پارسی شایع است ایراد این کلمه بترکیب فارسی چه در اردو و چه در فارسی روا نباشد اما اگر زبان اتفاق
همچنین الفاظ را که بظاهر فارسی یا عربی نماید و بمعنی مقصود هندیست استعمالش بترکیب فارسی کنند. **فائده**
لقطیکه از قبیل لقب وغیره باشد یا فارسیش در عجم شایع نباشد یا کسی که با و تفهیم مطالب مقصود بود
ندانسته باشد ایراد آن لفظ هندی باشد یا انگریزی مضائقه ندارد و سفرنامه شاه ایران دیده باشی
جا بجا همچنین الفاظ استعمال کرده و اینجا ست که در استعمال ترکیب قیود بحد احتیاج شد ندارم **فائده**
کلمه مرحوم و مغفور و امثال آن که در صفت موتی باشد اهل زبان بشیر برا هم متونی مقدم آرند مثال
شیخ علی حزین نوشته که سید عالی شان میرزا داور خلف مغفور میرزا عبد الله ستاد هم او جای دیگر
رقمزده که مرحوم میرزا صابا خطاب فائض با و عطا فرموده باجمله تقدیم مرحوم و مغفور پر فصیح ست نه
قبیح چنانکه زعم ناواقفانست آری تاخیر هم صورت جواز دارد و تا حیدر اباد پیلی گوید **تاریخ وفات**
فائض ای مرحوم پگرد رقم کرشد برحمت واصل **فائده** میرزا قتیل در نهر الفصاحت نوشته
که کده با پنج لفظ ملحق شده سوای آن مسموع نیست تنکده و غمکده و اتشکده و میکده و گلشن کده گویم
که این استقرار بوجهی صورت صحت ندارد الحاق کرده با لبسا الفاظ بنظرم در گزشته انچه بحفظ حافظه
دارم ثبت می افتد **آتشکده حزین** گرچه در سینه صد آتشکده آتش دارم بالله الحمد که با شوق
دل خوش دارم **تنکده حزین** علم از جمله هند نفورست فقر با تنگی سینه بلب آرم از نالہ

نیرنگ کده حزین ؎ جنتکده دیدهٔ شد دیده ز نظارهٔ آن کوی ؛ بیرنگ زده شبنم خود آینه آسا
بیخون کده میزا بیدل ؎ خاموشیم خون کرد شور محشر ست ؛ آغوش حیرت نفس نالهٔ بیدداست
جولان کده بیدل ؎ در پردهٔ دل غیر خجالت تو ان یافت ؛ جولان کده بر تو ماه اندکتانها
جهنم کده حزین ؎ در جهنم کره هندکه از تاب ... ؛ ... پیرهن پیرهن آبله بال مخ
حسرت کده حزین ؎ تا نگرم من ... ؛ ... نالهٔ ... حسرت کده ... ام
گوشه دنیا اندر حیرت کده حزین ؎ بیرنگ کده آئینه آشوب ... ؛ ... بیحیرت خانه ای است
پریشان نظری را تحیر کده حزین ؎ تغافل کنج خامه ام تن زده بیکه بی بانگ نیست این
خرکده تمکده نظری نیشاپوری ؎ صافی شوم از کون که در دور صفا نیست ؛ بر عرش زنم جوش که در
خمکده جانیست دلکده میرزا جلال اسیر ؎ اسیر دلکده بی تکلفی از تو بار سوم ساختگی های شیخ و
شلب از هم واکده حزین ؎ بایس بود حال تجلیس رئیس ؛ در واکده که خواجه تاشان اینجا
ستمکده حزین ؎ آتش بجان عشق فتد گر حیای اوست ؛ خون گشته دل ستمکده دل وا نمیکند
دل بستنکده حزین ؎ بر روی تو حیران پریشانی زلفم ؛ بستنکده کرده است گریبان سمن
راستیون کده حزین ؎ شیون کده گردید گلستان هزاران ؛ فریاد کده دستان زن بستان
سخن رفت ضمکده حزین ؎ بر سخن کمینه ام سجده بر ضمکده ؛ چین بکشاز ابروان قبلهٔ من خدای
ظلمت کده حزین ؎ ظلمت کده عاشق زان چهره منور کن ؛ تا چند بروز آرم تاریکی شبهارا
عبادت کده بیدل ؎ بیدل بعبادت کده جلوه پرستان ؛ خرنقش کف پای تو
محراب نگیرد عبرت کده حزین نشر چون در عبرت کده روزگار گرست این عشرت کده
ظهوری نشر سرد سرایان عشرت کده قال الم عمکده حزین ؎ در دهر حزین ازنی گلکت نوا نیم
امروز درین عمکده یارب شده ام فراغت کده جلال اسیر ؎ بی سر انجام دماغی چه فراغتکده
ایست ؛ خواب ده آرام زپرواز نمی داشتم فلاطون کده حزین ؎ به بزم فلک دوش یکی کرد
سوال ؛ بگامی تو نشناد فلاطون کده علم و عمل قیامت کده بیدل ؎ عمریست قیامتکده گرد
عالم ؛ چون آبنه مینای پریزاد خیالم ما تمکده حزین ؎ ماتم کده شد خلق از افغان دمغانی سلطان
سخن شان سخن جان سخن رفت محنت کده فغانی ؎ چون جا بدلت در دل پر درد فغانی
محنت کده را منزل شاهی نتوان کرد مرهم کده اسیر ؎ شد بستر آسود گیم چشم تغافل ؛ مرهم کده
لطف اگر هست کداست تمنا نکده خاقانی ؎ روز از سره رحیل کرده ؛ تمنا نکده ما سبیل

کبده میکده حافظ شیراز ۵ بیا بمیکده و چهره ارغوانی کن ۵ مرو بصومعه کانجا سیاه کارانند
نشسته کبده حزین ۵ بخروش حزین از نفس سینه خراشت ۵ نشسته کبده گردید جگر مرغ حزین
وحدت کبده حزین ۵ غافل ز آگاه گر قتند راه بوردی ابو حدرت کبده لاسواه وحشت
کبده مغفرت ۵ یکنفس نرد بوحشت کبده یاد ایام تو با دپای بسبک خیزی فریاد کجاست ویران
کبده حزین ۵ عشق آمد و من بمسند خانه بدوشان نرد ویران کبده ورخور سیلاب ندارم تو نانکبده
حزین ۵ شد زخرد شب صهبا زده نرد ادبیه سامعه یونان کبده ۵ سخن کوتاه اگر در کلام استاده
تتبع کنی هزار در هزار الفاظ این قبیل یابی وحق تحقیق آنست که کبده در الحاق حاجت
سند جزئیات ندارد و فائده میرزا غالب در غیر و هندی نوشته که سرشار معنی ابرمزدار دنه معنی
مست در صفت پیاله آیدنه در صفت شارب و کم از کم سرشار بمعنی مست از میرزا بسیار بعید است
میرزا صاحب تموز آگاه تو سرشار یکنه بدمست را خطاب تو هشیار میکند ۵ خانه ای شیرازی گوید
۵ گلی باساغرش بوی سرو کارم گلی بیباده بوی مست و سرشار فائده برفی برین شعر مرزا
غالب ۵ در احمد الله نام ایزد بود از تیم آشکارا فتح بود ۵ اعتراض کرده اند که ایزد در کتب لغت
بکسر زا نوشته پس در قصیده اشتباه محمد اخلاص توجیه لازم آید نه دانند که این لفظ در اصل در لیت صاحب
وسایر استعمالش کرده و شارحش در سفر نامه سایر بفتحتین اضبط آورده سخن قصور اهل زبان تحقیق
پیوست که این لفظ در پارسی بفتح ثالث و بکسر آن بهر دو طور ست نظامی فرماید ۵ نه هر که ایزد
پرست ایزد پرستی ۵ چو خود را جامه سازد خود پرستی ۵ فائده حسن طبع میرزا غالب را بازم کشانده
پارسی بچون اهل عجم گرانمایه دارد و با کلام پارسیان همپایه اما دانم انیکه در عود و هندی و غیره
اکثر اکابر هند با الفاظ تا ملائم یا کروه تصحیف بجای رسیده که شاعر بعدیل میرزا قتیل رحمه الله علیه
بوک قلم آورده هندیان را فخر کرونیست که از تیره سواد هند بچون امیر خسرو و علی دبیل و دانشمند
و اندرزده آزاد و قتیل و غالب بغیره هم مبرهاست مندو از کزین تا بکوان نوای سخندانی هست
پارسیان کلام ایشان دیده و شنیده و پسندیده اگر جای خطا سرزده باشد مقتضای انسانیت
ست بحر کلام آفریدگار گستاخی نیست که یکی از عیوب باشد نمی بینی که خاقان آرزده باشیخ اتابک
علی حزین رده آورده بحث و بر کلامش انگشتها نهاده و کتابی نگاشته موسوم بتنبیه الغافلین بر هر
اکثر و علی ادپاد هواست چنانکه از مطالعه تحول فعیل مرحوم و مغفور مولانا اصفهانی واضح ست اما در
شکی نیست که بعض جاها حق بجانب معترض ست حاشیان بشیخ سپر انداخته و اعتراف بخطای

گوید نیز دارد را سوگند میخورم که از جاهلم اخلاط آن کسان که گویی لمن الملک نوازند شاهوارم
و آگر داغ که موی دماغ کسی باشد باکلمه اظهار اغلا بنظر افادت عامه مضایقه ندارد از اینقدر
سخن و طعن یعنی چه اگر میرزا غالب از انصار صاحب برهان قاطع و قتیلیان دیده و شنیده یاد داشی کرده
اوست فائده یکی از معاصرین در مثنوی طفل ما مرده را تیمم نوشته بود بخبران باور آورد و بخندیدند که تیمم
بر مرده نامسلمان نه بود مرده را چه چون سند داشت حکم و اصلاحش فرمود حق انکه عجمیان جاها
نامصطلحات عربیه دارند این از روی قدرت ست نه از راه عجز یا می شیرازی در وصف قصاب
بچه در مرده گوید بیت تیمش جهانگیر شد و عاقبت از خون خون گیر شد فائده عامه اعتقاد
دارند که مصور در محاسبه میزان را سر دار کشیده حالانکه پسر منصور بود که حسین
شهرت بقول مشهور بل کنند دارو نام را به منصور نسبت دهند مراد از پسر ست
پیکند از عشق زنان نخفته بود باز این ترانه از لب منصور شد بلند همچنین دیگر جا تیمم ذکر
کنند و مراد از پسر که بند کمال خجند چون به نظاره آمد مرد و زنگار دلبران بود دل بسنگین
زلف یار یا قلم چه داست که عاشق یار محمود پسر سبکتگین بود خود سبکتگین فائده مولف اینحال
ضرورت نوشته که عفو نهم دوم نیز استعمال کرده از شیخ شیراز ست عفو کردم از زدی عمای زشست
بفضل خود شرم آورم و بر بهشت پیمیرزا غالب در لغات قاطع برهان نوشته که یار بشیخ نزاجه
افتاده بود چه گوید حضرات روی داده بود که بی ضرورت حرکت لفظ را برگرداند و نظر ثانی نیز نکنند
تا شعر چنین بلند شود ع از عفو کردم عثمای زشت پندار عفو کردم اما از زشت بنگر در تقطیع نمی
گنجد من از جانب شیخ سوگندی خورم که شیخ نه آنچنان نگاشته است که کاتب پنداشته است
و بهار روا داشته است گوییم که چون میرزا با محققین هند تعصب داشت هر چه دلش خواست
نگاشت نسخ مطبوعه بوستان یکسو و نسخ متعدد نسخه های قلمی پیش است که بهار آورده و در
کرده بچشم انصاف دیدنی ست که اعتراض بر کتب و بهار بیسبب کند بر بیمان شیخ اقلیم سخنوریست
که چرا آن نگاشت و این رد انداشت نگوئی اگر چنین صلاح رود از هر خوشه کلام اساتذه در
سند ارند و انچه بعض نوشته که عفو بحرکت فا بجز کلام سعدی و دیگر بنا مده اعتبار را نشاید حکیم ناصر خسرو
در خاتمه دیوان گوید اگر سهوی بود در وی عفو کن بر دیده پرده کار فرو کن فائده نانک
آزرد در اصل الاصول و بهار در ابطال ضرورت و دیگران هم نوشته اند ممیز بفتح صاد و سین
جاکه نام دو اسیست تلخ بکسر ین با تصرف کرده اند اما حق آنست که بسکون با هم قافیه جانزنت

چهره‌ای بروزن فعل بفتح فا و کسر عین آید و دران کسرهٔ اول و سکون ثانی بر اثر ها پیوندد
و کشف فائده بقاعدهٔ عربیه یای آخر کلمه بیای ماقبلش فتحه یابد چون دلی و دهلوی و یمنی
یا زائد از انست و اجب است استقاط آن پس در پهلوی
درست نباشد افسوس که اکثر ارباب قلم خیال
بدل کنند آری فارسیان بحاظ این قاعده
فائده در لهجهٔ ایرانیان حال همزه واو و یای مجهولتین بوا معروف و یای معروف سمت جواز دارد و الیشان
مجهولتین وجودی ندارد و اینجاست که در کلام الیشان هنر جا قافیه گوربا نور و دیر با تیر دیده هائی بالکله
همچنین اختلاف ردف نزد الیشان چیزی نیست تا بعیب چه رسد آری در لهجهٔ متقدمین بعض الفاظ بود
یای مجهولتین بود از جهت همچنین اختلاف ردف را از عیوب شمرند مولانا جامی هم اجتماع معروف
و مجهول را عیبی نوشته عروضیان خرده گرفتند که مولوی خود ش ارتکاب آن کرده و راست است من
تنها خواهم این خوبان شهر آشوب نیست در شهر آنکه خوبان نیست رومی خوب را هیچ از نیکو چون
در عصر جامی کلمهٔ آشوب در لهجهٔ خراسانیان از واو مجهول بود معروف تغییر یافته بود مولوی در قافیه
آن باخوب مضائقه نپنداشت کوتاهی سخن هرچند این افاده خلاف اکثر عروضیانست اما کسانیکه
سیر کلام متاخرین کرده اند نیک میدانند که الیشان در اجتماع معروف و مجهول باکی ندارند پس در منظم
فارسی پیروی پارسیان حال کردنی ست نه تقلید عروضیان فائده فقیر مخلص بنده و امثال آنرا
که بجای من باشد جاها اهل زبان بصیغهٔ متکلم استعمال کرده اند شیخ حزین نوشته که فقیر و صغیر سن که در
خدمت والد به لاهنجان رسیدم سعادت ملاقات آن عم عالی مقدار دریافتم و هم او گفت که این
را فقیر در نیافتم و هم او طرازیده که فقیر دو سه نوبت او را در خدمت والد علامی طاب ثراه دیده ام
و آنانکه معرفت زبان ندارند فقیر میگویم را غلط انگارند و این سخن دیگریست که بصیغهٔ غائب هم
صورت جواز دارد چنانچه حزین خود ش نوشته نشنیدم فقیر در کودکی رزمی اورا دیده که وارد مجلس
والد مرحوم گردید قاآنی راست ۵ دو سال و پنج مه اید دون رود که بنده بفاس پا شنوده در عرف
قوح نادان را فائده ادغام الف و لام در کلمات عجمی هرچند در کلام بعض ساتذه واقع شده
همچون ذوالخور شیدین و پلنگ انجمل و نهنگ انجر و النوید اما جائی که شائبهٔ مطابقه نباشد اولی
اجتناب دانند فائده در فارسی همه الفاظ ساکن الآخر باشد مگر مضاف و موصوف که بحالت

رحمۃ ہم مضاف الیہ بر مضاف وصفت بر موصوف ہر دو بکسر آید و نیز مبدل منہ و در بعض مواقع
سورا الآخرۃ مدہ جامی در سلسلۃ الذہب در تعریف خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ گوید ؎ خواجہ
نقشبند نقشای ؛ نقش غیر از دل مریدرای فائدہ در بعض رسائل ؛ بنظر نامہ نگار در گزشت
ستانزدہ صحیح بے نون ہست چہ زیادت نون وجہی ندارد گوئیم کہ اگر خلاف قاعدہ باشد
وش امادر لہجہ و کتابت اہل زبان مع النون باشد و اکابر فن تاریخ ہم حساب نون کردہ اند
ندہ واو معدولہ کہ عبارت ست از واویکہ بخواندن در نیاید و آنرا واو اشمام نیز خوانند ماقبلش
ی مجہ مفتوحہ میشود بہ نہجیکہ بوی از ضمہ داشتہ باشد و انکہ ماقبلش ضمہ باشد یا کسرہ شاذ ست و کمتر
ر قوافی این خارات مفتوح آیدہ مضموم خود ؛ نظامی گنجوی در شیرین خسرو گوید ؎ من دوزخ بخود
وی بدرا ؛ بہشت دیگران کن خوی خود را ؛ سعدی شیرازی گوید ؎ وفا با ہیچکس کردست گیتی ؛ کہ
ا بر قرار خود بماند ؛ چو میدانی کہ جاویدان نمانی ؛ روا داری کہ رسم بد بمانند ؛ امیر خسرو راست ؎
نیگونہ مدہ بدیو خود را ؛ بگذار ز مام دام و دد را ؛ مولانا جامی در سلسلی مجنون فرماید ؎ زان گنج کرم
ا دخود یافت ؛ گر یکدو مراد خواست صد یافت ؛ فیضی گوید ؎ بس گفت برادران خود را آن
علہ رخان شمع قدر را ؛ خور بدر چاچی گوید ؎ دوش آن زمان کہ خسرو زرین قبای خور ؛
لکشیدہ خلعت عیاسیان ببر ؛ عارفی ہروی در مثنوی گوی و چوگان گوید ؎ صد بار رود
ن مہ و خور ؛ از رشک زند بزمین سر ؛ خور و نظامی گوید ؎ چو پر خون شد آن طشت زنگی
گردد بخورد ش چو آبے و آبے بخورد ؛ امیر خسرو در قران السعدین گوید ؎ ہر کہ دران ملک مے
ب خورد ؛ گشتہ دل از آب خراسانش سرد ؛ خوش سعدی گوید ؎ غریب آمد م در سواد
ش ؛ دل از دہر فارغ سر از عیش خوش ؛ امیر خسرو گوید ؎ بے نمک ست این فلک کاسہ
ش ؛ از نمک لب وچہ کنی کاسہ خوش ؛ مولوی جامی گوید ؎ کنیزان زلیخا خرم و خوش ؛ کہ رست
د یوسف آن پری وش ؛ ملا ہاتفی گوید ؎ خاطر کہ ز ہجر شد مشوش ؛ از باغ و بہار کی
د خوش ؛ مولانا وحشی در شیرین فرہاد گوید ؎ بساط دشت چون دشت ارم خوش ؛ گذرہاے
ش و فضای دلکش خوی سعدی شیرازی گوید ؎ بیگفت و بر چہرہ افگندہ خوی ؛ کہ آتش
ین در فرد این بارنے فائدہ بنظم فارسی منادای تخلص باظہار آی حرف ندا خوب نیست
خلص منادای عثمانی اعجم باظہار الف ندیدہ باشی مگر کمتر دانیکہ گویند کہ در کلام فارسیان تخلص
یر ادای حرف ندا اصلا نامدہ اعتبار را شاید فصیحی گوید ؎ ای فصیحی خانہ بے معشوق زندانی بود

هست و این سخن با بروبر خانه میباید نوشت تکلیم گوید ۵ امید بود که ... چه نکو دانست ای هم
زان لب که منفعل ز جواب سلام بود ۵ کمال خجندگی گوید ۵ و لطف طبع سعدی شیرازی ای کمال
باور نمیکنند که گوید خجندیم فائده انشاء الله و عنقریب علیحده امثال آنرا در عبارت عربیه مفصل نویسنده و
پارسی متقن بجهت آنکه عجمیان این کلمات را بمنزله یک کلمه انگارند و لحاظ قواعد عربیه ندارند فائده الف متوسط
ابراهیم و اسمعیل و اسحاق و امثال آن به حسب خط عربی واجب الحذف بود اما فارسیان ثابت هم دارند مگر در
که بوجهی الف ثانی نوشتن صورت جواز ندارد و در کلمه رحمن مختلف الاقوال اند فائده مورخین که در تواریخ از دو
اقتران شمس و قمر و امثال آن گویند هر چند مراد ازان اجتماع دو شخص جلیل القدر دارند لاکن خالی از نکاکت نیست چه
علم نجوم ثابت شده که اقتران هر دو ماه نحس باشد فائده همزه نزد بعض محققین جمل وجودی ندارد پس ان شاء الله
همزه گرفتن صواب نباشد لکن حق آنست که همزه بجای الف است عدوش که بیک باشد گرفتنی نیست فائده در
تاریخی که دران تعمیه داخلی و خارجی نباشد از ایراد کلمه بصد آه و از دوی حساب بی تردد و امثال آن هیچ
بی تردد بهر سال رحملتش خامه من وای درد و غم نوشت ۵ برای سال تاریخش بصد آه دلم گفتا
داد و بلا در بغداد شد زروی حساب تاریخش ۵ دانش آموز مشد سوی جنت ۵ اجتناب دارند چه اد
تردد تعمیه خارجی دارد بصد آه و زاری حساب تعمیه داخلی پیدا میشود افسوس که اکثری خیال این نکته
نکنند و مورد ملام دانایان شوند و از غرائب اینکه بعض جله عصر از سر الهام و سر بخت و بخیره که تعمیه کنند
درست ندارد و بر ین تاریخ فائق ۵ سال تاریخ تولد گفت عقل ۵ از مهر دولت که برخوردار داد و نگار
۵ این واقعه را زردی زاری غالب ۵ تاریخ رقم کرد که نواب دریع ۵ فرماید که بدین نهج تعمیه نباید
ست گوییم که تعریف تعمیه چنانکه ارباب جمل کرده اند بر ین تواریخ صادق ست اغراض دیگر چه خللی از امور عین
متقدم همچنین تعمیه آورده اند در گاه قلیخان ترکمانی در گاه تخلص تاریخ تولد خود و تاریخ بسال یکهزار و یکصد و بست
دو هجری خودش گوید ۵ شد سال ولادتم زردی الهام ۵ درگاه قلی ز خاندان ولایه و سرخوشی در تذکره خود
این تاریخ فتح بیجاپور که شاه عالمگیر نمود بنام محمد علی علم آورده ع زردی فضل بیجاپور شد فتح فائده تاریخ
املایش بصورت باشد تحقیق آنرا از حروف ابجد انگارند و در اخذ اعداد پسندارند و از نجاست که صاحب
مقامات حریری در خطبه مقامه بست و هشتم که بصنعت غیر منقوطه ست جاهای مذوره آورده چنانچه
از فقره های اوست الصحة کاملة والسلامة حاصلة و در غرینة الاشعار و مرآة الغیب و فطاس السلاغة پنداشته
نه های نوقانی بنج گرفته نه چهار و صد اما انکه ازین قاعده خبری نداشتند در مغلطه افتادند کسی در وفات
التاج عدد غلط و در ثمرة الفواد تاریخ مخبط محسوب کرد و کسی در قد قامت الصلوة اعداد

سطای بیمثل بحساب آور چون حال خواص این ست تا بعوام چه رسد ع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ؟ اللھم احفظنا عن الخطاء والاغلاط وایدنا بسبیل الصواب ومستقیم الصراط واخر دعوینا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خاتم الانبیاء والمرسلین فقط

گولیاں

گولیاں لیجئے آپکو بقائے صحت وزندگی کے لیے اکسیر کی تلاش نہ رہی

ہماری ایجاد کردہ آتشک نگرہ گولیوں کا نام نشاید آپ نے نہ سنا ہوگا۔ گولیاں عجیب و غریب صفات سے بھری ہیں بڑے بڑے نامی گرامی ڈاکٹروں ویدوں اور حکیموں نے انکا تجربہ کرکے اسکی تعریف میں ہمکو خطوط لکھے ہیں ہزاروں سندیں اور سارٹیفکیٹ اسکے موجود ہیں سینکڑوں فرمائشیں ان گولیوں کی نہ صرف ہندوستان بلکہ غیر ملکوں سے متواتر ہمارے شفاخانہ میں پہنچتی رہتی ہیں عصبی کمزوری کو جڑ سے کھو دیتا ہے۔ مایوسوں کو سراپا امید بنانا مادہ تولید کے تمام نقصانات کو دور کرنا ذہن میں جودت اور تیزی پیدا کرنا حافظہ کو قوت دینا جسم کو تندرست توانا بنانا مردہ دلوں میں تازی روح پھونکنا اس کا ادنی کرشمہ ہے۔ مرد ہوں یا عورتیں اونکے ہر قسم کے ضعف دور کرکے عالم جوانی دکھانے میں یہ گولیاں اکسیر کا کام کرتی ہیں اگر انہیں تندرست بھی کھائے تو بیشمار فائدے اپنے جسم میں پائے جن لوگوں نے انہیں استعمال کیا ہے اون سے دریافت کرکے اپنا اطمینان کر لیجئے یا خود ایک بار تجربہ کر لیجئے قیمت فی بکس جسمیں ۳۲ گولیاں ہوتی ہیں عمر علاوہ محصول ڈاک ہے۔ اگر مزید اطمینان کی ضرورت ہو تو ہماری کتاب کام شاستر مفت منگا لیجئے جو اردو انگریزی ناگری گجراتی مرہٹی بنگالی وغیرہ زبانوں میں ۱۰۰ صفحہ پر چھپی ہوئی موجود ہیں اور ہم محصول ڈاک اپنے پاس سے لگا کر آپ کے پاس بھیج دینگے اب تک چھ لاکھ سے زیادہ کاپیاں ہم مفت تقسیم کر چکے ہیں۔ اس کتاب کے دیکھنے سے آپ کو بہت سی مزید مفید معلومات حاصل ہو جائیں گے۔

ملنے کا پتہ

ویدشاستری منی شنکر گوندجی۔ آتشک نگرہ فارمیسی شہر جام نگر ملک کاٹھیاوار

تقطیع ۱۸×۲۲ لکھائی چھپائی پسندیدہ کاغذ دیسی حجم ۸۰ صفحے ماہوار

رسالہ اردوی معلی علیگڑھ

قیمت سالانہ ڈاک صرف

یعنی صحیح اور فصیح اردو کا مشہور اور قابل دید رسالہ جسمیں منجملہ دیگر قیمت پر

مضامین دلچسپ ہر مہینے شروع میں زیر عنوان تذکرہ شعراء اردو زبان کے مستند اساتذہ کے کلام پر تنقید درمیان میں انتخاب بیاض اور آخر میں موجودہ شعرائے ہند کی بہترین دو انتخاب غ ہوتی ہیں ادبی حیثیت سے لاریب اردو کا اور کوئی رسالہ اردوے معلی کا مقابلہ نہیں کر سکتا

کاغذ سفید تقطیع ۱۸-۲۲ حجم ۱۲ ج

دیوان غالب مع شرح از حسرت موہانی

اس کتاب کی خوبی کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ اس کے دو ایڈیشن چھپکر فروخت ہو چکے ہیں ایڈیشن چھاپا گیا ہے ابتدا میں غالب کے حالات اور ادنکے کلام پر تنقید موجود ہے۔

مکتوبات امیر مینائی معروف بہ خطوط منشی امیر احمد

مع تصویر و سوانح عمری امیر موازنہ داغ و امیر مقدمہ حضرت ثاقب پر قند پارسی علی گڑھ۔ اس مجموعے کی مولانا شبلی حالی مولوی حلیمید رصا جب طا طبائی شاد عظیم آبادی امیر احمد علوی جر موہانی وغیرہ نے بہت کچھ تعریف کی ہے کتاب کے آخر میں ان لوگوں کی تقریظیں بجائے خود دلکا بل دید ہیں کاغذ سفید و تیز لکھائی چھپائی پسندیدہ حجم ۲۵۲ صفحے قیمت علاوہ محصول ڈاک .. .. .. عہ

حیات جاوداں معروف بہ حیات تسلیم

یعنی اوستاد جناب امیر اللہ تسلیم مرحوم لکھنؤ سوانح عمری مرتبہ حضرت عرش گیاوی شاگرد حضرت تسلیم کے واقعات زندگی کے علاوہ ان کی پر لوپوا نکے ہمعصروں کے دلچسپ حالات اور ان کے بعض شاگردوں کا بھی مختصر تذکرہ موجود ہے کتاب کے شر مرحوم کی عکسی تصویر اور آخر میں ایک دلچسپ ضمیمہ شامل کر دیا گیا ہے کاغذ سفید حجم ۱۰۰ صفحے قیمت مع محصول ڈاک

اردوی معلی جلد دہم و یازدہم

یعنی اکتوبر ۱۹۱۳ء سے دسمبر ۱۹۱۴ء تک ۱۵ پرچوں کا نہایت دلچسپ اور قابل دید مجموعہ قیمت مع محصول ڈاک عہ

اردوی معلی جلد دوازدہم از جنوری تا دسمبر ۱۹۱۵ء مع محصول

دیوان مصحفی مرتبہ حسرت موہانی مع محصول ڈاک ۸ر

دیوان قایم چاندپوری ,, ,, ,, ۴ر

انوار العیون فی اسرار المکنون یعنی ملفوظات و حالات حضرت مخدوم احمد چ ردولوی ,, ,, ۸ر

رسالہ نتیجۃ الطبابت از مولوی آل حسن مرحوم مع حالات مصنف رسالہ وفات دلاوری ,, ,, ۱۰

انتخاب اردوی معلی

قیمت علاوہ محصول ڈاک صرف

یعنی اردوی معلی کی گذشتہ پانچ سال کی ۱۰ جلدوں بہترین مضامین نظم و نثر کا انتخاب جسکی نسبت وعو ساتھ کہا جا سکتا ہے ایسا دلچسپ مجموعہ کسی اور جگہ

دیوان شیفتہ مع تذکرہ شیفتہ ۸ر مع محصول

دیوان میر سوز مع مقدمہ حسرت موہانی ,,

دیوان میر حسن مع مقدمہ حسرت موہانی مع محصو

دیوان اشرف شاگرد تسلیم ,, ,, ,,

دیوان حسرت اوستاد جرات مع مقدمہ حسرت رسالہ اصلاح مع ایضاح و ازالہ تمام اغلاط اشتہارات

المشتہر سید فضل الحسن حسرت موہانی۔ بی۔ اے اڈیٹر اردوی معلی علی

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

کتب خانہ

جامعہ عثمانیہ

۱۔ ارکین مجلس اعلیٰ مجلس انتظامی
مجالس شعبجات نصاب پنج کی تائید سے ایک ماہ کی اجازت
دے سکتے ہیں۔

۲۔ اساتذہ جامعہ عثمانیہ کو کتب خانہ کی کتابیں ایک ماہ تک اپنے پاس رکھنے
اور ارکین دارالترجمہ کی کتابیں ایک ماہ تک اپنے پاس رکھ سکیں گے۔

۳۔ طلبہ ایف۔ اے تک کی کتابیں پندرہ دن تک اپنے پاس رکھ سکیں گے۔
طلبہ بی۔ اے کی کتابیں ایک ماہ تک اپنے پاس رکھ سکیں گے۔

۴۔ مدت مقررہ پر کتابیں واپس نہ ہوں تو طلبہ سے جرمانہ
ایک آنہ یومیہ فی کتاب وصول کیا جائیگا۔

۵۔ بیش قیمت کتابیں کتب خانہ میں ہی پڑھی جائیں گی۔ گم شدہ کتاب کی قیمت
دینی ہوگی۔

۶۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان یا کچھ لکھا ہوا نہ ہو۔

۷۔ کتابوں کو کسی قسم کا نقصان پہنچانا یا ضائع کرنا
دگنا جائے۔

۸۔ کتب خانہ کی کتابیں
باہر نہیں لے جا سکیں گے۔ فقط